متعہ

صحابہ کرام، تابعین اور فقہاءٔ کی نظر میں

مؤلف : شیخ نجم الدین طبسی
مترجم : ڈاکٹر محمد معظم جاوید حیدری

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب: .... متعہ صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کی نظر میں
مؤلف: .... شیخ نجم الدین طبسی
مترجم: .... ڈاکٹر محمد معظم جاوید حیدری
تصحیح: .... حجۃ الاسلام محمد امیر جعفری
نظر ثانی: .... ناظم حسین اکبر
تعداد صفحات: ۲۴۰
ایڈیشن: .... پہلا، ستمبر ۲۰۱۴ء
ناشر: .... ابوطالبؑ انٹر نیشنل اسلامک انسٹیٹیوٹ لاہور

ملنے کا پتہ:

۱۔ جامعہ شیر شاہ اینڈ ابوطالبؑ انٹر نیشنل اسلامک انسٹیٹیوٹ محبّ پور سادات، لاہور
۲۔ جامعہ رضویہ، چھولس سادات ضلع جی بی نگر (ہندوستان) ۰۰۹۱۹۷۲۰۰۲۳۵۴۴
۳۔ جامعہ جعفریہ، محلّہ پچلیل پورہ کوپا گنج ضلع مئو یوپی (ہندوستان)

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست عناوین

پیش لفظ ۱۱
مقدمہ مؤلف........................ ۱۳

فصل اول

متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

متعہ یا عقد موقت ۱۸
عقد موقت صحابہؓ پیغمبرؐ کی نگاہ میں ۲۰
۱۔ عمران بنؓ حصین خزاعی (متوفی ۵۲ھ) ۲۰
عمران بن حصین کون ہیں؟........................ ۲۳
۲۔ابو سعید خدری (متوفی ۷۴ھ)........................ ۲۶
ابو سعید خدری کون ہیں؟ ۲۶
۳۔ جابر بن عبد اللہ انصاری (متوفی ۷۸ھ)........................ ۲۸
جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ کون ہیں؟ ۳۱
۴۔ زید ابن ثابت انصاری (متوفی ۵۵ھ)........................ ۳۲

زید ابن ثابت کون ہیں؟.......................... ۳۲
کرتے تھے۔........................... ۳۳
زید بن ثابت ہماری نگاہ میں ۳۴
۵۔ عبداللہ ابن مسعود (متوفی ۳۲ھ) ۳۵
ابن مسعود کون ہیں؟ ۳۶
۶۔ سلمہ ابن اکوع (متوفی ۷۴ھ)...................... ۳۸
سلمہ ابن اکوع کون ہیں؟ ۳۹
۷۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام (شہادت ۴۰ھ) ۴۱
حضرت علی ابن ابی طالبؑ کون ہیں؟ ۴۲
۸۔ عمرو بن حریث (متوفی ۸۵ھ)..................... ۴۴
عمرو بن حریث کون ہیں؟ ۵۰
۹۔ معاویہ بن ابی سفیان (متوفی ۶۰ھ) ۵۲
۱۰۔ سلمہ بن امیہ ۵۵
سلمہ بن امیہ کون ہے؟......................... ۵۸
۱۱۔ ربیعہ بن امیہ ۶۰
ربیعہ بن امیہ کون ہے؟ ۶۲
۱۲۔ عمرو بن حوشب ۶۲
۱۳۔ ابیّ بن کعب (متوفی ۳۰ھ)..................... ۶۵

ابیّ بن کعب کون ہے؟ ۶۷
۱۴۔ اسماء بنت ابوبکر (متوفی ۷۳ھ) ۶۸
اسماء بنت ابوبکر کون ہیں؟ ۷۳
۱۵۔ ام عبد اللہ بنت ابی خیثمہ ۷۴
اس روایت سے چند نکتے سمجھ میں آتے ہیں: ۷۶
ابن یسار کون ہے؟ ۷۸
۱۶۔ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب (متوفی ۶۸ھ) ۸۰
ابن عباس کون ہیں؟ ۹۰
چند دعوے اور ان کے جوابات ۹۵
۱۷۔ سمیر (متوفی ۵۹ھ) سمرہ ۱۰۱
سمرہ کون ہے؟ ۱۰۱
۱۸۔ انس بن مالک (متوفی ۹۳ھ) ۱۰۲
انس بن مالک کون ہے؟ ۱۰۳
اہم نکتہ یہ ہے کہ: ۱۰۴
۱۹۔ ابن عمر (متوفی ۷۴ھ) ۱۰۶
حضرت عمر کی نہی سے پہلے متعہ کرنے والے افراد کی فہرست ۱۰۷

فصل دوم

تابعین اور فقہاء

متعہ تابعین و فقہاء کی نظر میں ۱۱۱

۱۔ مالک بن انس ۱۱۲

مالک بن انس کون ہے؟ ۱۱۵

لیکن مالک کے بارے میں ہمارا نظریہ ۱۱۸

۲۔ احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) ۱۱۹

ابن حنبل کون ہے؟ ۱۲۰

۳۔ سعید بن جبیر (شہادت ۹۵ھ) ۱۲۱

سعید بن جبیر کون ہے؟ ۱۲۲

۴۔ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج (متوفی ۱۵۰ھ) ۱۲۳

اسماعیل بن فضل ہاشمی کی روایت ۱۲۵

ابن جریج کون ہے؟ ۱۲۶

۶۔ عطاء بن ابی رباح (متوفی ۱۱۵ھ) ۱۳۰

عطا کون ہے؟ ۱۳۲

۶۔طاؤس یمانی (متوفی ۱۰۶ھ) ۱۳۳
طاؤس کون ہے؟ ۱۳۴
۷۔ عمرو بن دینار (متوفی ۱۲۶ھ) ۱۳۵
عمرو بن دینار کون ہیں؟........................... ۱۳۶
۸۔ مجاہد بن جبر (متوفی ۱۰۰ھ) ۱۳۸
مجاہد کون ہے؟................................ ۱۳۹
۹۔سدّی (متوفی ۱۲۷ ھ) ۱۴۱
۱۰۔ حَکَم بن عتیبہ (متوفی ۱۲۵ھ) ۱۴۳
حکم کون ہے؟.................................. ۱۴۴
۱۱۔ابن ابی ملیکہ (متوی ۱۱۷ھ) ۱۴۵
ابن ابی ملیکہ کون ہے؟ ۱۴۵
۱۲۔زفر بن اوس بن حدثان مدنی ۱۴۷
زفر کون ہے؟ ۱۴۷
۱۳۔ طلحہ ابن مصرّف الیامی (متوفی ۱۱۲ھ) ۱۵۱
طلحہ ابن مصرّف کون ہے؟ ۱۵۱
۱۴۔اہل مکہ اور یمن ۱۵۳
۱۵۔اہل بیت علیہم السلام اور تابعین ۱۵۳
دوسروں کے ناموں کاایک صفحہ ۱۵۴

فصل سوم

چند نکات اور چند شبہے

ا۔ کیا متعہ کے ماننے والے، اس کے نسخ سے آگاہ نہیں تھے؟ ۱۵۷

۲۔ متعہ سے منع کرنا ایک حکومتی امر تھا یا۔۔۔؟ ۱۶۵

پہلا شاہد: اپنے والد کے عہد میں ابن عمر کی تاکید: ۱۶۶

ذہبی کا حاشیہ: ۱۶۸

دوسرا شاہد: جابرؓ کی تصریح: ۱۷۰

تیسرا شاہد: عمران بن سوادہ کا قول: ۱۷۲

چوتھا شاہد: امام علیؑ کی تصریح: ۱۷۶

پانچواں شاہد: مولفین اور بزرگوں کی تصریح: ۱۷۷

اسعد وحید قاسم فلسطینی کہتے ہیں: ۱۸۰

۳۔ کیا حضرت عمر نے نسخ کا دعویٰ کیا ہے؟ ۱۸۱

۴۔ فقہائے اہل سنت اور ان کے مفسرین کے الفاظ ۱۸۴

۵۔ کیا متعہ کا حرام ہونا اجماعی ہے؟ ۱۸۷

٦۔ روایات تحریم میں آشفتگی ۱۹۲

۷۔ متعارض روایات میں اشکال........................ ۱۹۵
۱۔ حدیث ترمذی........................ ۱۹۵
سند حدیث کی تحقیق:........................ ۱۹۶
۲۔ سعید بن جبیر کی حدیث........................ ۱۹۸
۳۔ زہری کی حدیث........................ ۲۰۲
۵۔ چند اعتراضات:........................ ۲۰۳
۴۔ سبرہ کی حدیث........................ ۲۰۸
۵۔ ایاس کی حدیث........................ ۲۱۳
۶۔ ابوہریرہ کی حدیث........................ ۲۱۵
۱۔ امام باقرؑ اور لیثی کے درمیان گفتگو........................ ۲۱۷
۲۔ ابو حنیفہ اور مومن طاق کے درمیان گفتگو........................ ۲۲۰
کتابنامہ........................ ۲۲۳
منابع و ماخذ........................ ۲۲۸

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

پیش لفظ

صدر اسلام میں متعہ کے جائز ہونے پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے یہاں تک کہ خلیفہ دوم خود اس بات کے معترف ہیں اور کہتے ہیں: ”متعتان محللتان کانتا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم أنا أنهى عنهما وأعاقب علیهما“ رسول خدا کے زمانے میں دو متعے (متعۃ النساء اور متعۃ الحج) حلال تھے اور میں انھیں حرام قرار دیتا ہوں۔ دراصل خلیفہ یا تو عمرو بن حریث کے اقدام سے متاثر ہوئے تھے یا پھر انھوں نے بعض افراد کو متعہ کے ذریعے صاحب اولاد ہوتے دیکھا تھا جس کی وجہ سے جذبات میں آکر متعہ سے ممانعت کی۔

لہٰذا بعد میں اس مسئلے میں مسلمانوں کے درمیان جواز اور تحریم کو لیکر اختلاف ہوا، اہلسنت متعہ کے حرام ہونے کے قائل

ہوئے اور شیعوں نے سورہ نساء کی آیت ۲۴ کی بناپر جواز متعہ کو اختیار کیا۔

کتاب حاضر ''الزواج الموقت عند الصحابہ و التابعین'' کا اردو ترجمہ ہے، اس کتاب میں رفع اختلاف کے پیش نظر جواز متعہ پر اہلسنت کی کتابوں اور روایات سے استدلال پیش کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ کتاب نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں لکھی گئی ہے، بلکہ اس کی تالیف کا اصل اور بنیادی مقصد بدعت کو مٹا کر اسلامی سنت کو اجاگر کرنا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بعض شیعوں کو خط لکھا کہ متعہ کے معاملے میں زیادہ اصرار نہ کرو! بس سنت کا قائم کرنا اور بدعت کی مخالفت کرنا تمھارا فرض ہے، نہ یہ کہ اس کام میں اسقدر اصرار کرنے لگو کہ تمھارے بیوی بچے تم سے نفرت کرنے لگیں اور ہم خاندان رسالت کی نسبت بدگمانیاں پیدا ہو جائیں۔

محمد معظم جاوید حیدری

۱۵ / رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

مقدمہ مؤلف

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی خیر خلقہ

محمد بن عبد اللہ و اہل بیتہ الطاہرین

مسلمانوں کے درمیان ایک اختلافی موضوع و مسئلہ جس کے بارے میں بہت ساری بحث و گفتگو ہوئی ہے، عقد موقت (متعہ) ہے جس کو ایک گروہ دلیل سے ثابت کرتا ہے اور دوسرا گروہ اس کا انکار کرتا ہے، جبکہ بہت سی صحیح روایتیں اس کے مباح اور جائز ہونے کی تصریح کرتی ہیں، نیز پیغمبر اسلامؐ کے بزرگ اصحاب آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد عصر خلفاء اور اس کے بعد تک عقد موقت کو اسی طرح جائز سمجھتے رہے جس کے بارے میں ہم گفتگو کریں گے۔

اس بارے میں دسیوں کتابیں اور سیکڑوں مقالے (مضامین) لکھے جا چکے ہیں جو سب کے سب عقد موقت کے جائز ہونے اور اس کے منسوخ نہ ہونے کی تاکید کرتے ہیں۔ مولفین و محققین محترم کی یہ تحریریں جو انھوں نے اب تک انجام دی ہیں، ان کی تکرار سے

بچنے کے لئے میں نے چاہا کہ اس موضوع کو خاص طریقے سے پیش کروں اور خاص انداز میں بیان کروں۔

اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ اصحاب و تابعین کے ایک ایسے گروہ کی جمع آوری کروں جنھوں نے متعہ اور عقد موقت انجام دیا ہے یا یہ کہ وہ متعہ کو جائز مانتے تھے، اور نیز ایسے محدثین کا تذکرہ کروں جنھوں نے خلفاء کے زمانے میں اور اس کے بعد اس سلسلے میں روایت کی ہے یا جن کا فقہی نظریہ متعہ کا جائز اور حلال ہونا ہے۔

میں نے مختصر تحقیق کے بعد دسیوں اصحاب و تابعین وغیرہ کو پایا جن کے، وہ اقوال جو متعہ کے جائز ہونے پر دلالت کرتے تھے، ان جمع آوری کرتے ہوئے ان کے علمی مرتبہ اور اجتماعی منزلت اور ان سے مربوط دیگر مسائل کو بیان کیا ہے۔

کتاب حاضر تین فصلوں پر مشتمل ہے:

پہلی فصل: ان اصحاب کے بارے میں ہے جنھوں نے متعہ کو حلال جانا ہے اور اتفاقاً اس پر عمل بھی کیا ہے۔

دوسری فصل: ان تابعین اور فقہاء کے بارے میں ہے جو متعہ کے جواز کے قائل ہیں اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض نے صرف عقد موقت ہی انجام دیا ہے (اور نکاح دائم سے اجتناب کیا ہے)۔

تیسری فصل: ان اعتراضات اور سوالات کے بارے میں ہے جو متعہ کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اور ان روایات کے بارے میں ہے جو متعہ سے منع کرتی ہیں اور نیز ان بحثوں کے متعلق ہے جو قارئین عزیز کے لئے جائے شبہ و سوال ہیں۔

و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب

فصل اول

متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

۱. عمران بن حصین
۲. ابوسعید خدری
۳. جابر بن عبداللہ انصاری
۴. زید بن ثابت انصاری
۵. عبداللہ بن مسعود
۶. سلمہ ابن اکوع
۷. امام علی بن ابیطالبؑ
۸. عمرو بن حُریث
۹. معاویہ ابن ابی سفیان
۱۰. سلمہ بن امیہ
۱۱. ربیعہ بن امیہ
۱۲. عمرو بن حوشب
۱۳. ابی بن کعب وغیرہ

متعہ یا عقد موقت

متعہ: عقد نکاح کو معین مہر کے ساتھ خاص وقت سے مقید کرنا ہے۔

۱۔ ابن براج کہتے ہیں: متعہ، وہ نکاح ہے جو معین وقت کے لئے اور طے شدہ معلوم مہر کے ساتھ ہو۔[۱]

۲۔ ابن قدامہ کہتے ہیں: عقد متعہ کا معنی یہ ہے کہ شخص کسی عورت سے معین مدت کے لئے نکاح کرے؛ مثلاً والد کہے: میں نے ایک مہینے یا ایک سال، یا مراسم حج ختم ہونے تک یا حاجیوں کے سفر حج سے واپس آنے تک (چاہے اس کی مدت معلوم ہو یا نامعلوم) کے لئے تمھارے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔[۲]

۱۔ المہذّب، ج۲، ص۱۷۹

۲۔ المغنی، ج۶، ص۶۴۲

کہنے کی بات یہ ہے کہ اگر عقد متعہ کی مدت مقرر نہ ہو تو متعہ باطل ہے اور اسی طرح اگر نکاح کی مدت اور اس کی انتہاء بیان نہ کی جائے تو نکاح دائم منعقد ہو جاتا ہے۔[1]

۳۔ کتاب ''نظم المستعذب'' میں بھی آیا ہے: متعہ لفظ متاع سے ماخوذ ہے اور متاع وہ چیز ہے جو ایک مدت تک استعمال کی جائے اور تمتع یعنی کسی چیز سے استفادہ کرنا یہاں تک کہ اس کی مدت تمام ہو جائے۔[2]

۱۔ شرائع الاسلام، ج ۲، ص ۳۰۶

۲۔ نظم المستعذب، ج ۲، ص ۴۷؛ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج ۴، ص ۶۰

عقد موقت صحابۂ پیغمبرؐ کی نگاہ میں

معتبر تاریخ و روایات اور فقہائے اہل سنت کے نظریات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کا ایک گروہ پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد بھی؛ یعنی خلفاء کی خلافت کے زمانے میں اور نیز اس کے بعد، ازدواج موقت کو مانتا تھا اور ان کا فقہی نظریہ یہ تھا کہ متعہ جائز اور مباح ہے۔

اب ہم ان میں سے بعض کے خطوط اور ان کے علمی و اجتماعی مرتبہ و منزلت، نیز عقد موقت کے مباح ماننے پر ان کی دلیلوں کو بیان کریں گے۔

ا۔ عمران بنؓ حصین خزاعی (متوفی ۵۲ھ)

الف) کتاب صحیح بخاری میں آیا ہے: عمرانؓ کہتے ہیں: قرآن میں آیہ متعہ نازل ہوئی، ہم نے اور پیغمبرؐ نے اس پر عمل کیا اور کوئی دوسری ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جو اس کو حرام کرتی اور پیغمبرؐ نے بھی اپنی زندگی میں ہرگز اس سے ممانعت نہیں کی۔ اس

شخص نے اپنی رائے سے (متعہ سے ممانعت کے بارے میں) کچھ کہا ہے۔[1]

عسقلانی لکھتے ہیں کہ اس روایت میں شخص سے مراد خلیفہ دوم، حضرت عمر بن خطاب ہیں۔[2]

ب) حنبلی مذہب کے امام، احمد اپنی کتاب مسند میں معتبر سند کے ساتھ جس کے سبھی راوی (ان کی نگاہ میں) ثقہ اور قابل اعتماد ہیں، عمران بن حصین سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: آیۂ متعہ قرآن میں نازل ہوئی، میں نے اور پیغمبرؐ نے بھی اس پر عمل

۱۔ صحیح بخاری، ج۳، ص۱۰۴، کتاب التفسیر، باب قولہ تعالی "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ" (مائدہ، آیت ۸۷)

۲۔ فتح الباری، ج۸، ص۳۴؛ شرح نووی، ج۸، ص ۲۰۵؛ ارشاد الساری، ج۱۰، ص۶۱؛ عمدۃ القاری، ج۱۸، ص۱۱۱؛ البتہ بعض نے اس کو حج تمتع کے معنی میں بتایا ہے جو خلاف ظاہر ہے، بلکہ اس سے مراد عقد موقت اور متعہ ہے، جیسا کہ تفسیر رازی نے بھی کہا ہے۔

کیا اور کوئی بھی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جو اس کو منسوخ کرتی اور پیغمبرؐ نے بھی اپنی زندگی میں، اس سے منع نہیں کیا۔[1]

ج) محمد بن حبیب ہاشمی کہتے ہیں: عمران بن حصین پیغمبرؐ کے صحابہ میں سے تھے جو متعہ کو جائز قرار دیتے تھے اور اس کے جواز کے قائل تھے۔[2]

د) ثعلبی نے کہا ہے: نکاح متعہ کو فقط عمران بن حصین، عبد اللہ بن عباس، ان کے چند اصحاب اور اہل بیتؑ کے ایک گروہ نے اختیار کیا ہے۔[1]

۱۔ مسند احمد، ج ۴، ص ۴۳۶

۲۔ المحبر، ص ۲۸۹، علامۂ نسابہ، ابو جعفر محمد بن حبیب ہاشمی (متوفی ۲۴۵ھ)، ذہبی کہتے ہیں: صاحب کتاب محبر اخباری، سچے، واسع الروایہ، زمانے سے آشنا اور اس کے عالم تھے۔ وہ ملاعنہ کے بیٹے ہیں اور وہ اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں، انھوں نے ہشام بن محمد کلبی اور دوسروں سے لیا ہے اور محمد بن احمد بن عرّابہ کوفی نے ان سے روایت نقل کیا ہے، ابو سعید حسن بن الحسین شکری اور ابو رویہ بغدادی اور دیگر؛ تاریخ الاسلام، سن ۲۴۱، ۲۵۰ کے واقعات، ص ۴۲۳

ہ) رازی کہتے ہیں: عمران بن حصین نے کہا ہے: آیۂ متعہ قرآن میں نازل ہوئی اور کوئی ایسی آیت جو اس کی ناسخ ہوتی، نازل نہیں ہوئی اور پیغمبرؐ نے بھی ہمیں اس کے بجالانے کا امر فرمایا اور ہم اس سے مستفید ہو تے رہتے تھے کہ پیغمبرؐ دنیا سے چلے گئے، جبکہ آنحضرتؐ نے ہمیں اس سے منع نہیں کیا، پھر ایک شخص نے (متعہ کے بارے میں) اپنی رائے سے کچھ کہہ دیا۔[۲]

ایسا لگتا ہے کہ شخص سے ان کی مراد حضرت عمر بن خطاب ہیں جیسا کہ رازی نے بھی کہا ہے۔

و) قرطبیؒ نے لکھا ہے: عقد متعہ کو عمران بن حصین اور بعض صحابہ کے علاوہ کسی نے جائز نہیں مانا ہے۔[۳]

عمران بن حصین کون ہیں؟

۱۔ کشف البیان، ج ۳، ص ۲۸۷

۲۔ تفسیر کبیر، ج ۱۰، ص ۵۳؛ تفسیر الکشف والبیان، ج ۳، ص ۲۸۶

۳۔ تفسیر قرطبیؒ، ج ۵، ص ۱۳۳

فصل اول: متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

ا۔ جزری کا بیان ہے: عمران بن حصین جنگ خیبر والے سال اسلام لائے، چند غزوات میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہے اور خلیفہ ثانی حضرت عمر نے ان کو ترویج احکام کے لئے بصرہ بھیجا۔ بصرہ میں ان کا شمار فاضل ترین صحابہ میں ہوتا تھا۔ عبد اللہ بن عامر نے انھیں بصرہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ وہ تھوڑی مدت قاضی رہے یہاں تک کہ استعفا دے دیا اور عبد اللہ نے بھی ان کا استعفا منظور کر لیا۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں: ہم بصرہ میں عمران بن حصین سے افضل و برتر کسی بھی صحابی پیغمبرؐ کو نہیں پہچانتے تھے اور وہ مستجاب الدعوہ تھے۔[۱]

۲۔ ذہبی کہتے ہیں: عمران بن حصین، نمونہ عمل، پیشوا اور صحابی پیغمبرؐ تھے جو ساتویں ہجری میں اسلام لائے اور بہت سی روایتیں صحاح ستہ میں ان سے نقل ہوئی ہیں۔ بخاری اور مسلم ان کی نو

۱۔ اسد الغابہ، ج ۴، ص ۱۳۸

حدیثوں میں متفق ہیں اور چار حدیثیں صحیح بخاری میں اور نو حدیثیں صحیح مسلم میں بطور خاص ان سے نقل ہوئی ہیں۔ ان کی مسند احادیث ایک سو اسی روایت تک پہنچتی ہیں۔[1]

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ عمران بن حصین جنگ خیبر والے سال اسلام لائے جب کہ ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے کہ اسی سال متعہ حرام ہوا ہے۔

شیعہ نظریہ: مرحوم علامہ مجلسیؒ نے انھیں ممدوح اور مامقانی نے حسن شمار کیا ہے۔ مرحوم تستری نے بھی انھیں قبول کیا ہے۔[2]

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۳۰

۲۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۰؛ قاموس الرجال،، ج ۸، ص ۲۴۲

۲۔ ابو سعید خدری (متوفی ۷۴ھ)

الف) ابن حزم کہتے ہیں: ابو سعید خدری ان لوگوں میں سے ایک ہیں جو متعہ کے حلال ہونے پر باقی رہے۔[1]

ب) ابو سعید خدری اور جابر کہتے ہیں: ہم لوگ حضرت عمر کی خلافت کے نصف زمانے تک متعہ کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت عمر نے عمرو بن حریث کے ماجرا میں لوگوں کو اس سے منع کر دیا۔[2]

ابو سعید خدری کون ہیں؟

ذہبی کہتے ہیں: ابو سعید خدری، پیشوا، مجاہد اور مدینہ کے مفتی تھے۔ وہ جنگ خندق اور بیعت رضوان میں بھی موجود تھے۔

۱۔ المحلی، ج۹، ص۵۱۹؛ شرح زرقانی، ج۳، ص۱۵۴

۲۔ عمدۃ القاری، ج۸، ص۳۱۰

رسول خداؐ سے بہت ساری حدیثیں نقل کی ہیں۔ وہ فقہاء و مجتہدین میں سے تھے۔۔۔ بعض نے کہا ہے: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوان اصحاب کے درمیان ان سے بڑا عالم کوئی نہیں تھا۔

صحاح ستہ میں ان سے احادیث نقل ہوئی ہیں اور ان کی مسند حدیثیں ۱۱۷۰ تک پہنچتی ہیں۔ کتاب صحیح بخاری و صحیح مسلم میں متفقہ طور پر ان سے ۴۳ حدیثیں لائی گئی ہیں۔ صحیح بخاری نے ۱۶ اور صحیح مسلم نے ۵۲ روایتیں بطور خاص (مشترک روایات کے علاوہ) ان سے نقل کی ہیں۔[۱]

قابل غور بات یہ ہے کہ یہ صحابی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو منصب فتوا کی ذمہ داری رکھتے تھے، عقد موقت پر اپنے عملی التزام کے ساتھ تصریح کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے لوگوں کو متعہ سے باز رکھا ہے، نہ یہ کہ اس سے ممانعت کو نسخ قرآن یا نہی پیغمبرؐ سے مستند کیا ہو۔

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۳، ص ۱۷۲؛ المحبر، ص ۴۳۹؛ تاریخ بغداد، ص۱۸۰؛ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۸۹؛ الوافی بالوفیات، ص ۱۴۸

ہمارا نظریہ: مرحوم مامقانی نے ان کی توثیق کی ہے۔[1]

۳۔ جابر بن عبد اللہ انصاری (متوفی ۷۸ھ)

الف) صحیح مسلم میں آیا ہے: محمد بن رافع نے عبد الرزاق سے انھوں نے ابن جریج سے اور انھوں نے ابو زبیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: میں نے جابر ابن عبد اللہ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے: ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے زمانے میں ایک مشت خرما اور آٹے سے متعہ کر لیتے تھے، یہاں تک کہ حضرت عمر نے عمرو بن حریث کے ماجرا میں لوگوں کو اس سے منع کیا۔[2]

ب) صحیح مسلم میں بھی اسی طرح آیا ہے: حسن حلوانی نے عبد الرزاق سے اور انھوں نے ابن جریج سے نقل کیا کہ انھوں نے

۱۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۱

۲۔ صحیح مسلم، ج ۱، ص ۶۲۳، منصف عبد الرزاق، ج ۷، ص ۴۹۹؛ مسند احمد، ج ۳، ص ۳۸۰؛ بدایۃ المجتہد، ج ۲، ص ۵۸۔

کہا: عطا کہتے ہیں: جابر بن عبد اللہ عمرہ سے لوٹے اور ہم ان کے گھر تھے، لوگوں نے ان سے چند سوال پوچھے اسی اثنا میں متعہ کی بات چلی تو جابر نے کہا: ہاں، ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے زمانے میں متعہ کرتے تھے۔[۱]

ج) طبری کہتے ہیں: جابر سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے تھے: لوگ عورتوں سے متعہ کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب نے انھیں منع کیا۔[۲]

ہ) محمد ابن جعفر، شعبہ سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں نے سنا ہے قتادہ، ابی نضرہ سے نقل کرتا تھا کہ ابن عباس (حلیت) متعہ کو مانتے تھے اور ابن زبیر اس سے منع کرتے تھے، تو میں نے جابر ابن عبد اللہ سے (متعہ کے بارے میں) چند باتیں کہیں، تو اس وقت انھوں نے کہا: تحریم متعہ کا ماجرا میرے سامنے

۱۔ حوالہ سابق

۲۔ کنز العمال، ج ۱۶، ص ۵۲۰، ح ۴۵۷۱۹؛ الحاوی الکبیر، ج ۱۱، ص ۴۵۵؛ شرح زرقانی، ج ۳، ص ۱۵۴۔

کا ہے؛ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں متعہ کرتے تھے، یہاں تک کہ حضرت عمر کا زمانہ آیا اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: خداوند متعال نے اپنے پیغمبرؐ کے لئے جو چاہا حلال کیا اور قرآن نے بھی اسے اجاگر کیا؛ حج و عمرہ کو جیسا کہ خداوند نے حکم دیا ہے بجالاؤ اور عورتوں سے جس طرح خدا نے حکم دیا ہے شادی کرو، لیکن کسی ایسے شخص کو میرے پاس نہ لایا جائے (جس نے مدت معینہ کے لئے شادی (متعہ) کیا ہو) ورنہ اسے سنگسار کردوں گا۔[1]

و) عمرو بن دینار سے روایت ہے، وہ جابر بن عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے: عصر رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکر و عمر کے زمانے میں عورتوں سے متعہ کیا جاتا تھا یہاں تک کہ عمرو بن حریث کا واقعہ پیش آیا اور حضرت عمر نے کہا: ہم متعہ کرتے تھے اور اسے مانتے تھے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تم لوگ متعہ کرتے ہو اور اس کے امور کو نہیں مانتے، پس شادی کرو اور متعہ سے اجتناب کرو۔[2]

۱۔ابن شبہ، تاریخ المدینہ، ج۲، ص۷۱۹۔۷۲۰

۲۔ابن شبہ، تاریخ المدینہ، ج۲، ص۷۱۷

جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ کون ہیں؟

ذہبی کہتے ہیں: وہ عظیم پیشوا، مجتہد، حافظ قرآن، صحابی پیغمبرؐ، فقیہ اور ان میں سے تھے جو بیعت رضوان میں حاضر تھے۔ انھوں نے پیغمبرؐ سے بہت سے علوم کی روایت کی ہے اور اپنے زمانے میں مدینہ کے مفتی تھے، ان کی مسند حدیثیں ۱۵۴۰ تک پہنچتی ہیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم ان سے ۵۸ حدیثیں نقل کرنے میں متفق ہیں جبکہ صحیح بخاری نے ان سے چھبیس حدیثیں اور صحیح مسلم نے ۱۲۶ حدیثیں بطور خاص اور منفردانہ طور پر نقل کی ہیں۔

تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو مفتی مدینہ، عظیم فقیہوں میں سے اور پیغمبرؐ سے بہت سارے علوم کی روایت کرنے والا ہو وہ حرمت متعہ اور اس کے نسخ ہونے کو نہ جانتا ہو اور یہ مسئلہ ان سے پوشیدہ رہا ہو؟

اہم نکتہ یہ ہے کہ جابر جمع کے لفظ سے کہتے ہیں: ”کنا نستمتع“؛ یعنی ہم متعہ کرتے تھے۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ اصحاب کے درمیان خلافت عمر کے زمانے تک مشہور و رائج رہا ہے۔

۴۔ زید ابن ثابت انصاری (متوفی ۵۵ھ)

ہاشمی کہتے ہیں: صحابہ میں سے متعہ کو حلال سمجھنے والے شخص زید بن ثابت انصاری تھے۔[۱]

زید ابن ثابت کون ہیں؟

ذہبی کے قول کے مطابق زید ابن ثابت عظیم پیشوا، قاریوں کے شیخ، مفتی مدینہ اور کاتب وحی تھے۔ یہ وہ تھے جو رسول خدؐا کے زمانے میں قرآن کی جمع آوری

۱۔ المحبر، ص ۲۸۹

کرتے تھے۔

ابن عمر کہتے ہیں: زید بن ثابت خلافت عمر کے زمانے میں لوگوں کے عالم اور دانشمند تھے۔

سلیمان بن یسار بھی کہتے ہیں: حضرت عمر اور حضرت عثمان واجبات، فتوا، قرائت قرآن اور قضاوت میں، کسی کو زید سے مقدم نہیں جانتے تھے۔

مالک کہتے ہیں: ہمارے نزدیک حضرت عمر کے بعد لوگوں کے پیشوا زید ابن ثابت ہیں۔ابن عباس بھی کہتے ہیں: پیغمبرؐ کے تمام اصحاب اچھی طرح جانتے ہیں کہ زید بن ثابت راسخون فی العلم میں سے ہیں۔

اور ابو ہریرہ کہتا ہے: وہ اس امت کے عالم ہیں۔[1]

غور سے دیکھو، جو لوگوں کے عالم اور دانشمند تھے اور فتوا و قرائت میں دوسروں سے آگے تھے اور جس کا شمار راسخون فی العلم

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۳۷

میں ہوتا تھا، وہ متعہ کے حلال ہونے کے قائل تھے اور وہ حضرت عمر ابن خطاب کی نہی کی بالکل پرواہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان کی نہی کو ناسخ قرآن اور رسول خداؐ کی نہی شمار کرتے تھے۔

زید بن ثابت ہماری نگاہ میں

مامقانی کہتے ہیں: ان کے حالات کے بیان میں اتنا ہی کافی ہے کہ ہم کہیں: زید بن ثابت عثمانی مذہب تھے۔

ایسا لگتا ہے کہ مامقانی نے یہ بات ابن اثیر کے قول سے نقل کی ہے کہ زید بن ثابت عثمانی مذہب تھے اور کسی بھی جنگ میں حضرت علیؑ کے ساتھ شریک نہیں تھے۔

امام باقرؑ بھی فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ زید بن ثابت نے واجبات میں جاہلیت کے حکم سے فتوا دیا ہے۔

رہا قرآن کی جمع آوری کا موضوع جس کی نسبت ان کی طرف دی گئی ہے تو یہ محل شک و تردید ہے۔ آیت اللہ خوئی نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔[1]

۵۔ عبد اللہ ابن مسعود (متوفی ۳۲ھ)

الف) ابن حزم کہتے ہیں: رسول خداؐ کی وفات کے بعد اصحاب سلف کی ایک جماعت منجملہ ابن مسعود کے، متعہ کی حلیت پر باقی رہی۔[2]

ب) شیخ مفید مجبر سے نقل کرتے ہیں کہ ابن مسعود جواز متعہ کے قائل تھے۔[3]

۱۔ تنقیح المقال، ج۱، ص ۴۶۲؛ قاموس الرجال، ج ۴، ص ۵۴۲؛ معجم رجال الحدیث، ج۷، ص ۳۳۶؛ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۲۲؛ البیان فی تفسیر القرآن، ص ۲۵۷

۲۔ المحلی، ج ۵، ص ۵۱۹ و شرح زرقانی، ج ۳، ص ۱۵۴

۳۔ مصنفات شیخ مفید، ص ۹؛ الاعلام بما اتفقت علیہ الامامیہ من الاحکام، ص ۳۶

ابن مسعود کون ہیں؟

ذہبی کہتے ہیں: وہ پیشوا، عالم، فقیہ امت، دین میں سبقت رکھنے والوں اور دنیا کے منتخب لوگوں میں سے تھے۔ جنگ بدر میں شرکت کی اور دو بار (پیغمبرؐ کے ساتھ) ہجرت کی اور جنگ یرموک کے دن غنیمت کے نگہبان اور امین تھے، ان کی بہت سی فضیلتیں ہیں، انھوں نے بہت سے علوم کو نقل کیا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے ان کی شان میں فرمایا: تم علم طلب جوان ہو! اور عبد اللہ بن مسعود ان چار لوگوں میں سے ایک ہیں جو جنگ احد میں آخر تک پیغمبرؐ کے پاس رہے۔

ابو مسعود انصاری کہتا ہے: خدا کی قسم! پیغمبرؐ کے بعد میں نے کسی کو ابن مسعود سے زیادہ کتاب خدا سے آگاہ نہیں پایا۔

حضرت علیؑ سے ابن مسعود کے بارے میں لوگوں نے پوچھا، تو فرمایا: ابن مسعود نے قرآن کی قرائت کی اور دقت و تأنی[1] کو اس کے ہمراہ کیا؛ کتنا اچھا عمل کیا اور سنت سے بھی آگاہی پائی۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم ان کی چونسٹھ حدیثوں میں متفق ہیں جبکہ صحیح بخاری نے ان سے اکیس حدیثیں اور صحیح مسلم نے پینتیس حدیثیں، علیحدہ طور پر نقل کی ہیں اور ان کی احادیث مسند "بقی" میں، تکرار کے ساتھ اڑتالیس کی تعداد تک پہنچتی ہیں۔[2]

یہ بات قابل غور ہے کہ جس کے بارے میں وہ معترف ہیں کہ وہ عالم، فقیہ امت اور کتاب خدا سے آگاہ تھے، وہ جواز متعہ کے قائل ہیں۔

۱۔ مترجم: دقت و تانی کا معنی یہ ہے کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر با قاعدہ پڑھا جائے۔

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج۱، ص ۴۶۱؛ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۱۰۶؛ تاریخ خلیفہ، ص ۱۰۱؛ الجرح والتعدیل، ج ۵، ص ۱۴۹؛ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۴۳

ابن مسعود کے بارے میں واضح رہے کہ وہ حکومت کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان کی طرف رجحان رکھتے تھے اور آخر کار حضرت علیؑ کی پیروی نہیں کی۔[1]

اگرچہ کہ مامقانی جیسے بعض لوگ انھیں ثقہ جانتے ہیں۔[2]

٦۔ سلمہ ابن اکوع (متوفی ۷۴ھ)

ہاشمی کہتے ہیں: سلمہ ابن اکوع ان لوگوں میں سے ہیں جو متعہ کو جائز سمجھتے تھے۔[3]

١۔ معجم رجال الحدیث، ج ۱۰، ص ۲۲۲؛ قاموس الرجال، ج٦، ص ۶۰۴؛ تنقیح المقال ج ۲، ص ۱۵

۲۔ المحبر، ص ۲۸۹؛ حاوی کبیر، ج۱۱، ص ۴۵۵؛ شرح زرقانی، ج ۳، ص ۱۵۴؛ مسائل الصاغانیہ، ص ۳۸

۳۔ حوالہ سابق

سلمہ ابن اکوع کون ہیں؟

ذہبی کہتے ہیں: بعض نے کہا ہے: وہ جنگ موتہ میں حاضر تھے اور بیعت رضوان میں بھی شرکت کی تھی۔

سلمہ کہتے ہیں: میں نے پورے دل و جان سے پیغمبرؐ کی بیعت کی اور سات غزوات میں آپ کے ساتھ رہا۔

پھر کہتے ہیں: پیغمبرؐ نے کئی بار کسی کو میرے پاس بھیجا، کئی بار میرے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کئی بار میرے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے عدد برابر میرے لئے استغفار کیا۔

زیاد ابن مینا کہتا ہے: ابن عباس اور سلمہ ابن اکوع دوسرے افراد کے ساتھ مدینہ میں صاحب فتوا تھے اور حضرت عثمان کی موت کے بعد آخر عمر تک حدیث نقل کرتے رہے۔۔ صحاح ستہ میں ان

سے حدیث نقل ہوئی ہے اور ان کی حدیث صحیح بخاری کی حدیثوں میں عمدہ ترین حدیث ہے۔[1]

ابن اکوع حضرت عثمان کی وفات کے بعد بھی حدیث نقل کرتے تھے، گویا اس وقت حدیث پیغمبرؐ کے نقل کرنے سے سختی و فشار دور ہونے کا زمانہ تھا، تبھی یہ محدث و مفتی جواز متعہ کے معتقد تھے اور خلیفہ دوم کی ممانعت کی کوئی اہمیت نہ سمجھتے تھے، کیونکہ یہ ممانعت ان کی ذاتی رائے اور اجتہاد کا نتیجہ تھا۔

مرحوم مامقانی نے انھیں شیعہ اور ممدوح شمار کیا ہے اور وہ ان کی روایتوں کو حسن جانتے ہیں۔[2]

اور نمازیؒ بھی انھیں ممدوح اور اصحاب امیر المومنین میں سے سمجھتے ہیں۔[3]

۱۔ سیر اعلام النبلا، ج۳، ص ۳۲۶؛ تنقیح المقال، ج۲، ص ۴۸؛ معجم رجال الحدیث، ج۸، ص۲۰۱؛ قاموس الرجال، ج۵، ص ۲۱۰

۲۔ تنقیح المقال، ج۲، ص۴۸

۳۔ مستدرکات علم الرجال، ج۴، ص۱۰۶

۷۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام (شہادت ۴۰ھ)

الف) ہاشمی کہتے ہیں: اصحاب پیغمبرؐ میں حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ جواز متعہ کے قائل تھے۔[۱]

ب) رازی کہتے ہیں: طبری نے علی ابن ابی طالبؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اگر عمر لوگوں کو متعہ سے نہ روکتے، تو بد نصیب انسان کے علاوہ کوئی زنا کا مرتکب نہ ہوتا۔[۲]

ج) رازی نے ایسا ہی کہا ہے: اگر متعہ سے ممانعت کے لئے کوئی ناسخ تھا، تو یقیناً اخبار متواتر یا خبر واحد کے ذریعہ معلوم ہو جاتا۔ اگر اخبار متواتر سے معلوم ہوا ہے، تو کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت علی

۱۔ الاعلام، ص ۷۳، تذکرۂ شیخ مفید میں مجبر سے نقل ہوا ہے، لیکن اس کی نئی طباعت میں اس مطلب کو حذف کر دیا ہے۔

۲۔ تفسیر کبیر، ج ۱۰، ص ۵۰؛ کنز العمال، ج ۱۶، ص ۵۲۲، ح ۴۵۷۲۸؛ الدر المنثور، ج ۲، ص ۱۴۰

ابن ابی طالب، عبد اللہ بن عباس اور عمران بن حصین اس کا انکار کریں اور اس کی خلاف ورزی کریں؟ آیا یہ ممکن ہے؟[1]

د) ابن حزم کہتے ہیں: جواز متعہ کے قول سے متعلق حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے مختلف نظریات نقل ہوئے ہیں۔[2]

حضرت علی ابن ابی طالبؑ کون ہیں؟

اس شخصیت کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے جو شہر علم و حکمت کا دروازہ ہو، جو قرآن کے ساتھ اور قرآن جس کے ساتھ ہو، جو حق کے ساتھ اور حق بھی اس کے ساتھ ہو اور آخر کار اگر وہ نہ ہوتے تو خلفا ہلاک ہو جاتے، بلکہ اگر نہ ہوتے، تو دین کے خیمہ کا کوئی ستون و عمود نہ ہوتا!

۱۔ تفسیر کبیر، ج۱۰، ص ۵۲
۲۔ المحلی، ج۹، ص ۵۲۰

اس ذات کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے کہ جس کی شان میں عظیم الشان پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: جو چاہتا ہے کہ آدم کو ان کے حلم میں، ابراہیم کو ان کی خلت میں، موسی کو ان کی مناجات میں، یحییٰ کو ان کے زہد میں اور عیسیٰ کو ان کے وقار میں دیکھے، تو اسے چاہیے کہ علی ابن ابی طالبؑ کو دیکھے۔[1]

حضرت علیؑ وہ ہیں جن کے بارے میں پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: جب تک علیؑ زندہ ہے، زمین مجھ سے خالی نہ ہوگی، وہ میرا بقیہ ہے، دنیا میں علیؑ میرے بعد میرا جانشین ہے۔

وہ گویا میری جلد، میرا گوشت، میری ہڈی، میرا خون اور میری رگ ہے وہ میرے اہلبیت کے درمیان میرا بھائی اور وصی ہے۔ وہ میری امت کے درمیان میرا جانشین ہے، میرے عہد و پیمان کو پورا کرنے والا، میرے دَین (قرض) کو ادا کرنے والا اور دشوار امور میں میرا مددگار ہے۔

۱۔ تاریخ دمشق، ج ۲، ص ۲۲۵، دیکھئے: تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۸۸؛ صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۶، فضائل علیؑ

علیؑ نے میرے ہمراہ کافروں کو خاک وخون میں غلطاں کیا اور وحی کے وقت مجھے دیکھا اور میرے ساتھ رہا۔

میرے ساتھ نیکوں کی غذا کھائی، جبرئیل نے روز روشن میں بارہا اس سے مصافحہ کیا اور اس کے دائیں رخسار کو چوم کر مجھے گواہی دی کہ حضرت علیؑ طاہرین و منتخب لوگوں میں سے ہیں؛ میں بھی اے لوگو! تمھیں گواہی دیتا ہوں کہ جب تک علیؑ تمھارے درمیان ہے، اپنے سوالوں کو اس کے علاوہ کہیں اور نہ لے جاؤ۔[1]

۸۔ عمرو بن حریث (متوفی ۸۵ھ)

یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے حضرت عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانے میں متعہ (نکاح موقت) کا اقدام کیا؛ عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں اور طبری نے بھی اپنی تفسیر میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے اسے نقل کیا ہے۔

۱۔ تفسیر فرات کوفی، ص ۱۵۴؛ بحار الانوار، ج ۴۲، ص ۳۱۰

متعہ صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کی نظر میں

الف) ابن حزم کہتے ہیں: پیغمبرؐ کے بعد اصحاب کی ایک جماعت منجملہ عمرو بن حریث متعہ کو حلال جانتے تھے۔[1]

ب) عبد الرزاق، ابن جریج سے اور وہ عطا سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: متعہ کو میں نے پہلی بار صفوان بن یعلی سے سنا، بعض نے اس کا انکار کیا؛ ابن عباس سے میں نے پوچھا تو انھوں نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔

میں اس کو دل سے نہیں مانتا تھا یہاں تک کہ جابر بن عبد اللہ انصاری حج سے واپس آئے تو میں ان کے گھر گیا، لوگوں نے متعدد سوال پوچھتے ہوئے متعہ کی طرف اشارہ کیا، جابر نے کہا: ہاں! ہم پیغمبرؐ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے زمانے میں متعہ کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر کی خلافت کے آخر میں عمرو بن حریث نے ایک عورت کے ساتھ نکاح موقت کیا، (جابر نے اس عورت کا نام بھی بتایا، لیکن ہم بھول گئے) وہ عورت حاملہ ہوئی اور حضرت عمر

۱۔ المحلی، ج۹، ص۵۱۹؛ شرح زرقانی، ج۳، ص ۱۵۴

کو جب ماجرا سے آگاہی ہوئی تو اس خبر کی صحت و سقم (یعنی سچائی اور جھوٹ) کے بارے میں اس عورت سے پوچھا، عورت نے جواب دیا: ہاں، حضرت عمر نے کہا: اس پر گواہ کون تھا؟ عطا کہتے ہیں: میں نہیں جانتا (شاید) اس عورت نے کہا: میری ماں یا میرے سرپرست اور میرے ولی۔[1]

حضرت عمر کی بات سے جو انھوں نے یہ کہا: ''من اشھد'' (یعنی گواہ کون تھا) ایسا لگتا ہے کہ خود حضرت عمر بھی گواہ ہونے کی صورت میں متعہ میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے؛ دوسرے لفظوں میں (یوں کہا جائے کہ) نکاح میں گواہوں کا ہونا شرط ہے اور ان کا نہ ہونا عقد کو مختل کر دیتا ہے، جیسا کہ تمام اہلسنت کا یہی ماننا ہے؛ ابن حزم کا کہنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمر بن خطاب اس صورت میں متعہ کے منکر ہیں جب دو عادل گواہ اس کی گواہی نہ

۱۔ مصنف عبد الرزاق، ج۷، ص ۴۹۶؛ کنز العمال، ج۱۶، ص ۵۱۸، ح۴۵۷۱۲؛ فتح الباری، ج۹، ص۱۴۱

دیں، لیکن وہ دو عادل گواہوں کی گواہی کے ہوتے ہوئے اسے مباح مانتے ہیں۔[1]

ج) ہندی کہتے ہیں: طبری، سعید بن مسیب سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: ابن حریث اور فلاں کا بیٹا (دونوں) متعہ کرتے تھے اور ابن حریث کو حضرت ابوبکر و عمر کے زمانے میں متعہ سے اولاد بھی ہوئی۔[2]

آیا ابن حریث جو اصحاب پیغمبرؐ میں سے تھے زنا اور فحشا کے مرتکب ہوئے؛ زنازادہ فرزند اور مشتبہ اولاد والے تھے؟

د) عبدالرزاق، ابن جریج سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ابوالزبیر نے مجھے خبر دی کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: عمرو بن حریث کوفہ سے آئے اور ایک کنیز سے متعہ کیا؛ حضرت عمر کو اس واقعہ سے آگاہی ہوئی اور وہ کنیز حاملہ ہوگئی۔ اس وقت حضرت عمر نے اس نے ماجرا پوچھا، اس نے کہا:

۱۔ المحلی، ج۹، ص۵۱۹

۲۔ کنزالعمال، ج۱۶، ص۵۱۸، ح۴۵۷۱۲

فصل اول: متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

عمرو بن حریث نے میرے ساتھ متعہ کیا ہے۔ حضرت عمر نے ابن حریث سے بھی پوچھا، انھوں نے بھی وہی بات دہرائی؛ حضرت عمر نے کہا: کسی اور کے ساتھ یہ کام کیوں نہیں کیا؟ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت عمر متعہ سے نہی کر چکے تھے۔[1]

ہ) کہا جاتا ہے کہ عمرو بن حریث نے قبیلہ بنی سعد بن بکر کی ایک عورت کے ساتھ متعہ کیا اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا، لیکن عمرو نے اس کو بیٹا ماننے سے انکار کر دیا۔[2]

و) ابن شبّہ کہتا ہے: ابن ابی خداش موصلی[3] نے عیسیٰ بن یونس سے اور اس نے اجلح سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے ابو الزبیر سے جابر بن عبد اللہ کی روایت سنی کہ وہ کہتے ہیں: عمرو بن

۱۔ مصنف عبد الرزاق، ج۷، ص۵۰۰؛ فتح الباری، ج۹، ص۱۷۲، اور ج۱۱، ص۷۶؛ تہذیب التہذیب، ج۱۰، ص۳۷۱؛ سنن کبری، ج۷، ص۲۲۷

۲۔ تاریخ المدینہ، ج۲، ص۷۱۹

۳۔ اسدی موصلی، (متوفی ۲۵۵ھ)، اور بعض نے ۲۰۵ھ بتایا ہے۔ کتاب خلاصہ خزرجی، ص۳۷۱

حریث نے مدینہ میں ایک عورت سے متعہ کیا اور وہ عورت حاملہ ہو گئی، حضرت عمر کو اس خبر سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے چاہا کہ اس عورت کو سزا دیں،اس عورت نے حضرت عمر سے خطاب کرتے ہوئے کہا: اے امیر المومنین عمرو بن حریث نے میرے ساتھ متعہ کیا ہے، حضرت عمر نے پوچھا: تمھارے نکاح کا شاہد کون تھا؟

اس عورت نے کہا: میری ماں اور بہن۔ حضرت عمر نے پوچھا: ولی (کی اجازت) اور شاہد کے بغیر؟ اس وقت عمرو کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا اور انھیں اپنے یہاں بلایا اور ان سے بھی وہی بات پوچھی، عمرو نے جواب دیا کہ اس نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ حضرت عمر نے اس وقت لوگوں سے کہا: یہ نکاح فاسد ہے، کیونکہ اس میں چند مسائل اور مشکلات پائی جاتی ہیں جنھیں آپ دیکھ ہی رہے ہیں؛ اس وقت ارادہ کیا کہ اسے حرام قرار دیں۔ ابو الزبیر کہتے ہیں: میں

نے جابر سے کہا: کیا وہ دونوں آپس میں ارث کے حقدار ہوتے ہیں؟ (جابر) نے کہا: نہیں۔[1]

عمرو بن حریث کون ہیں؟

ابن حریث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری صحابیوں میں سے تھے جو کوفہ چلے گئے تھے۔ وہ ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے اور مدتوں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر آپؐ سے روایتیں نقل کی ہیں۔ صحاح ستہ میں بھی عمرو بن حریث کی چند روایتیں آئی ہیں؛ عمرو بن حریث کہتے ہیں: جب میں بچہ تھا تو لوگ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے جس پر آنحضرتؐ نے میرے لئے برکت کی دعا فرمائی، میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور تیر پھینک کر مدینہ میں میرے لئے زمین معین فرمائی اور پوچھا: آیا مزید عطا کروں؟

۱۔ تاریخ المدینہ، ج ۲، ص ۷۱۷

واقدی کہتے ہیں: جب پیغمبرﷺ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو عمرو بن حریث بارہ سال کے تھے۔[1]

مخفی نہ رہے کہ ابن حریث کوفہ میں بنی امیہ کے ساتھ ہو گئے تھے اور وہ سب بھی عمرو بن حریث کی طرف مائل تھے اور ان کے ذریعے اپنی حکومت کو استحکام بخشا؛ وہ دل سے بھی ان (بنی امیہ) کے حامی تھے اور (افسوس کی بات ہے کہ اموی حکومت کی تائید میں) ان کی زبان سے عجیب کلمات جاری ہوئے اور ان کی سرگذشت سیاہ و تاریک ہو گئی۔ خدا ہمیں شرک و نفاق کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔[2]

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۳، ص۴۱۹؛ اسد الغابہ، ج۴، ص۹۸؛ استیعاب، ج۳، ص۲۵۶؛ الاصابہ، ج۲، ص۵۲۴

۲۔ تنقیح المقال، ج۲ ص ۳۲۷؛ معجم رجال الحدیث، ج۱۳، ص۸۴، ج۱۹، ص۹۹

۹۔ معاویہ بن ابی سفیان (متوفٰی ۶۰ ھ)

الف) ابن حزم کہتے ہیں: اصحاب کی ایک جماعت، منجملہ معاویہ بن ابو سفیان، پیغمبرؐ کی رحلت کے بعد بھی متعہ کے جواز اور اس کی حلیت کے قائل تھے۔[1]

ب) نیز ابوالزبیر کہتے ہیں: میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے: معاویہ بن ابو سفیان نے طائف سے لوٹتے وقت راستے میں (جنگ ثقیف میں) ابن حضرمی کی معانہ نامی کنیز کے ساتھ متعہ کیا۔

جابر کہتے ہیں: میں معاویہ کی خلافت کے زمانے میں دیکھتا تھا کہ معاویہ ہر سال معانہ کے لئے تحفے تحائف بھیجتا تھا یہاں تک کہ دنیا سے چلا گیا۔[2]

۱۔ محلّی، ج۹، ص۵۱۹؛ زرقانی نے بھی معاویہ کو ان میں سے شمار کیا ہے جو متعہ کو جائز مانتے تھے، ج۳، ص۱۵۴، ح۱۱۷۸

۲۔ مصنف عبد الرزاق، ج۷، ص۴۹۹

ج) عبد الرزاق، ابن جریج سے اور وہ عطا سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: پہلا شخص جس سے میں نے متعہ کے بارے میں سنا، وہ صفوان بن یعلی تھا۔ (عطا نے) کہا: صفوان نے یعلی سے میرے لئے نقل کیا کہ معاویہ نے طائف میں ایک عورت کے ساتھ متعہ کیا۔ میں نے اس کی بات نہیں مانی، ابن عباس کے پاس جا کر ان سے پوچھا، انھوں نے کہا: ہاں، ایسا ہی ہے۔ پھر بھی یہ بات میرے دل میں نہیں اتری، یہاں تک کہ جابر بن عبد اللہ آئے اور ہم ان کے گھر گئے، لوگوں نے مختلف باتیں ان سے پوچھیں اور تب متعہ کی بات چھڑ گئی تو جابر نے کہا: ہاں، ہم پیغمبرؐ، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے زمانے میں متعہ کرتے تھے اور۔۔۔۔[1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ پیغمبرؐ کی وفات کے بعد معاویہ نے متعہ کیا ہے کیونکہ:

۱۔ حوالہ سابق، ص۴۹۶

فصل اول: متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

اولاً: پیغمبرؐ کے زمانے میں (حدیث سبرہ کی بنا پر فتح مکہ کے دن تک اور جابر کی حدیث کے مطابق فتح مکہ اور جنگ اوطاس تک) متعہ کے جواز میں کسی کو تردید نہیں تھی۔ ثانیاً: پیغمبرؐ کے ہوتے ہوئے ابن عباس اور جابر سے اس بارے میں پوچھے جانے کا کوئی معنی نہیں ہے۔ ثالثاً: اس روایت کے مطابق عطا کی پیدائش سن پچاس ہجری میں ہوئی ہے[1] اور معاویہ فتح مکہ والے سال مسلمان ہوا، یعنی جس سال متعہ کے حرام ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص۱۴۳، معاویہ کے بارے میں اسحاق بن ابراہیم حنظلی کی یہ بات ہی کافی ہے کہ معاویہ کی فضیلت میں پیغمبرؐ سے منسوب کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے۔ موضوعات ابن جوزی، ج۲، ص۲۴، لآلی المصنوعہ، سیوطی، ج۱، ص۳۸۸؛ فوائد مجموعہ شوکانی، ص۴۰۷؛ تاریخ المدینہ، ج۲، ص۱۸۷؛ عمدۃ القاری، ج۱۶، ص۲۴۹؛ ارشاد الساری، ج۶، ص ۱۴۱؛ فتح الباری، ج۷، ص۸۳

۱۰۔ سلمہ بن امیہ

الف) ابن حزم کہتے ہیں: اصحاب سلف کی ایک جماعت، بشمول معبد و سلمہ، (یعنی) امیہ ابن خلف کی اولاد کے متعہ کی حلیت اور اس کے جواز کی قائل تھی۔[۱]

ب) عبد الرزاق، ابن جریج سے، وہ عمرو بن دینار سے، وہ طاؤس سے اور وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: حضرت عمر، ام اراکہ کے علاوہ کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے۔

وہ حمل کی حالت میں باہر آئی، حضرت عمر نے اس کے حمل کے بارے میں پوچھا، ام اراکہ نے جواب دیا: سلمہ بن امیہ بن خلف نے مجھ سے متعہ کیا ہے۔

جب (ابن) صوان نے ابن عباس کی کچھ باتیں نہیں مانی تو ابن عباس نے کہا: اپنے چچا سے پوچھو کہ انھوں نے متعہ کیا ہے کہ نہیں؟[۱]

۱۔ محلّی، ج۹، ص۵۱۹؛ شرح زرقانی، ج۳، ص۱۵۴، ح۱۱۷۸

ایسا لگتا ہے کہ انکار اور بات نہ ماننا، صفوان کے بیٹے کی جانب سے تھا نہ کہ خود صفوان کی جانب سے؛ اور سلمہ بن امیہ جنھوں نے ام اراکہ سے حضرت عمر کے زمانے میں متعہ کیا تھا، ابن صفوان کے چچا ہیں اور دوسری بات یہ کہ یہ اعتراضات ابن زبیر کے زمانے میں تھے، جبکہ صفوان، حضرت عثمان کے زمانے میں دنیا سے جا چکا تھا۔ پس یہ ابن صفوان تھا جس کو اس واقعہ پر اعتراض تھا اور آخر میں ابن زبیر کے ساتھ مکہ میں قتل کر دیا گیا۔

ج) ابن حزم کہتے ہیں: امیہ بن خلف جمحی کی اولاد (بیٹے) علی، صفوان، ربیعہ، مسعود اور سلمہ تھے۔

سلمہ بن امیہ کا بیٹا معبد بن سلمہ جس کی ماں ام اراکہ تھی۔ سلمہ نے اس سے حضرت عمر یا حضرت ابو بکر کے زمانے میں متعہ کیا تھا اور بیٹے کے باپ بنے تھے۔[۲]

۱۔ مصنف عبد الرزاق، ج ۲، ص ۴۹۹

۲۔ جمہرۃ انساب العرب، ابن حزم، ص ۱۵۹

عبد الرزاق نے بھی اپنی مصنف میں، قبیلہ بنی جمع کے ایک شخص (جو کہ وہی سلمہ ہوگا) کے متعہ کی داستان کو بیان کیا ہے:

انھوں نے ابن جریج سے اور انھوں نے عطا سے۔۔۔ اور وہ صفوان سے نقل کرتا ہے کہ صفوان نے کہا: ابن عباس زنا کا فتوا دیتے ہیں! ابن عباس نے کہا: نہیں! میں زنا کا فتوا نہیں دیتا؛ کیا صفوان ام اراکہ کو بھول گیا ہے؟ خدا کی قسم ام اراکہ کا بیٹا متعہ سے پیدا ہوا ہے تو آیا اس (کے باپ) نے زنا کیا ہے؟[1]

قابل ذکر ہے کہ وہ آدمی (جیسا کہ معلوم ہے) سلمہ بن امیہ بن خلف جمحی ہے؛ جیسا کہ سب نے، منجملہ عمر بن شبہ، ابن کلبی اور ابن حزم نے اس پر تاکید کی ہے اور عسقلانی نے بھی در الاصابہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔[2]

۱۔ مصنف عبد الرزاق، ج ۷، ص ۴۹۸

۲۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۶۳، اور ج ۴، ص ۳۴۳؛ المحلیٰ، ج ۹، ص ۵۱۹؛ شرح زرقانی، ج ۳، ص ۱۵۴

۵) عمر بن شبہ کہتا ہے: سلمہ بن امیہ سلمی نے حکیم بن امیہ بن اوقص اسلمی کی کنیز سے متعہ کیا اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا، لیکن اس کا انکار کر دیا۔[۱]

ابن کلبی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اور اس عبارت کا اضافہ کیا ہے: جب حضرت عمر اس سے آگاہ ہوئے تو لوگوں کو متعہ سے منع کیا۔

اسی طرح کی ایک روایت ہے کہ سلمہ نے ایک عورت سے متعہ کیا، حضرت عمر اس سے واقف ہوئے تو اسے دھمکی دی۔[۲]

سلمہ بن امیہ کون ہے؟

بیشک وہ ایک صحابی ہیں جو جنگ تبوک میں بھی حاضر تھے اور ان کی ایک معروف داستان ہے۔

۱۔ تاریخ المدینہ، ج ۲، ص ۷۱۹

۲۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۲۴

ابن اثیر کہتے ہیں: "۔۔۔ صفوان بن یعلی اپنے باپ اور چچا سلمہ بن امیہ سے نقل کرتا ہے کہ وہ دونوں جنگ تبوک میں پیغمبرؐ کے ساتھ باہر گئے اور ایک شخص ہمارے ساتھ تھا کہ اچانک مسلمانوں میں سے ایک آدمی اس سے لڑائی کرنے لگا اور اس نے اس شخص کی کہنی دانت سے پکڑ لی، تو اس نے اپنا ہاتھ اپنی طرف کھینچا، اس وقت اس کے دو دانت گر گئے، پھر وہ رسول خداؐ کے پاس گیا اور آپؐ سے دیۂ عاقلہ کا تقاضا کیا؛ پیغمبرؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے پاس جائے اور اس کے بدن کا کوئی حصہ اپنے دانتوں سے پکڑ لے اور پھر میرے پاس آکر دیۂ عاقلہ کا مطالبہ کرے؟!

پھر پیغمبرؐ نے اس کو چھوڑ دیا۔[1]

خلیفہ بن خیاط سلمہ کا شمار مکہ میں رہنے والے صحابہ میں کرتا ہے۔[2]

۱۔الاصابہ، ج۲، ص۶۳

۲۔حوالہ سابق

فصل اول: متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

مزّی کہتا ہے: سلمہ اصحاب پیغمبرؐ میں سے تھے اور آپؐ سے روایتیں نقل کی ہیں؛ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی ان سے روایت کی ہے۔۔۔[1]

مرحوم مامقانی کہتے ہیں: ان کی شخصیت کے بارے میں مجھے کوئی بات نہیں ملی۔[2]

۱۱۔ ربیعہ بن امیہ

الف) کتاب موطأمیں آیا ہے: مالک نے شہاب سے اور اس نے عروہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ خولہ بنت حکیم[3] حضرت عمر بن خطاب کے پاس آئی اور ان سے کہا: ربیعہ بن امیہ

۱۔ تہذیب الکمال، ج۷، ص۴۲٦، ح۲۴۲۷

۲۔ تنقیح المقال، ج۲، ص۴۸

۳۔ منتخب کنز العمال، ج٦، ص۴۰۴؛ تاریخ المدینہ، ج۲، ص۷۱۷، اس کتاب میں "فحملت"، "فولدت منه" آیا ہے؛ یعنی اس سے ایک بچہ پیدا ہوا۔

نے ایک عورت سے متعہ کیا ہے اور وہ حاملہ ہے، حضرت عمر غصہ کے ساتھ اس حال میں کہ ان کی عبا زمین پر خط دے رہی تھی، باہر نکلے اور کہا: یہ متعہ ہے، اگر مجھے جلدی پتہ ہوتا تو اس کو سنگسار کر دیتا۔[1]

اس روایت کی سند بھی ان کے نزدیک صحیح اور اس کے سبھی رجال ثقہ اور معتبر ہیں۔

ب) عبد الرزاق عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ ربیعہ بن امیہ بن خلف نے (کنیزوں میں سے) ایک عورت سے دو عورتوں کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا، ان گواہوں میں سے ایک حکیم کی بیٹی خولہ تھی جو نیک عورت تھی۔

جب وہ لوگ متوجہ ہوئے کہ وہ عورت حاملہ ہو گئی ہے تو بہت رنجیدہ ہوئے اور خولہ نے اس ماجرا کی خبر حضرت عمر کو دی، حضرت عمر اس حال میں اٹھے کہ غصہ سے ان کی عبا کا گوشہ زمین پر خط دے رہا تھا، منبر پر گئے اور کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ ربیعہ بن امیہ نے کسی

۱۔ موطأ، ج ۲، ص ۵۴، ح ۴۲؛ مسند شافعی، ص ۱۳۲؛ الام، ج ۷، ص ۲۳۵؛ سنن کبری، ج ۷، ص ۲۰۶؛ در المنثور، ج ۲، ص ۱۴۱؛ الاصابہ، ج ۱، ص ۵۱۴

لونڈی سے متعہ کیا ہے۔ اگر میرا بس چلتا تو میں اسے سنگسار کر دیتا۔[1]

ربیعہ بن امیہ کون ہے؟

ربیعہ وہی ہیں جو عرفہ کے دن پیغمبرؐ کے اونٹ کے پاس فریاد کر رہے تھے؛ اس وقت جب پیغمبرؐ نے فرمایا: فریاد کرو۔ کیا تم جانتے ہو، یہ کونسا مہینہ ہے؟[2]

١٢۔ عمرو بن حوشب

الف) عبد الرزاق، ابن جریج سے، وہ عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے، وہ محمد بن اسود بن خلف سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو

---

١ ۔مصنف عبد الرزاق، ج ٧، ص ٥٠٣، مسند شافعی، ص ١٣٢؛ الاصابہ، ج ١، ص ٥١٤

٢ ۔اسد الغابہ، ج ٢، ص ١٦٦

بن حوشب نے قبیلۂ بنی عامر لوئی کی ایک کنواری کنیز سے متعہ کیا اور وہ حاملہ بھی ہو گئی۔

جب حضرت عمر کو اطلاع ملی اور اس کنیز سے پوچھا، اس نے جواب دیا کہ عمرو بن حوشب نے مجھ سے متعہ کیا ہے۔ حضرت عمر نے عمرو بن حوشب سے بھی پوچھا اور انھوں نے بھی اعتراف کیا۔

حضرت عمر نے پوچھا: تمھارا گواہ کون تھا؟ انھوں نے کہا: مجھے نہیں پتہ۔ انھیں سکھایا گیا کہ کہو: میری ماں یا بہن یا بھائی اور ماں۔

حضرت عمر منبر کے اوپر گئے اور کہا: لوگ دو عادل کی شہادت کے بغیر کیوں متعہ کرتے ہیں؟ اگر لوگ اس کی تعیین نہیں کرتے تو میں انھیں کوڑے ماروں گا۔

راوی نے اضافہ کرتے ہوئے کہا ہے: منبر کے نیچے بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے یہ بات سنکر کلام کیا اور لوگوں نے اس کی بات مان لی۔[1]

یہ حدیث صاف صاف بتاتی ہے کہ خلیفہ بطور مطلق (ہر حال میں چاہے گواہ ہوں یا نہ ہوں) متعہ سے منع نہیں کرتے تھے، بلکہ بغیر گواہ کے متعہ کو ممنوع قرار دیتے تھے، جیسا کہ اہل سنت کے فقہاء کی ایک جماعت نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔[2]

دوسری بات یہ ہے کہ: اس روایت سے سمجھ میں آتا ہے کہ عصر پیغمبرؐ میں متعہ سے کوئی ممانعت نہیں تھی، بلکہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانے میں جب عمرو بن حوشب نے متعہ کیا تو ممنوع قرار پایا۔

۱۔ مصنف عبد الرزاق، ج۷، ص۵۰۰
۲۔ المنتقی، ج۴، ص۳۳۵؛ فتح الباری، ج۱۱، ص۷۶؛ المحلی، ج۹، ص۵۱۹

ایسا لگتا ہے کہ اس حدیث میں عمرو بن حوشب کے معاملے میں غلطی اور تصحیف[۱] واقع ہوئی ہے اور صحیح عمرو بن حریث ہے، جیسا کہ بعض حواشی میں بھی یہ احتمال پیش کیا گیا ہے، کیونکہ کتب رجال و احادیث میں جہاں تک ہمیں معلوم ہے، عمرو بن حوشب کا نام نہیں آیا ہے۔

۱۳۔ ابیّ بن کعب (متوفی ۳۰ھ)

ابیّ بن کعب، آیۂ شریفہ کو ایسے انداز میں قرائت کرتے تھے جو متعہ اور ازدواج موقت کے متناسب ہو۔

الف) طبری نے ابن بشار سے، اس نے عبد الاعلی سے، اس نے سعید سے اور اس نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: ابی

۱۔ مترجم: کسی لفظ کو مشابہ لفظ سے بدل دینا تصحیف کہلاتا ہے؛ جیسے فقبلوہ کو فقتلوہ سے بدل دینا، ایسی صورت میں معنی بالکل بدل جاتا ہے۔ تصحیف عام طور سے کتابت کی غلطی اور سہوالقلم کے نتیجے میں وجود میں آتی ہے۔

بن کعب کی قرائت میں آیا ہے ((فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ (الی أجل مسمی)) ؛[1]

ترجمہ: پس تم میں سے جو بھی ان عورتوں سے معین مدت کے لئے متعہ کرے۔

ب) سیوطی کہتے ہیں: ابن انباری نے کتاب المصاحف میں سعید بن جبیر سے ابیّ بن کعب کی قرائت کو اس طرح نقل کیا ہے:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ الی أجل مسمی[2]

ج) ابو حیان اندلسی کہتا ہے: ابن عباس، ابیّ بن کعب اور سعید بن جبیر کی قرائت اس طرح ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ (الی أجل مسمی)[3]

۱۔ جامع البیان، ج ۴، ص ۱۹، ح ۷۸۴۷؛ احکام القرآن جصاص، ج ۲، ص ۱۷۸
۲۔ در المنصور، ج ۲، ص ۱۴۰؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۵، ص ۲۷۶
۳۔ تفسیر المحیط، ج ۳، ص ۲۱۸؛ الغدیر، ج ۶، ص ۲۳۳

ابیّ بن کعب کون ہے؟

ان کے بارے میں لوگوں نے کہا ہے: وہ قاریوں کے سرور و سردار تھے، عقبہ اور بدر میں موجود تھے، زمانۂ پیغمبرؐ میں قرآن کی جمع آوری کی اور آنحضرتؐ کو پیش کیا، آپؐ سے پر برکت علوم سیکھے اور علم و عمل میں سبقت رکھتے تھے۔ پیغمبرؐ نے ان سے فرمایا: خداوند نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن کو تم پر پڑھوں؛ اسی طرح آنحضرتؐ نے انھیں سرور انصار کہا۔

ابیّ بن کعب نے ایک سو چونسٹھ حدیثیں نقل کی ہیں، صحیح بخاری و مسلم میں تین حدیثیں (بالاتفاق) آئی ہیں اور تین حدیثیں بخاری میں بطور خاص، جبکہ سات حدیثیں صحیح مسلم میں علیحدہ طور سے آئی ہیں اور مجموعی طور پر کتب ستہ میں ٦٠ سے زائد حدیثیں آئی ہیں۔[1]

١۔ سیر اعلام النبلاء، ج١، ص ٤٠٢

قابل ذکر ہے کہ علامہ (خلاصۃ الاقوال میں) اور ابن داود نے ان کا شمار معتمدین میں کیا ہے اور مامقانی نے ان کو ثقہ اور مضبوط ایمان کا مالک سمجھا ہے۔[1]

۱۴۔ اسماء بنت ابو بکر (متوفی ۷۳ھ)

الف) ابن حزم کہتے ہیں: صحابہؓ سلف کی ایک جماعت منجملہ اسماء بنت ابو بکر کے جواز متعہ کی قائل تھیں۔[2]

ب) طیالسی نے مسلم قرشی سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: ہم لوگ حضرت ابو بکر کی بیٹی اسماء کے پاس گئے اور متعۃ النساء کے

۱۔ تنقیح المقال، ج۱، ص۴۴؛ قاموس الرجال، ج۱، ص۳۵۲؛ معجم رجال الحدیث، ج۱، ص۳۶۴؛ خلاصۃ الاقوال، ص۴۷، شمارہ ۱۲۳

۲۔ المحلی، ج۹، ص۵۱۹؛ شرح زرقانی، ج۳، ص۱۵۴

بارے میں پوچھا، انھوں نے جواب دیا: ہم پیغمبرؐ کے زمانے اسے انجام دیتے تھے۔[1]

ج) عروہ بن زبیر نے ابن عباس سے کہا: کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے اور متعہ کو جائز مانتے ہو؟ ابن عباس نے جواب دیا: اپنی ماں سے پوچھو! عروہ نے کہا: لیکن حضرت ابوبکر و عمر انجام نہیں دیتے تھے۔

اس وقت ابن عباس نے کہا: خدا کی قسم! جب تک خدا تم سب پر عذاب نہیں کرے گا، تم لوگ اپنی بات سے باز نہ آؤگے، میں تمھیں قول پیغمبرؐ بتا رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ابوبکر و عمر ایسا کہتے ہیں۔[2]

د) راغب کہتے ہیں: عبداللہ بن زبیر نے متعہ کو حلال ماننے کی وجہ سے عبداللہ بن عباس کی سرزنش کی، عبداللہ نے اس سے کہا: اپنی ماں سے پوچھنا کہ اس کے اور تمھارے باپ کے درمیان

۱۔ مسند طیالسی، ص ۲۲۷، ح ۱۶۳۷

۲۔ زاد المعاد ابن قیم، ج ۱، ص ۲۱۹؛ سیر اعلام النبلا میں ذہبی، ج ۱۵، ص ۲۴۳

کیسا عقد ہوا تھا؟ اس نے اپنی ماں سے پوچھا تو جواب ملا کہ میں نے تمھیں متعہ کے ذریعہ پیدا کیا ہے۔[1]

۱۔المحاضرات، ج۲، ص ۹۴
مؤلف: بعض شیعہ منابع میں گفتگو کی عبارت اس طرح آئی ہے:
ابوالقاسم کوفی کہتے ہیں: بعض شیعہ علماء نے نقل کیا ہے کہ جب ابن عباس مکہ میں وارد ہوئے اور عبد اللہ بن زبیر منبر کے اوپر خطبہ پڑھ رہا تھا، تو جب اس کی نگاہ ابن عباس پر پڑی (ان دنوں وہ نابینا تھے) تو کہا: اے لوگو! ایک اندھا تمھارے پاس آیا ہے، خدا اس کے دل کو بھی اندھا کرے، وہ ام المومنین عائشہ کو گالی دیتا ہے، اصحاب پیغمبرؐ پر لعنت کرتا ہے اور متعہ کو حلال مانتا ہے، جبکہ متعہ صرف اور صرف زنا ہے۔
یہ بات ابن عباس کو گراں گزری، اس وقت انھوں نے اپنے غلام عکرمہ سے جو ان کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا، کہا: مجھے اس کے پاس لے چلو، پس انھیں قریب لے گیا یہاں تک کہ اس کے مقابل کھڑے ہوئے اور اس مضمون کا ایک شعر پڑھا:

جب میں کسی جماعت کے سامنے ہوتا ہوں تو میں اس جماعت کو متلاشی بنا دیتا ہوں

۔۔۔ یہاں تک کہ انھوں نے کہا: لیکن تم جو یہ کہتے ہو کہ میں متعہ کو زنائے محض ہونے کے باوجود حلال سمجھتا ہوں (تو سنو!) خدا کی قسم! رسول خداؐ کے زمانے میں اس پر عمل ہوتا تھا اور ان کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا؛ خود ابن صہاک کا کہنا بھی اس کی دلیل ہے کیونکہ وہ کہتا ہے: پیغمبرؐ کے زمانے میں دو متعہ تھے اور میں ان دو سے نہی کرتا ہوں (اور اس کے مرتکب ہونے والوں کو سزا دوں گا)، ہم اس کی گواہی (یعنی زمانۂ پیغمبرؐ میں متعہ کے جائز ہونے) کو مانیں گے لیکن اس (عمر) کے حرام قرار دینے کو نہیں مانیں گے۔ تم بھی متعہ سے پیدا ہوئے ہو، تو جب اس لکڑی (منبر) سے اترنا تو اپنی ماں سے عوسجہ کے پیراہن کے بارے میں پوچھنا! عبد اللہ بن عباس چلے گئے؛ عبد اللہ بن زبیر بھی اترا اور جلدی سے اپنی ماں کی طرف گیا اور کہا: مجھے عوسجہ کے پیراہن کے بارے میں بتاؤ! غصہ کے ساتھ اصرار کیا، اس کی ماں نے جواب دیا: تمھارے باپ رسول خداؐ کے ساتھ تھے، عوسجہ نام کے ایک شخص نے دو پیراہن (بُرد) انھیں ہدیہ دیا؛ پیغمبرؐ سے تمھارے باپ نے اپنی بے ہمسری کا گلا و شکوہ کیا، اس وقت آنحضرتؐ نے ان دو پیراہنوں میں سے ایک پیراہن انھیں دے دیا، وہ میرے پاس آئے اور اس پیراہن کے ذریعے (یعنی اسکو مہر قرار دیکر) مجھ سے متعہ کیا، تھوڑی مدت گزری تو اس وقت دوسرا پیراہن

۵) ابن عبد ربّہ، ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: متعہ سے پیدا ہونے والا سب سے پہلا بچہ، آل زبیر سے تھا۔[۱]

قابل ذکر بات یہ ہے: یہاں پر حاشیہ لکھنے والا، ناامیدی کی حالت میں بھی حیلہ وفریب سے کام لیتا ہے اور عبارت کی خلاف ظاہر تفسیر و توجیہ کرتا ہے کہ یہاں متعہ سے مراد حج تمتع ہے، نہ کہ متعۃ النساء، لیکن جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا کہ یہ حیلہ وفریب ناامیدی

لائے اور اس کے ذریعے مجھ سے متعہ کیا اور تم بطور حمل میرے شکم میں قرار پائے، تو تم ولد متعہ ہو! اب بتاؤ کہاں سے یہ خبر تمھارے کان تک پہنچی؟ اس نے کہا: میں نے ابن عباس سے سنا ہے؛ اس کی ماں نے کہا: کیا میں نے تمھیں بنی ہاشم سے ملنے سے منع نہیں کیا تھا، نہیں کہا تھا کہ آگاہ رہنا، وہ ناقابل برداشت اور غالب زبان کے مالک ہیں۔

(کتاب الاستغاثہ، ص ۱۴۵، مستدرک الوسائل، ج ۱۴، ص ۴۵۰)

۱۔ عقد الفرید، ج ۴، ص ۱۳

کے ساتھ ہے، گویا اس نے اس گفتگو کے سیاق و سباق کو پڑھا ہی نہیں اور ابن عباس پر ابن زبیر کے اعتراض کو دیکھا ہی نہیں، کیونکہ کہتا ہے: کیا تم نکاح متعہ کا فتوا دیتے ہو؟!

اسماء بنت ابو بکر کون ہیں؟

اسماء زبیر بن عوام کے بیٹے عبد اللہ اور عروہ کی ماں ہیں آپ حضرت عائشہ کی بہن اور آخری فرد ہیں جنھوں نے ہجرت کی۔ حضرت عائشہ سے دس سال بڑی تھیں[۱] اور اپنے بیٹے کے قتل کے چند دن بعد ۷۳ئھ میں دنیا سے روانہ ہو گئیں۔[۲]

انھوں نے حاملگی کی حالت میں جب عبد اللہ ان کے بطن میں تھے ہجرت کی اور یرموک میں اپنے شوہر کی اجازت سے حاضر

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۲، ص۲۹۵؛ العبر، ج۱، ص۸۲؛ تہذیب التہذیب، ج۱۲، ص۳۹۸

۲۔ الاستیعاب، ج۴، ص۱۷۸۱؛ نساء مبشرات بالجنہ، ج۲، ص۱۵۹

تھیں۔ صحاح ستہ میں ان سے روایت ہوئی ہے جبکہ ان کی مسند احادیث کی تعداد پچاس تک پہنچتی ہے، صحیح بخاری و صحیح مسلم نے انکی تیرہ روایتوں کو بالاتفاق نقل کیا ہے جبکہ بخاری نے علیحدہ طور سے پانچ حدیثیں اور مسلم نے چار حدیثیں بطور خاص نقل کی ہیں۔[1]

مامقانی کہتے ہیں: ان کے حالات سے متعلق مجھے پوری واقفیت نہیں ہے۔[2]

۱۵۔ام عبد اللہ بنت ابی خیثمہ

الف) متقی ہندی ابن جریر سے، وہ سلیمان بن یسار سے اور وہ ام عبد اللہ بنت ابی خیثمہ سے نقل کرتے ہیں کہ شام سے ایک شخص آیا، ان کے گھر میں قیام کیا اور ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا: بیوی نہ ہونے کی وجہ سے مجھ پر زندگی دشوار ہو گئی ہے، میری

۱۔حوالہ سابق

۲۔ تنقیح المقال، ج۳، ص۶۹

مدد کرو تاکہ میں کسی عورت سے متعہ کروں! ام عبد اللہ نے کہا: میں اس کے لئے ایک عورت لائی، اس نے اس عورت سے عقد کیا اور چند عادلوں کو شاہد بنایا؛ ایک مدت تک (جب تک خدا کو منظور تھا) اس کے ساتھ رہا، یہاں تک کہ چلا گیا۔ اس واقعہ کی خبر حضرت عمر کو دی گئی، انھوں نے کسی کو میری تلاش میں بھیجا اور مجھے اپنے پاس بلایا۔ مجھ سے پوچھا: آیا وہ باتیں جو مجھے بتائی گئیں ہیں سب صحیح ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! انھوں نے کہا: اگر پھر آئے تو مجھے اس کے آنے کی اطلاع دینا، پس جب وہ شخص آیا، تو میں نے خلیفہ کو مطلع کیا۔ خلیفہ نے اسے بلایا اور پوچھا: جو کام تو نے انجام دیا ہے، اس کا کیا جواب ہے تمھارے پاس؟ اس نے کہا: ہم یہ کام پیغمبرؐ کے زمانے میں انجام دیتے تھے اور پیغمبرؐ نے بھی ہمیں اس کام سے نہیں روکا، یہاں تک کہ دنیا سے رحلت فرما گئے، حضرت ابو بکر کے زمانے میں بھی یہ سلسلہ باقی رہا اور انھوں نے بھی ہمیں اس کام سے منع نہیں کیا، آپ کے زمانے میں بھی ہم ایسا کرتے تھے اور آپ کبھی بھی ہمیں منع نہیں کرتے تھے؛ اس وقت حضرت عمر نے کہا: قسم ہے

اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اگر اس کے بعد تم نے ایسا کیا تو میں تمھیں سنگسار کردوں گا۔
(لوگو!) اس کے لئے واضح کرو تاکہ وہ نکاح کو زنا سے پرکھ سکے۔[1]

اس روایت سے چند نکتے سمجھ میں آتے ہیں:

۱۔ وہ مرد شامی صحابیِ پیغمبرؐ تھا، کیونکہ کہتا ہے: ہم پیغمبرؐ کے زمانے میں متعہ کرتے تھے۔
۲۔ گواہوں (شاہدین) نے بھی اس بات سے انکار نہیں کیا، بلکہ گواہی بھی دی۔
۳۔ متعہ (جیسا کہ بعض کا گمان ہے) زمانۂ پیغمبرؐ میں منسوخ نہیں ہوا تھا، بلکہ رائج تھا اور حضرت ابوبکر کے دور خلافت تک، یہاں تک کہ خلافتِ عمر کے ایک حصہ تک بھی باقی تھا؛ جیسا کہ (اس

۱۔ کنز العمال، ج۱۶، ص۵۲۲، ح۴۵۷۲۶

واقعے میں) حضرت عمر نے بھی شامی کی اس بات سے انکار نہیں کیا۔

۴۔ اگر متعہ حرام اور زنا تھا (جیسا کہ بعض نے گمان کیا ہے) تو ام عبد اللہ اس جرم میں شریک تھیں، کیونکہ وہ اس عورت کو شامی شخص کے لئے لائی تھیں اور دونوں کے درمیان واسطہ تھیں، پس ایسی صورت میں ان کو قوّادہ (دلال) کہنا چاہیے اور کم سے کم تعزیر تو ہونی ہی چاہیے تھی۔[1] جبکہ خلیفہ نے انھیں کوئی سزا نہیں دی، یہاں تک کہ اس بات کا کوئی اشارہ بھی نہیں کیا۔

۱۔ بہوتی کہتا ہے: قوادہ (دلال) جو کہ عورتوں اور مردوں کے فساد کا باعث ہوتا ہے، کم سے کم اس کی پٹائی تو ہونی ہی چاہیے اور یہ مشہور فقہاء کا حکم ہے۔ کشف القناع، ج۶، ص ۱۲۷

ابن یسار کون ہے؟

اس حدیث کا راوی سلیمان بن یسار تابعی ہے اور اہل سنت کے نزدیک اس کی وثاقت میں بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ صحاح ستہ نے اس سے احادیث نقل کی ہیں۔

اس کے بارے میں کہا گیا ہے: وہ فقیہ، پیشوا اور مدینہ کے عالم و مفتی تھے۔

وہ ام المؤمنین میمونہ ہلالیہ کا غلام بھی تھا اور لوگوں نے کہا ہے کہ ام سلمہ کا آزاد کردہ غلام تھا، خلافت عثمان کے زمانے میں پیدا ہوا، وہ علم و دانش کا خزانہ تھا، یہاں تک کہ بعض نے کہا ہے: وہ سعید بن مسیب سے بھی بالاتر تھا۔

مالک کہتے ہیں: سلیمان بن یسار سعید بن مسیب کے بعد لوگوں میں بڑے عالم تھے۔

ابن معین کی نگاہ میں بھی سلیمان، ثقہ اور قابل اعتماد ہے۔

ابوزرعہ کہتے ہیں: وہ ثقہ، قابل اعتماد اور فاضل و عابد ہیں۔

نسائی کہتے ہیں: وہ پیشواؤں میں سے ہیں۔

ابن سعد نے بھی کہا ہے: وہ ثقہ، عالم، بلند مرتبہ اور فقیہ ہیں اور بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں اور سن ایک سو سات میں دنیا سے گزر گئے۔[1]

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس کے متعلق کوئی بات پیش نہیں ہوئی ہے، لیکن اس نے ابن عباس کے حوالے سے رسول خداؐ سے فضیلت امیر المومنین میں ایک باشرافت و باعظمت روایت نقل کی ہے۔[2]

---

۱ ۔ سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص۴۴۴؛ طبقات کبری، ج۵، ص۱۷۵؛ وفیات الاعیان، ج۲، ص۲۹۹؛ تہذیب التہذیب، ج۴، ص۲۲۸

۲ ۔ مستدرکات علم رجال، ج۴، ص۱۵۴

۱۶۔ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب

(متوفی ۶۸ھ)

الف) ابن حزم کہتے ہیں: صحابہ کی ایک جماعت؛ بشمول ابن عباس کے رسول خداؐ کے بعد اسی طرح جواز متعہ کی معتقد رہی۔[۱]

ب) عطا، ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: خداوند عمر پر رحمت نازل کرے، کیونکہ متعہ امت محمدؐ پر خدا کی جانب سے ایک قسم کی چھوٹ اور تخفیف تھی، پس اگر عمر اس پر پابندی عائد نہیں کرتے تو بد نصیب کے سوا کوئی اور مرتکب زنا نہیں ہوتا۔

عطا اپنی بات میں اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہے: خدا کی قسم! گویا میں ان کی باتوں کو اب بھی سن رہا ہوں کہ کہہ رہے ہیں: ''شقی و بد نصیب کے سوا۔۔۔''

۱۔ محلّی، ج۹، ص۵۱۹

عطا نے آگے یہ بات ذکر کی ہے کہ متعہ جس کی طرف سورۂ نساء میں اشارہ ہوا ہے؛ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهِ مِنۡهُنَّ۔۔۔[1] اس کی حدود اور مدت معین و مقرر ہونی چاہیے۔[2]

ج) ابو الزبیر کہتے ہیں: میں نے طاؤس سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے: ابن صفوان نے کہا: ابن عباس زنا کا فتوا دیتا ہے!

پس کہا: ابن عباس نے ایسے افراد کو شمار کیا جو خود اہل متعہ تھے۔ اسی طرح وہ کہتا ہے: مجھے جہاں تک یاد ہے جن کا اس (ابن عباس) نے نام لیا تھا بنی امیہ کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔[3]

د) حمید بن مسعدہ، بشر بن مفضل سے، وہ داؤد سے اور وہ ابی نضرہ سے نقل کرتا ہے کہ میں نے ابن عباس سے متعۃ النساء سے متعلق پوچھا تو ابن عباس نے کہا: کیا تم نے آیت نہیں پڑھی:

فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهِ مِنۡهُنَّ الی أجل مسمی۔

۱۔ سورہ نساء: ۲۴

۲۔ مصنف عبد الرزاق، ج ۷، ص ۴۹۶، ح ۱۴۰۲۱

۳۔ مصنف عبد الرزاق، ج ۷، ص ۵۰۲

میں نے کہا: نہیں میں نے اس طرح نہیں پڑھا ہے، اگر میں ایسے پڑھتا تو آپ سے نہیں پوچھتا، ابن عباس نے کہا: یہ آیت اسی طرح ہے۔[1]

ہ) ابو کریب، یحییٰ بن عیسیٰ سے، وہ نصیر بن ابی اشعب سے، وہ حبیب بن ابی ثابت سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ابن عباس نے مجھے ایک مصحف شریف دیا اور اس وقت مجھ سے کہا: یہ ابی بن کعب کی قرائت کے مطابق ہے۔

ابو کریب کہتا ہے: یحییٰ نے کہا: میں نے وہ مصحف نصیر کے پاس دیکھا، اس میں لکھا تھا:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ الی أجل مسمی[2]

ذہبی کہتے ہیں: ابن عباس سے روایت ہوئی ہے کہ انھوں نے کہا: پیغمبرؐ نے متعہ کیا؛ پھر عروہ نے کہا: لیکن حضرت ابو بکر و عمر

۱۔ جامع البیان، ج ۴، ص ۱۸، شمارہ ۱۸۱۷۔۱۸۲۷؛ الکشف و البیان، ج ۳، ص ۲۸۳

۲۔ حوالہ سابق

نے متعہ سے نہی کی ہے۔ ابن عباس نے کہا: ہم انھیں نابودی و ہلاکت کی حالت میں دیکھ رہے ہیں، کیونکہ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر و عمر نے ایسا کہا ہے۔[1]

ذہبی نے اس حدیث پر حاشیہ لگایا ہے اور کہتے ہیں: عروہ کی مراد یہ نہیں ہے کہ دونوں خلفاء نے پیغمبرؐ کی مخالفت کی ہے، بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ جب انھیں متعہ کے منسوخ ہونے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے متعہ سے منع کیا۔[2]

یہ عجیب و غریب حاشیہ ہے، کیونکہ خود خلیفہ دوم بھی اس کے مدعی نہیں ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ خلافتِ عمر کے زمانے میں متعہ سے ممانعت ہوئی، نہ کہ خلافتِ ابو بکر کے زمانے میں۔

بعض محشین نے شریک کے ضعیف ہونے کے باعث اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، لیکن شریک وہ شخص ہے جس کو ذہبی قوی سمجھتے ہیں اور اس کے بارے میں کہتے ہیں: وہ سچے حافظ ہیں، وہ

۱۔ سیر اعلام النبلاء ۳۸، ج۱۵، ص ۴۳

۲۔ حوالہ سابق

پیشواؤں میں سے ہیں؛ یحییٰ بن معین بھی اس کو سچا سمجھتے ہیں۔ پھر ذہبی کہتے ہیں: وہ علم کا پیمانہ ہیں اور دوسری باتیں بھی اس کے متعلق کہی ہیں۔[1]

عبد الرزاق معمر سے اور وہ ایوب سے نقل کرتے ہیں کہ عروہ نے ابن عباس سے کہا: کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے اور متعہ کو جائز سمجھتے ہو؟ ابن عباس نے کہا: عریّہ اپنی ماں سے پوچھو! عروہ نے کہا: لیکن حضرت ابوبکر و عمر ایسا نہیں کرتے تھے، اس وقت ابن عباس نے کہا: خدا کی قسم! جب تک خدا تم پر عذاب نہیں کرتا بعید لگتا ہے کہ تم باز آؤگے، میں رسول خداؐ کا قول بیان کر رہا ہوں اور تم لوگ ابوبکر و عمر کی زبان بول رہے ہو۔

عروہ نے کہا: وہ دونوں سنت پیغمبرؐ سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں اور اطاعت میں زیادہ کوشاں ہیں۔[2]

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۲،، ص ۲۷۴

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۵، ص ۲۴۲

اس حدیث کے حاشیہ میں اس طرح آیا ہے: اس حدیث کے راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں، کیونکہ ابو مسلم کجی نے سلیمان سے، اس نے حماد بن زید سے، اس نے ایوب سختیانی سے اور اس نے عروہ سے روایت کی ہے اور یہ سلسلۂ روایت (سند) صحیح ہے۔[1]

و) مسلم، حرملہ بن یحییٰ سے، وہ ابن وہب سے، وہ یونس سے، وہ ابن شہاب سے اور وہ عروہ بن زبیر سے روایت کرتا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر مکہ میں منبر کے اوپر گیا اور کہا: (خداوند نے) بعض افراد (کو جس طرح آنکھوں کا اندھا بنایا ہے، اسی طرح دل کا بھی اندھا بنایا ہے) متعہ کے جائز ہونے کا فتوا دیتے ہیں، اس وقت ایک شخص نے اعتراض کیا اور چلایا: تو کتنا ناسمجھ اور بے ادب ہے! قسم ہے میری جان کی! متقیوں کے پیشوا (پیغمبرؐ) کے زمانے میں متعہ انجام دیا جاتا تھا۔

۱۔ حوالہ سابق

عبد اللہ بن زبیر نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا: خود کو آزما کے دیکھو! خدا کی قسم اگر تونے اسے انجام دیا، تو میں تجھے سنگسار کردوں گا۔[1]

ز) ابن شہاب کہتا ہے: خالد بن مہاجر بن سیف اللہ، کسی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور ان (ابن عباس) سے متعہ کے بارے میں پوچھا؛ انھوں نے جواب دیا: کوئی حرج نہیں ہے۔ تب ابن ابو عمرۂ انصاری (جس کا نام عبد الرحمٰن تھا) نے کہا: ٹھہرو! انھوں نے کہا: خدا کی قسم کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ پرہیزگاروں کے پیشوا کے زمانے میں بھی متعہ انجام دیا جاتا تھا۔

ابن ابی عمرہ کہتا ہے: صدر اسلام میں متعہ اس شخص کے لئے جائز تھا جو اسے انجام دینے پر مجبور تھا (مردار کا گوشت، خون اور سور

۱۔ مسلم، ج۱، ص ۶۲۵؛ مصنف عبد الرزاق، ج۷، ص ۵۰۲؛ تہذیب الکمال، ج۵، ص ۴۱۵؛ السنن الکبری، ج۷، ص ۲۰۵، حاوی کبیر، ج۱۱، ص ۴۵۳

کے گوشت کی مانند)، لیکن اس کے بعد خداوند نے دین کو محکم کر دیا اور اس سے نہی فرمائی۔[1]

مسلم کی روایت سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ ابن عباس متعہ کو جائز مانتے تھے اور آخر عمر تک اس کا فتوا دیتے رہے، کیونکہ یہ گفتگو ان کے اور ابن زبیر کے درمیان اس کی خلافت کے زمانے میں؛ یعنی ۶۵ھ میں ہوئی ہے، یہ بات اس حال میں ہوئی ہے کہ ابن عباس اپنے (جواز متعہ کے) عقیدے پر مصر تھے اور اس میں تردید نہیں کر رہے تھے۔ (عنقریب اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے گا کہ) ابن عباس کے کمال ایمان و تقوا، وسعت علم اور ان کی ناسخ و منسوخ سے واقفیت میں کسی کو شک و شبہہ نہیں ہے۔

لیکن خالد بن مہاجر بن ولید بن سیف اللہ کی روایت میں بھی ابی عمرۂ انصاری کی روایت کے مطابق متعہ کی اجازت تھی اور بعد میں اس سے ممانعت ہوئی۔

۱۔ مسلم، ج۱، ص ۶۲۵؛ مصنف عبد الرزاق، ج۷، ص ۵۰۲؛ تہذیب الکمال، ج۵، ص ۴۱۵، السنن الکبری، ج۷، ص ۲۰۵؛ حاوی کبیر، ج۱۱، ص ۴۵۳

یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ اجتہاد بے بنیاد اور بلادلیل ہے، کیونکہ عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ کوئی صحابی نہیں تھا اور کسی موقع و محل پر موجود نہیں تھا کہ یہ احتمال دیا جائے کہ اس نے پیغمبرؐ سے کچھ سنا ہوگا، البتہ ممکن ہے کہ کسی ایسے کا قول نقل کیا ہو جس نے پیغمبرؐ سے حدیث سنی ہو، مگر جب اس کا نام نہیں بتایا تو یہ حدیث مرسل کہلائے گی جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں: ابی حاتم نے اسکی مرسلہ روایتوں میں کہا ہے کہ وہ کبھی بھی پیغمبرؐ کے ساتھ نہیں تھا۔[1]

ح) ثعلبی کہتے ہیں: اس بارے میں کہ اس آیت کا شمار محکمات میں ہوتا ہے یا منسوخ آیتوں میں، تو ابن عباس کا نظریہ ہے کہ یہ آیت محکمات میں سے ہے اور متعہ کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔[2]

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۶، ص۲۲۰؛ تہذیب الکمال، ج۱۱، ص۳۱۹
۲۔ الکشف والبیان، ج۳، ص۲۸۶

ط) ابو نضرہ کہتا ہے: ہم نے ابن عباس سے متعہ سے متعلق پوچھا، تو انھوں نے جواب دیا: کیا تو نے سورۂ نساء کی تلاوت نہیں کی ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! تلاوت کی ہے؛ انھوں نے کہا: کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ الی أجل مسمی؛ میں نے کہا: نہیں میں نے اس آیت کو اس طرح نہیں پڑھا ہے؛ انھوں نے کہا: خدا کی قسم یہ آیت اس طرح ہی نازل ہوئی ہے۔[1]

ی) ذہبی اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہ ابن عباس متعہ کے جائز ہونے کے قائل تھے، کمال تعجب کے ساتھ کہتے ہیں: ہم ابن عباس اور کچھ صحابہ کی بات پر عمل کرنا جائز نہیں مانتے۔[2]

۱۔ سیر اعلام النبلا، ج ۱۳، ص ۱۰۸

۲۔ حوالہ سابق

ابن عباس کون ہیں؟

وہ اس قدر معروف ہیں کہ انھیں پہچنوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ عالم، اپنے زمانے کے فقیہ و پیشوائے تفسیر ہیں، وہ تقریباً تیس مہینہ پیغمبرؐ کے حضور میں تھے[1] اور حسین بیان میں پیغمبرؐ سے حدیث نقل کی ہے اور دسیوں راویوں نے ان سے روایت کی ہے۔

ابن عباس باوقار، صاحب عقل کامل، سرشار ہوش و ذکاوت کے مالک اور باکمال لوگوں میں سے تھے، پیغمبرؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور خداوند سے ان کے لئے حکمت کی دعا مانگی اور یہ جملہ ارشاد فرمایا: "خداوند! اسے تاویلِ قرآن کی تعلیم دے" اور یہ بھی فرمایا: خدایا! اسے دین میں فقیہ قرار دے"

طاؤس کہتے ہیں: میں نے ابن عباس کی مانند کسی کو بھی حریم الٰہی کا احترام کرنے والا نہیں پایا۔

۱۔ وہ ہجرت سے تین سال پہلے شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے ہیں۔

طاؤس ایک دوسرے مقام پر ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: جب میں کسی امر میں واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں تو تیس صحابیوں سے پوچھتا ہوں۔[1]

اس بات کا اشارہ کرنا مناسب ہوگا کہ یہ ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کے کمال کی دلیل ہے کہ جب تک وہ کسی بات کا یقین نہیں کر لیتے، اسے پیغمبرؐ سے منسوب نہیں کرتے، اسی وجہ سے ایک مسئلہ میں تیس صحابیوں سے پوچھنا ضروری سمجھتے ہیں، جیسا کہ سابقہ روایت میں آیا ہے اور ذہبی نے بھی اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

واضح ہے کہ جب ابن عباس دین اور پیغمبرؐ کی طرف متعہ کی نسبت دے رہے ہیں تو انھیں اس بات کا یقین و اطمینان رہا ہے، نہ یہ کہ انھوں نے یہ بات نسخ آیت سے واقفیت کے بغیر اپنی رائے اور اپنے اجتہاد کی بنا پر کہی ہے۔

۱۔ سیر اعلام النبلا، ج ۳، ص ۳۴۲

فصل اول: متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

ابن عباس وہ ہیں جنکے بارے میں خلیفہ دوم حضرت عمر کہتے ہیں: وہ (ابن عباس) بوڑھے جوان ہیں، تجسّس اور پوچھ تاچھ کرنے والی زبان اور عاقل و باشعور دل کے مالک ہیں۔

حضرت عمر ایک دوسرے مقام پر ابن عباس سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں: تم نے وہ علوم سیکھے ہیں جو ہمارے پاس نہیں ہیں۔

محمد بن موسی نے (جو پیشواؤں میں سے تھے) ابن عباس کے فتووں کو بیس جلد کتاب میں جمع کیا ہے۔[1]

سعید بن ابی وقاس کہتے ہیں: میں نے کسی کو ابن عباس سے زیادہ حاضر جواب، سمجھدار، عقلمند، عالم اور بردبار نہیں پایا۔

حضرت عمر مشکلات میں انھیں (ابن عباس) بلاتے تھے اور مسئلہ ان کے سامنے رکھتے تھے، پھر ابن عباس کے ہر نظریہ اور قول پر عمل کرتے تھے، جبکہ اصحابِ جنگ بدر کی ایک جماعت بھی ان کے پاس ہوتی تھی۔

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۳، ص۳۵۹

ابن طاؤس ان کے بارے میں کہتے ہیں: میں نے تقریباً پانچ سو صحابہ کو دیکھا جنھوں نے ابن عباس سے بحث و مباحثہ کیا اور ان کی مخالفت کی، لیکن تھوڑا وقت بھی نہیں گزرا کہ ان سب نے ان کی بات کے صحیح ہونے کا اقرار و اعتراف کر لیا۔

ابن عباس کی مسند حدیثوں کی تعداد ایک ہزار چھ سو ساٹھ (۱۶۶۰) تک پہنچتی ہے؛ صحیح بخاری اور صحیح مسلم ان کی پچھتر روایتوں میں متفق ہیں، جبکہ ایک سو بیس حدیثیں صحیح بخاری میں اور نو حدیثیں صحیح مسلم بطور خاص آئی ہیں۔[1]

واضح ہے کہ جو دین میں تقوا و پرہیزگاری کے اعتبار سے اس حد تک احتیاط کرتا ہو کہ ایک مسئلہ میں تیس لوگوں سے سوال کرتا ہو، خود بھی جلیل القدر صحابی ہو، یہاں تک کہ حضرت عمر نے بھی انھیں متجسس کہا ہو اور یہ بھی کہا ہو کہ جو علوم ان کے پاس ہیں وہ میرے پاس نہیں ہیں، اور پیچیدہ مسائل میں ان سے مدد مانگی ہو اور

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۳۴۴ و ۳۵۱

کبھی ان کی بات کو نہ ٹھکرایا ہو، نیز یہ کہ پانچ سو صحابہ ان سے بحث و جدل کریں پھر ان کی بات مان لیں اور ان کے سامنے خاضع و متواضع رہیں؛ تو کیا یہ ممکن ہے کہ جس کی قدر و منزلت یہ ہو، وہ بغیر علم کے کسی بات کو پیغمبرؐ سے منسوب کرے؟![1]

ہماری نگاہ میں اکثر علماء اور راویان حدیث نے ان کی تصدیق کی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ پہلے اور دوسرے مجلسی مرحوم اور مرحوم مامقانی نے ان کے بارے میں تامل کیا ہے۔

کتاب "الایام المکیه" (ص ۲۳۷) میں ہم نے ان کے دفاع میں ایک مفصل بحث کی ہے۔ مزید آگاہی کے لئے اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔

۱۔ایک شخص نے ابن عمر سے کچھ پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ ابن عباس سے پوچھو، وہ دوسروں سے زیادہ ان باتوں کا علم رکھتے ہیں جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہیں، مجاہد بھی کہتے ہیں: ہم چار چیزوں پر فخر و مباہات کرتے ہیں، ایک یہ کہ ہمارے فقیہ ابن عباس ہیں؛ ابن حجر کہتے ہیں: ابن عباس کے آنے سے مکہ کے لوگوں کو فقہ تک رسائی ہوئی۔ اخبار مکہ، ج ۲، ص ۳۴۱

چند دعوے اور ان کے جوابات

۱۔ کچھ لوگ جیسے عسقلانی فتح الباری میں اور صحیح مسلم کے بعض شارحین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ''ابن عباس نسخ سے آگاہ نہیں تھے''۔

عسقلانی کہتے ہیں: جابر اور دیگر کچھ لوگ جن سے نہی عمر کے زمانے تک استمرار متعہ کا قول نقل ہوا ہے، شاید انھیں نہی پیغمبرؐ کی اطلاع نہیں ہو سکی تھی، روایات سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمر نے انھیں اپنے اجتہاد سے منع نہیں کیا، بلکہ نہی رسول اللہ کے سبب انھیں متعہ سے باز رکھا۔[۱]

نہ صرف نہی عمر کے زمانے تک بلکہ ۶۵ھ میں عبد اللہ ابن زبیر کے زمانہ تک اور اس کے بعد بھی متعہ کی حلیت اور اس کے جواز پر ابن عباس کے اصرار اور ان کے قائم رہنے سے، پتہ چلتا ہے کہ

۱۔ فتح الباری، ج۹، ص۷۷

متعہ منسوخ نہیں ہوا، بلکہ حضرت عمر کا متعہ سے روکنا، ان کے ذاتی اجتہاد و نظریہ کے سبب تھا، نہ کہ نہی پیغمبرؐ کے باعث۔

حضرت عمر کی جانب سے کوئی ایسی تصریح بھی سامنے نہیں آئی جس سے پتہ چلے کہ پیغمبرؐ نے متعہ سے منع فرمایا ہے۔

جن شارحین نے کہا ہے کہ وہ روایات جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کچھ لوگ پیغمبرؐ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانے میں ان کے منع نہ کرنے تک متعہ کرتے رہے، وہ روایات اس بات پر محمول کی جائیں گی کہ ان کے راوی آیہ متعہ کے نسخ سے مطلع نہیں ہو سکے تھے، کیونکہ متعہ ان لوگوں میں رائج تھا جو اس کی ممنوعیت سے مطلع نہیں تھے۔[1]

قابل ذکر ہے کہ ہمارے پاس چند ایسے شواہد اور دلیلیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نہی عمر کے بعد بھی صحابہ اور تابعین کے درمیان متعہ رائج و متداول تھا، جیسا کہ ام عبد اللہ کے بارے میں

۱۔ صحیح مسلم، ج۱، ص۶۲۶، حاشیہ میں

گزر چکا ہے (سعید اور دوسروں کے متعلق بھی عنقریب آئے گا) اور اسی سے متعہ کے جواز کا منسوخ ہونا فرضی اور جعلی قرار پاتا ہے۔

۲۔ بعض نے یہ گمان کیا ہے کہ ابن عباس جواز متعہ کے عقیدہ سے دست بردار ہو گئے تھے (اس قول کی نسبت بیہقی، ابی عونہ اور قفال وغیرہ کی طرف دی گئی ہے)۔

الف) قفال کہتے ہیں: عبد اللہ بن عباس سے نقل ہوا ہے کہ وہ متعہ کو جائز مانتے تھے۔ یہی شیعہ کا قول ہے، لیکن کہا جاتا ہے کہ ابن عباس اپنے اس نظریہ سے پھر گئے۔[۱]

ب) نووی لکھتا ہے: چند لوگ، منجملہ وکیع کے معروف قاضی ابن خلف، بیہقی اور ابو عوانہ نے یہ بات کہ "ابن عباس جواز متعہ کے نظریہ سے دست بردار ہو گئے" نقل کی ہے۔[۲]

بعض نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ نے ابن عباس سے فرمایا: "تم ایک مغرور اور گمراہ شخص ہو" تو ابن عباس اپنے

۱۔ حلیۃ العلماء، ج۶، ص۳۹۸

۲۔ المجموع، ج۱۵، ص۴۰۷؛ سنن کبری، ج۷، ص۲۰۵

جواز متعہ کے قول سے پھر گئے۔ ذہنی شرح صحیح مسلم میں، اس دعویٰ کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: اس کے بعد بھی ابن عباس اپنے نظریہ سے باز نہیں آئے، کیونکہ خلافتِ ابن زبیر کے زمانے میں حضرت علیؑ کی وفات (شہادت) کے بعد ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان اس (جواز متعہ) سے متعلق ایک شدید حجت تکرار ہوئی۔ پس ظاہراً (جیسا کہ مرقات میں آیا ہے) ابن عباس جوازِ مطلق سے دست بردار ہوگئے، لیکن اضطرار و مجبوری کے وقت کو مستثنیٰ رکھا جیسا کہ ابن ابی عمرہ کے بیان میں بھی آیا ہے کہ "متعہ مجبوری کی حالت میں مضطر کے لئے جائز ہے"۔

کہنا بجا ہوگا کہ: اولاً: کیا وجہ ہے کہ ابن عباس اس قسم کی تفصیل کے قائل ہوئے اور صرف مجبوری کی حالت میں اسے جائز مانا، نہ کہ عام حالت میں؟ دلیلوں سے اس کے برعکس ثابت ہوتا ہے۔

ثانیا: اضطرار کی حالت میں ہر چیز حلال ہو جاتی ہے اور یہ صرف متعہ ہی سے مختص نہیں ہے۔

ثالثاً: ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ابن ابی عمرہ کا قول صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ وہ اس کا اپنا ذاتی اجتہاد ہے، نہ کہ کلام و سخن پیغمبرؐ۔

رابعاً: وہ مطالب جن کے ذریعے "ابن عباس کے متعہ سے پھر جانے" پر استدلال کیا گیا ہے، ضعیف ہیں (جیسا کہ ابن بطال اور دوسروں نے اس کے متعلق تصریح کی ہے)۔

ابن بطال کہتے ہیں: اہل مکہ اور اہل یمن نے ابن عباس سے اباحہ اور جواز متعہ کا قول نقل کیا ہے، جبکہ بعض لوگوں نے ضعیف اسناد سے ان کے متعہ سے پھر جانے کی روایت کی ہے، حالانکہ ان کا متعہ کو جائز ماننا صحیح ہے۔[۱]

قرطبیؒ کہتے ہیں: پیشواؤں کی ایک جماعت نے جواز متعہ کے قول میں ابن عباس کے تنہا ہونے کو مانا ہے، لیکن ابن عبد البر کہتے ہیں: ابن عباس کے مکہ و یمن کے دوست و احباب نے بھی متعہ کو جائز اور مباح سمجھا ہے۔[۲]

۱۔ نیل الاوطار، ج۶، ص۱۳۶

۲۔ حوالہ سابق

فصل اول: متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

ابن رشد کہتے ہیں: مشہور ہے کہ ابن عباس اسکو حلال سمجھتے ہیں اور مکہ و یمن میں ان کے اصحاب نے بھی اس قول میں ان کااتباع کیا ہے۔[1]

گزشتہ باتوں کے علاوہ ہم اس بات کا اضافہ کریں گے کہ: ابن عباس کے (حلیت متعہ سے) پھر جانے کے دعویٰ کو ان کے معاصرین نے نہیں، بلکہ ان لوگوں نے نقل کیا ہے جو ابن عباس کے زمانے سے دسیوں بلکہ سیکڑوں سال بعد کے ہیں؛ مثلاً:

۱۔ابو عوانہ (متوفی ۳۲۳ھ سنہ)

۲۔ ابن خلف جو وکیع کے نام سے معروف ہیں (متوفی ۳۰۶ھ سنہ)[2]

۳۔ بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ سنہ)

۴۔ قفال (متوفی ۵۰۷ سنہ)

۱۔بدایۃ المجتہد، ج۲، ص۵۸

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج۱۴، ص۲۴۷

پس یہ روایت مرسل ہے اور معلوم نہیں ہے کہ کن افراد کے واسطے سے یہ روایت ابن عباس سے ملتی ہے، لہٰذا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، بلکہ اس کے برخلاف دلیل موجود ہے۔

۱۷۔ سمیر (متوفی ۵۹ھ)

عسقلانی لکھتے ہیں: لگتا ہے کہ سمیر، وہی سمرۃ بن جندب ہیں۔ ابن مندہ نے مبشر بن اسماعیل سے، اس نے جریر بن عثمان سے، اس نے سلیمان بن سمیر سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا: ہم زمانۂ پیغمبرؐ میں متعہ کرتے تھے۔[۱]

سمرہ کون ہے؟

وہ پیغمبرؐ کا ایک بدترین صحابی تھا، آنحضرتؐ نے اس کے بارے میں فرمایا: سمرہ میرے اصحاب کا وہ آخری فرد ہے جو آگ کے

۱۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۸۱

ذریعے مرے گا۔ سمرہ بصرہ میں اور ابو محذورہ مکہ میں رہا، سمرہ حجاز سے آنے والے ہر شخص سے ابو محذورہ کے بارے میں پوچھتا تھا، یہاں تک کہ ابو محذورہ اس سے پہلے مر گیا، اور وہ بھی گرم پانی کے ایک برتن میں گرا اور مر گیا۔[1]

۱۸۔ انس بن مالک (متوفی ۹۳ھ)

انس بن مالک ان صحابہ میں سے ایک ہیں جو متعہ کو جائز مانتے تھے، جیسا کہ شیخ مفید نے محمد بن حبیب سے اور انھوں نے محبّر سے روایت کی ہے، لیکن (محبر کی نئی طباعت میں) بزرگوار امانتداروں نے یا خائنوں نے اسے حذف کر دیا ہے، اسی طرح سے جواز متعہ کے قائل دیگر افراد کے نام بھی حذف کیے گئے ہیں، لیکن شیخ مفیدؒ نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۱۔ الایام المکیہ، ص۳۶۵؛ انساب الاشراف، ج۱، ص۵۳۷؛ اسد الغابہ، ج۲، ص۳۵۵؛ تاریخ طبری، ج۵، ص۲۳۷

ابو جعفر محمد بن حبیب سے ان کی معروف کتاب محبر میں روایت ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت؛ منجملہ انس بن مالک متعہ کو جائز مانتے تھے۔

ہم انس کا نام آخرِ بحث میں اس لئے لائے ہیں کہ اہل سنت کی کتابوں میں ہمیں اس سے متعلق کوئی بات نہیں ملی۔[1]

انس بن مالک کون ہے؟

انس بن مالک کے بارے میں کہا گیا ہے: مفتی، قاری، محدث اور راویان اسلام میں سے ہیں۔ انس کہتے ہیں: جب رسول خدا مدینہ آئے تو میں دس سال کا تھا اور جب میں بیس سال کا ہوا تو پیغمبرؐ دنیا سے چلے گئے۔

ہجرت کے بعد انس نے پیغمبرؐ کا اچھا ساتھ نبھایا۔

انھوں نے ایک سو تین یا ایک سو سات سال کی زندگی پائی۔

۱۔ الاعلام، ص ۳۷، ضمن سلسلہ مولفات شیخ مفید، ج۹

ان کی مسند احادیث دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) کی تعداد تک پہنچتی ہیں؛ بخاری اور مسلم ایک سو اسی روایتوں کے نقل کرنے میں متفق ہیں، حالانکہ اسی حدیثیں بخاری نے اور نوے حدیثیں مسلم نے جداگانہ طور پر نقل کی ہیں۔[1]

اہم نکتہ یہ ہے کہ:

یہ صحابی جنھیں اہل سنت راویۃ الاسلام کہتے ہیں، جو جنگ و فتوحات میں پیغمبرؐ کے ساتھ تھے اور سیکڑوں روایتیں آنحضرتؐ سے اس طرح نقل کی ہیں کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں رہا جس کی روایت نہ کی ہو، یہاں تک کہ فتح مکہ کے دن شہر میں وارد ہوتے وقت پیغمبرؐ کا حلیہ بھی بیان کیا ہے اور فتح مکہ میں آپؐ کے احکامات و نواہی کا بھی ذکر کیا ہے، اسی طرح ابن اخطل کے قتل کے بارے میں آپؐ کے حکم کی

۱۔ تہذیب الکمال، ج۲، ص۳۳۰؛ سیر اعلام النبلاء، ج۳، ص۴۰۶؛ معجم الطبرانی، ج۱، ص۲۳۸

روایت کی ہے، لیکن تعجب کی بات ہے کہ متعہ کے حرام ہونے سے متعلق ان سے ایک حدیث بھی نہ تو فتح مکہ کے سال میں نقل ہوئی ہے اور نہ ہی بعد کے سالوں میں، جبکہ لوگوں کے درمیان اس بارے میں شدید بحث و نزاع رہا ہے، خاص کر ابن عباس اور عبد اللہ بن زبیر کے درمیان اور ابن عباس اور خالد بن مہاجر کے درمیان صریح مناظرہ ہوا ہے۔[1]

اور دوسری بات یہ کہ انس کے بارے میں بہت سے سوالات و ملاحظات ہوئے ہیں؛ انس بن مالک وہ ہے جو حضرت علیؑ کی بد دعا سے برص میں مبتلا ہوا، کیونکہ وہ حدیث طیر[2] اور غدیر کے واقعہ کی گواہی دینے پر تیار نہیں ہوا اور اسے پوشیدہ رکھا، حالانکہ بہت سے

۱۔ مسلم، ج۱، ص۶۲۵، تہذیب الکمال، ج۲۰، ص۲۲؛ مناظرہ مامون با یحییٰ بن اکثم وفیات الاعیان، ج۵، ص۱۹۹؛ مرآۃ العقول، مقدمہ، ص۳۲۰

۲۔ معارف ابن قتیبہ، ص۵۸۰؛ تاریخ دمشق، ج۲، ص۲۲۵، قاموس الرجال، ج۲، ص۱۹۶؛ رجال کشی، (اخبار معرفۃ الرجال)، ص۴۵

صحابہ نے اس کی روایت کی ہے، ہاں اس نے حضرت علیؑ کے فضائل بیان کرنے میں سستی اور کاہلی کا مظاہر کیا ہے۔[1]

انس نے پیغمبرؐ کی طرف نسبت دی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کے ہاتھ کو دیوار سے کوبیدہ کیا، تو بادشاہوں نے اسی سے تمسک کرتے ہوئے رعایاپر شکنجہ کرنے کو جائز سمجھا ہے۔[2]

۱۹۔ ابن عمر (متوفی ۷۴ھ)

بعض نصوص میں آیا ہے کہ ابن عمر متعہ کو جائز مانتے تھے۔ حنبلی مذہب کے امام اپنی مسند میں اپنی سند سے عبد الرحمٰن بن نعم (نعیم) اعرجی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: ایک شخص نے ابن عمر سے متعہ (نساء) کے بارے میں پوچھا اور میں بھی وہاں تھا۔

۱۔ حوالہ سابق

۲۔ موارد السجن، ص۵۳۰؛ علل الشرایع، ج۲، ص۵۴۱، ح۱۸، بحار الانوار، ج۷۶، ص۲۰۳

انھوں نے جواب دیا: خدا کی قسم ہم پیغمبرؐ کے زمانے میں زنا نہیں کرتے تھے۔[1]

کہا جاسکتا ہے کہ یہ بات اس وقت ظاہر ہوئی ہے جب ابن عمر متعہ کے حلال اور جائز ہونے کے قائل تھے، لیکن ہم معارض ہونے کی وجہ سے اس پر اصرار نہیں کر سکتے۔

حضرت عمر کی نہی سے پہلے متعہ کرنے والے افراد کی فہرست

ابن شبّہ نے ان لوگوں کے ناموں کی فہرست پیش کی ہے جنھوں نے نہی عمر سے پہلے متعہ کیا تھا۔ اس نے ایسے چند لوگوں کے ناموں کی فہرست جنھوں نے نہی عمر سے پہلے متعہ کیا تھا اس طرح تیار کی ہے:

۱۔ مسند احمد، ج ۲، ص ۲۵، ح ۵۶۶۱ اور دوسری طباعت میں، ج ۲، ص ۱۹۵؛ تاریخ خلیفہ، ص ۱۷۰؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۱۵۶

فصل اول: متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

۱۔ سعد بن ابی سعد بن ابی طلحہ نے، طائفۂ بنی عبد الدار سے کندہ کی کنیز عمیرہ کے ساتھ متعہ کیا اور اس سے عبد اللہ بن سعد پیدا ہوا۔[1]

۲۔ پھر فضالہ بن جعفر بن امیہ بن عابد مخزومی نے اس سے متعہ کیا اور اس سے امیہ بن فضالہ پیدا ہوا۔[2]

۳۔ عبد اللہ بن ابی عوف بن جبیرہ نے لبیبہ کی بیٹی، ہشام بن ولید بن مغیرہ کی کنیز کے ساتھ (جو شراب بیچتی تھی اور وہ اس کے گھر جاتا آتا تھا) متعہ کیا، اس سے اس کا بیٹا یوسف پیدا ہوا (جس کے کوئی اولاد نہیں تھی) یعنی عامیانہ زبان میں بانجھ تھا۔

حضرت عمر نے اس سے کہا: کیا تم اس بچے کا اعتراف کرتے ہو؟

۱۔تاریخ المدینہ، ج۲، ص۷۱۷، (ان لوگوں کا بیان جنھوں نے نہی عمر سے پہلے متعہ کیا تھا)

۲۔حوالہ سابق

کہا: نہیں۔

حضرت عمر نے کہا: اگر کہہ دیتے ہاں! تو یقیناً میں تمھیں سنگسار کرتا، چونکہ حضرت عمر اس کو بری عورت سمجھتے تھے، اس لئے متعہ کو حرام کر دیا۔[1]

۱۔ جیسا کہ بعض نصوص (اور صریح اقوال) میں آیا ہے کہ خلیفہ دوم کی بہن عقراء نے ان کی خلافت کے زمانے میں نکاح متعہ کیا، حاملہ ہوئیں اور انھیں بچہ پیدا ہوا۔
جب حضرت عمر ان کے گھر آئے تو دیکھا ان کی گود میں ایک بچہ ہے جو دود پینے میں مشغول ہے، حضرت عمر بہت غصہ ہوئے، بچے کو ان کے ہاتھ سے لیا اور مسجد لے گئے، آواز دی اور لوگوں کو جمع کیا؛ جب لوگ جمع ہو گئے تو اپنی بہن کی داستان (جو بغیر شوہر کے تھیں اور بچہ دار ہو گئی تھیں) سنائی اور کہا: اس نے متعہ کیا ہے۔ اس وقت متعہ کو حرام قرار دیا اور آگاہ کیا کہ جو بھی متعہ کرے گا، اسے تازیانہ ماروں گا۔
(ہدایۃ حضینی، ص۱۰۹؛ مستدرک الوسائل، ج۱۴، ص۴۷۴؛ بحار الانوار، ج۵۳، ص۲۸)

فصل اول: متعہ کو حلال سمجھنے والے صحابہ

ہم اس نص پر اصرار نہیں کرتے اور اپنے مد مقابل کے سامنے اس سے استدلال نہیں کرتے، کیونکہ ہمیں ان کی کتابوں میں یہ نص نہیں ملی، اس لئے ہم نے اسے محل تامل قرار دیا ہے۔

فصل دوم

تابعین اور فقہاء

۱. مالک بن انس
۲. احمد بن حنبل
۳. سعید بن جبیر
۴. عبدالملک بن جریج
۵. عطاء بن ابی رباح
۶. طاؤس یمانی
۷. عمرو بن دینار
۸. مجاہد بن جبیر
۹. اسماعیل بن جبیر
۱۰. اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن اسدی
۱۱. حکم بن عتیبہ
۱۲. ابن ابی ملیکہ
۱۳. زفر بن اوس
۱۴. اہل مکہ و یمن
۱۵. اہلبیت علیہم السلام اور تابعین

متعہ تابعین و فقہاء کی نظر میں

تابعین اور تبع تابعین کی ایک جماعت اور کچھ محدثین متعہ کو جائز مانتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی روایتوں کی حکایت میں صحاح ستہ کے مولفین اور دوسروں نے ان پر اعتماد کیا ہے اور ان کے ہم نظریہ رہے ہیں جیسے ابن جریج وغیرہ۔ یہی وہ باتیں ہیں جو متعہ کے حرام اور آیات متعہ کے منسوخ ہونے کے قول کو باطل اور کمزور قرار دیتی ہیں۔

۱۔ مالک بن انس

الف) سرخسی کہتے ہیں: متعہ کی تعریف یہ ہے کہ عورت سے یہ کہا جائے: میں نے تم سے فلاں مدت تک کے لئے فلاں مقدار مال کے ذریعے متعہ کیا؛ یہ ہمارے نزدیک باطل ہے اور مالک بن انس اس کو جائز مانتے ہیں، شاید ابن عباس کا نظریہ بھی ایسا ہی ہے۔

ب) زرقانی نے بھی شرح موطّا میں ذکر کیا ہے: یہ مالک کے دو نظریوں میں سے ایک ہے۔[1]

ج) فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلعی بھی کتاب "تبیان الحقائق فی شرح کنز الدقائق" میں مالک کا قول لکھتے ہیں: عقد متعہ جائز ہے، کیونکہ مشروع رہا ہے اور جب تک کوئی ناسخ نہیں ملتا تب تک جائز ہی رہے گا، مشہور ہے کہ ابن عباس بھی اسے حلال جانتے تھے اور یمن و مکہ کے ان کے اکثر اصحاب نے بھی ان کے اتباع میں متعہ کو جائز مانا ہے اور آیت (۔۔۔فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ۔۔۔)[2] سے استناد کرتے ہوئے اسے حلال سمجھتے ہیں۔[3]

د) برہان الدین مرغینانی کہتے ہیں: عقد متعہ باطل ہے اور وہ اس طرح ہے کہ مرد عورت سے کہے: میں نے تم سے فلاں مقدار مال کے ذریعے فلاں مدت تک کے لئے متعہ کیا۔ مالک کہتے ہیں:

۱۔ مبسوط، ج۵، ص ۱۵۲

۲۔ سورہ نساء: ۲۴

۳۔ شرح زرقانی، ج ۲، ص ۱۵۵، ح ۱۱۷۸؛ القدیر، ج ۶، ص ۳۱۵

جائز ہے، کیونکہ متعہ مبارح رہا ہے؛ اس لئے جب تک ناسخ نہیں آتا، اپنے مباح ہونے پر باقی رہے گا اور زفر کہتے ہیں: متعہ صحیح اور لازم ہے، کیونکہ نکاح فاسد شرائط سے باطل نہیں ہوتا۔[1]

ہ) امینی کہتے ہیں: متعہ کے جائز ہونے کو مالک کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور یہ منسوب کرنا فرغانی کے فتاوا کی کتابوں میں، قاضی فخر الدین حسن بن منصور فرغانی کی تالیف میں اور خزانۃ الروایات فی فروع الحنفیہ قاضی جکن حنفی کی تالیف میں، کتاب کافی فی فروع الحنفیہ میں اور کتاب العنایہ فی شرح الہدایہ تالیف اکمل الدین حنفی[2] میں آیا ہے۔

۱۔ الہدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، ج۱، ص۱۹۰؛ شرح فتح الغدیر، ج۳، ص۱۵۲

۲۔ الغدیر، ج۶، ص۳۱۵

مالک بن انس کون ہے؟

ان کے بارے میں کہا گیا ہے: امت کے راہنما اور ۹۳ھ میں دار الہجرہ کے امام۔ اپنے والد کی موت کے تین سال بعد پیدا ہوئے؛ جس سال انس (خادم پیغمبرؐ) دنیا سے رخصت ہوا۔ انھوں نے جوانی کی حالت میں تحصیل علم کیا۔ نافع اور سعید مقبری، عامر بن عبد اللہ بن زبیر، ابن منکدر، زہری، جعفر بن محمد اور ربیعۃ الرأی سے علم حاصل کیا۔[1]

رسول خداؐ اور دو صحابیوں کے بعد زید بن ثابت اور ان کے بعد مالک عالم مدینہ ہوئے۔

ابن عینہ کہتے ہیں: مالک حجاز والوں کے عالم اور اپنے زمانے کی حجت تھے۔

شافعی بھی کہتے ہیں: جب علماء کی بات درمیان آتی ہے تو مالک ان (علماء) کے ستارہ ہوتے ہیں۔

۱۔ ذہبی نے ان کا ذکر کیا ہے اور وہ دسوں عالم ہیں

فصل دوم: متعه تابعین و فقہاء کی نظر میں

ذہبی کہتے ہیں: مدینہ میں تابعین کے بعد علم، فقہ، عظمت حفظ اور رعایت میں مالک جیسا کوئی عالم نہ تھا اور ان خصوصیات میں صحابہ جیسے سعید بن مسیب اور ہفتگانہ فقہاء کے بعد مالک ان سب پر مقدم ہیں۔ یہ وہ شخص تھا جس کے (دولت کدہ تک جانے کے) ارادے سے لوگ مسافتیں طے کرتے تھے۔[1]

شافعی لکھتے ہیں: علم تین افراد کے گرد گھومتا ہے: مالک، لیث اور ابن عینیہ۔ اوزاعی سے روایت ہوئی ہے کہ جب مالک کا نام آتا تھا تو وہ کہتے: عالم العلماء اور مفتی حرمین۔

اوروں سے بھی نقل ہوا ہے کہ انھوں نے کہا: اے مالک! روئے زمین پر کوئی بھی تم سے زیادہ اسلاف کی سنت سے واقف نہیں ہے۔

ابو یوسف بھی کہتے ہیں: میں نے کسی کو ابو حنیفہ، مالک اور ابن ابی لیلیٰ سے زیادہ عالم و دانا نہیں پایا۔

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۸، ص۵۸ و ۱۳۲؛ ترتیب المدارک، ج۱، ص۱۱۱؛ المعارف، ص۵۹۴

احمد بن حنبل نے کہا ہے: وہ حدیث اور فقہ میں امام ہیں۔
قطان بھی کہتے ہیں: مالک ایک امام ہے جس کی اقتدا کی جا سکتی ہے۔[1]

یقیناً، مالک بن انس اہلسنت کے نزدیک کوئی مجہول اور ناشناختہ شخص نہیں ہیں، بلکہ وہ مذاہب چہارگانہ کے پیشواؤں میں سے ایک ہیں اور وہ متعہ کی حلیت کے قائل تھے، جیسا کہ سرخسی، زرقانی، زیلعی، فرغانی، قاضی جکن اور اکمل الدین حنفی نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ متعہ کی حلیت شیعہ امامیہ کے مختصات سے ہے، جیسا کہ بعض نادانوں نے یہ گمان کیا ہے۔

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۸، ص ۹۴

لیکن مالک کے بارے میں ہمارا نظریہ

ابن ابی عمیر نے مالک سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا: میں (امام) صادق، جعفر بن محمد کے پاس گیا، انھوں نے کشادہ روئی سے میرا استقبال کیا اور مجھے عزت و احترام دیا، فرمایا: اے مالک، میں تجھے دوست رکھتا ہوں، میں خوشحال ہوا اور اس سبب خدا کا شکر ادا کیا۔۔۔[۱]

تستری نے روایت کی ہے کہ وہ (مالک بن انس) غنا کے جائز ہونے کے قائل تھے، مصالح مرسلہ پر عمل کرتے تھے اور حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کے بارے میں ان کے غلط نظریات ہیں[۲]، ابن حبان نے کہا ہے کہ انھوں نے حضرت علیؑ کے فضائل میں کوئی حدیث نقل نہیں کی ہے۔[۳]

۱۔ تنقیح المقال، ج ۲، ص ۴۸؛ امالی صدوق، ص ۱۴۳

۲۔ قاموس الرجال، ج ۸، ص ۶۳۸

۳۔ المجروحین، ج ۱، ص ۲۵۸

۲۔ احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

الف) ابن قدامہ سے منقول ہے کہ حضرت ابوبکر نے کہا: ایک اور روایت ہے کہ جس کے مطابق متعہ مکروہ ہے، نہ کہ حرام، کیونکہ ابن منصور نے احمد سے پوچھا تو انھوں نے کہا:

میرے خیال میں، اس (متعہ) سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ وہ کہتا ہے: پس اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکروہ ہے نہ کہ حرام۔[۱]

ب) ساجی کتاب اختلاف میں احمد بن حنبل سے نقل کرتا ہے کہ کسی نے ان سے عقد متعہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا:

میرے نزدیک کوئی اچھی چیز نہیں، یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ (احمد بن حنبل) اس کے حرام ہونے کے قائل نہ تھے، بلکہ اسے بعض نظریات کے لحاظ سے مکروہ سمجھتے تھے۔[۲]

۱۔ المغنی، ج۶، ص ۶۴۴

۲۔ الاعلام، ص ۳۷، سلسلہ مولفات شیخ مفید، ج۹

ابن حنبل کون ہے؟

وہ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال شیبانی مروزی بغدادی ہیں۔

ان کی ماں نے حاملگی کی حالت میں خراسان سے بغداد جا کر وہاں انھیں جنم دیا، انھوں نے اپنی ماں کے ذریعے تحصیل علم کی شروعات کی اور بشر بن مفضل، اسماعیل بن علیۃ، سفیان بن عیینہ اور جریر سے حدیث نقل کی ہے؛ بخاری، مسلم، ابو داؤد وغیرہ، بخاری کے ساتھ دوسروں کے توسط سے بھی ان سے روایت کی ہے۔[1]

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۱، ص ۶۲، طبقات الفقہاء، ص۷۵؛ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۷؛ تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۴۱۲؛ حلیۃ الاولیاء، ج ۹، ص ۱۶۱

۳۔ سعید بن جبیر (شہادت ۹۵ھ)

الف) ابن حزم کہتے ہیں: (جواز متعہ کے قائل) تابعین میں سے ایک سعید بن جبیر ہیں۔[۱]

ب) کرابیسی لکھتا ہے: تابعین کی ایک جماعت منجملہ سعید بن جبیر جواز متعہ کے معتقد ہیں۔[۲]

ج) عبد الرزاق نے ابن جریج سے اور انھوں نے عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: مکہ میں ایک عراقی عورت تھی جو خوبصورت تھی، عبادت کرتی تھی اور اس کا ابو امیہ نام کا ایک بیٹا تھا، سعید بن جبیر اس کے پاس بہت جاتا تھا۔

میں نے اس سے کہا: ابن جبیر! اس عورت کے پاس کتنا زیادہ جاتے ہو؟

۱۔ المحلی، ج۹، ص۵۴۰

۲۔ المسائل الصاغانیۃ، ص۳۷، ضمن سلسلہ مولفات شیخ مفید، ج۳

اس نے کہا: میں نے اس عورت سے شادی کی ہے، عقد متعہ؛ وہ (عبد اللہ بن عثمان) کہتا ہے: سعید نے اس سے کہا: متعہ پانی پینے سے بھی زیادہ حلال ہے۔[1]

قابل ذکر ہے کہ وہ ان میں سے تھے جو آیت کی اس طرح قرائت کرتے تھے:

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ الی أجل مسمی

سعید بن جبیر کون ہے؟

کیا کسی کو ان کی عظمت و فضیلت و تقوا میں شک ہے؟ وہ پیشوا، حافظ، قاری قرآن، مفسر، شہید اور بزرگوں میں سے تھے اور صحاح ستہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔[2]

۱۔ مصنف عبد الرزاق، ج۷، ص۴۹۶

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص۳۲۱

ابو القاسم طبری کہتے ہیں: وہ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں، نیز پیشوا اور مسلمانوں پر حجت ہیں۔[۱]

ابن حبان کہتے ہیں: وہ فقیہ، عابد، فاضل اور متقی ہیں۔[۲]

امام حسن کی خلافت کے زمانے میں ان کی ولادت ہوئی اور سن ۹۵ میں حجاج بن یوسف کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے۔[۳]

۴۔ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج

(متوفی ۱۵۰ھ)

الف) ذہبی کہتے ہیں: ایک بزرگ ثقہ اور قابل اعتماد۔۔۔ وہ خود ہی ثقہ ہیں، جبکہ انھوں نے تقریباً ستر عورتوں سے متعہ کیا ہے۔

۱۔ تہذیب الکمال، ج ۷، ص ۱۵۴

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۴، ص ۱۲

۳۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۳۲۱؛ تذکرۃ الحفاظ، ص ۹۰

فصل دوم: متعہ تابعین و فقہاء کی نظر میں

وہ متعہ کے حلال اور جائز ہونے کے معتقد تھے، وہ اپنے زمانے میں مکہ والوں کے فقیہ تھے۔[1]

ب) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ شافعی کہتے تھے: ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا؛ اتنا کہ قوت باہ کے لئے چند پیالہ تلی کا تیل استعمال کرتے تھے۔[2]

ج) جریر کہتا ہے۔۔۔ ابن جریج نے اپنی اولاد کو ساٹھ عورتوں کے متعلق وصیت کی اور کہا: ان سے شادی نہ کرنا، کیونکہ وہ تمھاری مائیں ہیں۔ وہ متعہ کو جائز مانتے تھے۔[3]

د) ذہبی کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹوں کو ان عورتوں کا نام دیا جن سے متعہ کیا تھا تاکہ وہ عورتیں کبھی مشتبہ نہ

۱۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۶۵۹

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص۳۳۳؛ تہذیب التہذیب، ج۶، ص۳۶۰

۳۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۲۵۵؛ شرح زرقانی، ج۸، ص۷۶

ہو جائیں اور ان کے لڑکے بھی کبھی ان میں سے کسی ایک سے شادی نہ کر لیں جن سے ان کے والد نے متعہ کیا تھا۔[1]

اسماعیل بن فضل ہاشمی کی روایت

وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو عبد اللہ (امام صادقؑ) سے متعہ کے بارے میں پوچھا۔ حضرت نے فرمایا: عبد الملک بن جریج کے پاس جاؤ اور اس سے اس بارے میں پوچھو، وہ اس سے متعلق زیادہ واقفیت رکھتا ہے۔ میں ان کے پاس گیا اور انھوں نے متعہ کے حلال ہونے کے بارے میں بہت ساری باتیں میرے لئے تحریر کیں۔ جو باتیں ابن جریج نے متعہ کے بارے میں لکھی تھیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ متعہ میں وقت اور عدد معتبر نہیں ہے، متعہ شدہ عورت کنیز کی مانند ہے، جتنی تعداد میں چاہو ان سے متعہ کیا جا سکتا ہے اور جو چار بیویاں رکھتا ہو وہ بھی متعہ کر سکتا ہے، ولی کی

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص۳۳۱

اجازت اور شاہد کے بغیر جتنی تعداد میں چاہے متعہ کر سکتا ہے۔ متعہ کی مدت پوری ہونے پر طلاق کے بغیر ہی جدا ہونا ہے، تھوڑا مال بھی اس (عورت) کو دیا جاتا ہے اور متعہ کی عدت دو حیض ہے اور اگر حیض نہیں آتا تو پینتالیس دن ہے۔

انھوں نے کہا: وہ تحریر میں حضرت ابو عبد اللہ (امام صادقؑ) کے پاس لایا، آپؑ نے فرمایا: صحیح ہے اور اس کا اعتراف کیا۔

ابن جریج کون ہے؟

ابن جریج وہ ہیں کہ صحاح ستہ، ابن علیّہ اور یحییٰ بن سعید قطّان جیسے دسیوں سرشناسوں نے ان کے حوالے سے روایت کی ہے۔

ذہبی کہتے ہیں: وہ امام، علامہ، حافظ، شیخ حرم اور صاحب تصنیف وتالیف ہیں، یہ پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے مکہ میں علم کی تدوین کی۔

عطاء بن ابی رباح بھی کہتے ہیں: وہ حجاز کے جوانوں کے سرور وسردار ہیں۔

بقول علی بن مدینی: روایات کی سندیں تین لوگوں کے مدار پر گردش کرتی ہیں۔ انھیں شمار کرتے ہوئے ابن جریج کو بھی ان کے زمرے میں شمار کیا۔ یحیٰی بن سعید سے روایت ہوئی ہے کہ ہم ابن جریج کی کتابوں کو امانت دار کتب کا نام دیتے ہیں۔

ذہبی کہتے ہیں: یہ شخص خود ثقہ ہے۔ صحابہ کے بعد عطا اور مجاہد شیخ حرم تھے اور ان دونوں کے بعد قیس بن سعد اور ابن جریج شیخ حرم تھے پھر ابن جریج تنہا اس عہدے پر فائز تھے؛ انھوں نے علم کی تدوین کی، لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا، مسلم بن خالد زنجی نے ان سے اور خود شافعی نے زنجی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

ابن جریج کی روایات کتب ستہ، مسند احمد، طبرانی کی معجم کبیر اور معجم کے دیگر اجزاء میں بکثرت آئی ہیں۔

عبد الرزاق کہتے ہیں: جب میں نے ابن جریج کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ خداترس ہیں۔[1]

ابن جریج مرنے سے پہلے عراق آئے، وہ بصرہ میں حدیث بیان کرتے تھے اور بہت سے افراد نے ان سے حدیث دریافت کی ہے۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: ابن جریج سچے تھے۔[2]

پس ابن جریج جن کی وثاقت پر اہل سنت متفق ہیں، محدثین اور راوی ان پر اعتماد کرتے ہیں، سچا، ثقہ اور خداترس مانتے ہیں، وہ (ابن جریج) متعہ کو حلال مانتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں، پس نسخ ثابت نہ ہو پانے، بلکہ برخلاف ثابت ہونے کیوجہ سے انھوں نے متعہ کو جائز اور حلال مانا ہے۔

ہمارا نظریہ: وہ اہل سنت کے بزرگوں میں سے ہیں، (شیعیت سے) شدید لگاؤ اور میلان رکھتے تھے، (جیسا کہ مرحوم کشی نے کہا ہے)، شیخ مفید اور سید مرتضی بھی بطور صریح کہتے ہیں

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۶، ص۳۳۳

۲۔ تہذیب الکمال، ج۱۲، ص۵۵

کہ وہ اہل سنت کے علماء میں سے تھے اور متعہ کے حلال ہونے کا فتوا دیتے تھے۔

تستری بھی کہتے ہیں: ابن جریج امامیہ کی طرح متعہ کے حلال ہونے کے معتقد تھے، نیز ان کا عقیدہ تھا کہ اذان آسمانی وحی کے ذریعے آئی ہے، نہ کہ عبداللہ بن زید کے خواب کے ذریعے۔[1]

ملاحظہ: کیا ابن جریج اپنے نظریہ سے پھر گئے تھے؟

کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ابن جریج اپنے نظریے سے پلٹ گئے تھے اور بصرہ میں سب سامنے اعلان کیا؛ جیسا کہ شوکانی ابو عوانہ کی طرف نسبت دیتے ہوئے کہتے ہیں: ابو عوانہ ایک صحیح روایت میں ابن جریج سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بصرہ میں کہہ رہے تھے: گواہ رہنا کہ میں متعہ (کی حلیت) سے پلٹ گیا ہوں۔[2]

۱۔ قاموس الرجال، ج۷، ص۱۲

۲۔ نیل الاوطار، ج۶، ص۱۳۶

جواب: یہ نقل اور روایت مرسل ہے؛ کیونکہ ابن جریج ۱۵۰ھ میں انتقال کر گئے تھے اور ابو عوانہ ۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ بلاواسطہ، ابن جریج سے روایت نقل کریں؟

اس لئے ماننا پڑے گا کہ ان کی حدیث مرسل اور اس حدیث کا ناقل مجہول ہے۔

۶۔ عطاء بن ابی رباح (متوفی ۱۱۵ھ)

الف) ابن حزم کہتے ہیں: عطاء ان تابعین اور افراد میں سے ہیں جو متعہ کے حلال ہونے کے قائل تھے۔[1]

ب) کرابیسی بھی کہتے ہیں: تابعین کی ایک جماعت جن میں سے ایک عطاء بھی ہیں، عقد متعہ کی قائل تھی۔

ج) فاکہی نے یعقوب بن حمید سے، انھوں نے عبد اللہ بن حارث مخزومی سے اور انھوں نے چند لوگوں سے روایت نقل کی ہے

۱۔ المحلی، ج۹، ص۵۱۹؛ المغنی، ابن قدامہ، ج۷، ص۵۷۱

کہ محمد بن ہشام نے عطاء بن ابی رباح سے متعۃ النساء کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا اور اس بارے میں کوئی حرج نہیں جانا، کہا: قاسم بن محمد آیا اور محمد بن ہشام کو ان کے پاس بھیجا اور اس نے ان سے پوچھا۔ انھوں نے کہا: یہ کہنا مناسب نہ ہوگا کہ متعہ حرام ہے۔

ابن ہشام کہتا ہے: عطاء نے متعہ کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی۔ ان کا ماننا ہے کہ متعہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ قاسم نے کہا: سبحان اللہ، میں بعید سمجھتا ہوں کہ عطاء کا نظریہ ایسا ہوگا۔

وہ کہتا ہے: ابن ہشام کو عطاء کے پاس بھیجا، وہ جب آیا تو کہا: اے ابو محمد (عطاء) آپ نے جو بات متعہ کے بارے میں مجھ سے کہی ہے قاسم سے بھی کہو!

انھوں نے کہا: میں نے کچھ نہیں کہا تھا تو ابن ہشام نے کہا: نہیں!، آپ نے کہا تھا!

انھوں نے کہا: نہیں، میں نے نہیں کہا تھا، جب قاسم چلا گیا تو عطاء نے اس سے کہا: جو بات میں نے تم سے کہی وہ سچ ہے، لیکن

میں اس بات کو قاسم کے سامنے کہتے ہوئے ڈر رہا تھا کہ کہیں وہ اور مدینہ کے لوگ مجھ پر لعنت نہ کرنے لگیں۔[1]

عطا کون ہے؟

عطاء مکہ کے لوگوں کے مفتی اور محدث تھے۔ بعض کے قول کے مطابق یہ خلافت عثمان کے زمانے میں پیدا ہوئے اور بعض کے قول کی بناپر خلافت عمر کے زمانے میں پیدا ہوئے۔

ان کے بارے میں کہا گیا ہے: وہ پیشوا، شیخ الاسلام، مفتی حرم ۔۔۔ اور ثقہ تھے۔ وہ ایسے عالم و دانا فقیہ تھے جنھوں نے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔۔۔ ان کا ہاتھ ابن زبیر کے فتنے میں کاٹا گیا۔

ابو حازم اعرج کہتا ہے: عطاء (مقام) فتوا میں مکہ کے لوگوں کے بزرگوں اور برجستہ شخصیتوں میں سے تھے۔[1]

۱۔ المسائل الصاغانیہ، ص ۳۷، سلسلہ مولفات شیخ مفید کے ضمن میں، ج ۳

ظاہراً لگتا ہے کہ عطاء عامی (سنی) ہیں (جیسا کہ تستری سے بھی منقول ہے) اور کسی نے ان کو شیعہ نہیں مانا ہے۔[2]

۶۔ طاؤس یمانی (متوفی ۱۰۶ھ)

الف) ابن حزم لکھتے ہیں: منجملہ تابعین کے جو پیغمبرؐ کے بعد بھی متعہ کے حلال ہونے کے معتقد تھے، طاؤس ہیں۔[3]

ب) کرابیسی نے بھی ذکر کیا ہے: تابعین کی ایک جماعت منجملہ طاؤس کے عقد متعہ کی قائل تھی۔[4]

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص۸۵؛ میزان الاعتدال، ج۳، ص۷۰؛ تہذیب التہذیب، ج۷، ص۱۷۹؛ شذرات الذہب، ج۱، ص۱۴۷؛ تذکرۃ الحفاظ، ص۹۰؛ حلیۃ الاولیاء، ج۳، ص۱۸۸، معارف، ص۲۵۲

۲۔ قاموس الرجال، ج۷، ص۲۰۲؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۲۵۳؛ مستدرکات علم الرجال؛ ج۵، ص۲۳۸؛ سفینۃ البحار، ج۶، ص۲۹۵

۳۔ المحلی، ج۹، ص۵۱۹

۴۔ المسائل الصاغانیۃ، ص۳۷، شیخ مفید کی مولفات میں سے ایک

فصل دوم: متعہ تابعین و فقہاء کی نظر میں

طاؤس کون ہے؟

وہ عبد الرحمٰن فارسی جندی، فقیہ، یمن کے برجستہ علماء میں سے اور حافظ تھے اور انھوں نے اصحاب پیغمبرؐ سے پچاس لوگوں کو درک کیا۔

ابن شہاب[1] کہتا ہے: اگرطاؤس کو دیکھوگے تو تمھیں یقین ہو جائے گا کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔

۱۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے ستمگروں پر اعتماد اور بھروسہ کیا اور تفسیر روح المعانی، ج۳، ص۱۸۹ میں آلوسی بغدادی کے قول کی بنا پر وہ آیۂ ''ولا ترکنوا'' کا مصداق تھا۔ وہ اموی حکومت کے ظلم کے ستونوں میں سے ایک ستون تھا اور حضرت علیؑ کے فضائل اور فضیلت والی روایتوں کو نقل نہیں کرتا تھا۔ ابن حبان ج۱، ص۲۵۸ المجروحین کے قول کی بنا پر۔ البتہ وہ بہت سے اہلسنت کے نزدیک ثقہ اور بلند مرتبہ مانا گیا ہے۔

ذہبی ان کے بارے میں کہتے ہیں: اگر ان میں شیعیت کا عقیدہ تھا تو اتنا کم تھا کہ جس سے انشاء اللہ ان کی شخصیت پر کوئی آنچ نہ آتی۔[1]

جعفر بن یرقان بھی کہتے ہیں: ہمارے درمیان طاؤس سے زیادہ کسی کے سچا ہونے کا گمان بھی نہ کیجیے گا، ابن معین اور ابو ذرعہ کہتے ہیں: طاؤس ثقہ ہیں۔

ابن حبان کہتے ہیں: وہ یمن کے عابدوں، تابعین کے بزرگوں میں سے اور مستجاب الدعوہ تھے؛ صحاح ستہ میں بھی ان سے روایت ہوئی ہے۔[2]

لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ وہ فقہائے عامہ میں سے ہیں۔[3]

۷۔ عمرو بن دینار (متوفی ۱۲۶ھ)

۱۔طاؤس کے تشیع پر مبنی سفیان ثوری کے دعویٰ کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص۳۸، ۴۳؛ نجوم الزاہرہ، ج۱، ص۲۶

۳۔ قاموس، ج۵، ص۱۵۵؛ تذکرۃ الحفاظ، ص۹۰

فصل دوم: متعہ تابعین و فقہاء کی نظر میں

کرابیسی کہتے ہیں: تابعین کی ایک جماعت؛ منجملہ عمرو بن دینار کے عقد متعہ کی قائل تھی۔[1]

عمرو بن دینار کون ہیں؟

ابو محمد جمحی، حرم کے پیشوا، ۴۶ھ میں پیدا ہوئے، ابن عباس، ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ سے حدیث سنی۔[2]

ذہبی کے نزدیک وہ بزرگ پیشوا، سرشناسوں میں سے ایک اور اپنے زمانے میں شیخ الحرم تھے۔ حاکم نیساپوری کا ماننا ہے کہ وہ تابعین کے بزرگ اور سابقہ دار حافظوں میں سے تھے اور تیس سال تک مسند فتوا پر بیٹھے رہے۔

۱۔ مسائل الصاغانیہ، ص۳۷، الاقضیہ کرابیسی بغدادی کی نقل کے مطابق

۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ص۱۱۳؛ طبقات الکبری، ج۵، ص۴۷۱؛ تاریخ خلیفہ، ص۲۴۰

ذہبی نے اضافہ کیا ہے کہ وہ حضرت ابو جعفر (امام) باقرؑ اور ان کے مثل ۔۔۔کے پاس جاتے تھے، علم کا سرچشمہ اور ائمہ اجتہاد میں سے تھے۔

عبد اللہ بن ابی نجیح کہتے ہیں: میں نے کسی کو عمرو بن دینار سے زیادہ فقیہ نہیں پایا۔ ابن عیینہ نے کہا ہے: ہمارے دیار میں بلکہ روئے زمین پر عمرو بن دینار سے زیادہ دانا کوئی نہیں ہے اور تین بار کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی بھی عمرو کو ثقہ، قابل اعتماد ہونے اور دقت رکھنے کے لحاظ سے پہچانتے ہیں۔

لیکن ایسا لگتا ہے کہ ان کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے؛ کچھ لوگ انھیں ثقہ جانتے ہیں اور کچھ لوگ انھیں مجہول قرار دیتے ہیں۔

عمرو بن ثابت نے امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے تھے: حج کے سفر میں مجھے عمرو بن دینار سے ملنے کا شوق دو

گنا ہو جاتا ہے؛ کیونکہ وہ ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہمارے لئے مفید ہے۔[1] لیکن یہ بات ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

۸۔ مجاہد بن جبر (متوفی ۱۰۰ھ)

الف) طبری کہتے ہیں: محمد بن عمرو ابو عاصم سے، وہ عیسی سے، وہ ابن ابی نجیح سے اور وہ مجاہد سے نقل کرتا ہے کہ آیہ "۔۔۔ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ۔۔۔" عقد متعہ کے بارے میں ہے۔[2]

ب) جیسا کہ ابو حیان اندلسی[3] (متوفی ۷۴۵ھ) اور ابن کثیر دمشقی[4] (متوفی ۷۸۴ھ) کے قول سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ ابن عباس، مجاہد اور سدّی کی قرائت میں یہ آیت عقد متعہ کے بارے

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۵، ص ۳۰۳

۲۔ جامع البیان، ج ۴، ص ۱۸، ح ۷۱۸۰

۳۔ تفسیر ابی حیان اندلسی، ج ۳، ص ۲۱۸؛ الدر المنثور، ج ۲، ص ۱۴۰

۴۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۴۷۴؛ الغدیر، ج ۶، ص ۳۲۹

میں ہے اور اس کے نسخ پر دلالت کرنے والی کوئی چیز بھی نہیں ہے، نہ ہی اس کے منسوخ ہونے کے عقیدہ کی نسبت کسی نے ان کی طرف دی ہے۔

مجاہد کون ہے؟

کہا جاتا ہے کہ وہ ابو حجاج مکی ہیں۔ وہ پیشوا، قاریوں اور مفسروں کے استاد تھے اور انھوں نے خود کہا ہے کہ میں نے قرآن کو تین مرتبہ ابن عباس کے سامنے پیش کیا۔ ہر آیت پر ٹھہرتا تھا اور اس کے شان نزول اور کیفیت کے بارے میں ابن عباس سے پوچھتا تھا۔

خصیف اور قتادہ کہتے ہیں: مجاہد تفسیر میں ان تمام سے بڑے عالم ہیں؛ یحییٰ بن معین اور ایک جماعت کا کہنا ہے: مجاہد ثقہ ہیں اور

صحاح ستہ میں ان سے روایت نقل ہوئی ہے، وہ سن سو ہجری میں دنیا سے رخصت ہوئے۔[1]

تستری کے بقول ابن ابی الحدید نے کہا: وہ خوارج کے عقیدہ کی طرف میلان رکھتے تھے اور میزان میں بھی آیا ہے کہ اعمش سے کہا گیا: مجاہد کی تفسیر کیوں (مشہور کے) مخالف ہے؟

تو جواب دیا: کیونکہ اس نے تفسیر کو اہل کتاب سے لیا ہے۔[2]

لیکن مرحوم نمازی ان کے بارے میں مثبت نظریہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ وہی ہیں جنھوں نے کہا ہے کہ حضرت علیؑ کی فضیلت میں ستر ایسی آیتیں نازل ہوئیں جن میں ان (علیؑ) کا کوئی شریک

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص۴۴۹؛ طبقات کبری، ج۵، ص۴۶۶؛ بدایۃ و النہایہ، ج۹، ص۲۲۴؛ تہذیب التہذیب، ج۱۰، ص۴۲

۲۔ قاموس الرجال، ج۸، ص۶۷۰؛ میزان الاعتدال، ج۳، ص۴۳۹

نہیں ہے۔ انھوں نے حضرت علیؑ کی فضیلت میں بہت ساری روایتیں نقل کی ہیں۔[1]

۹۔ سدّی (متوفی ۱۲۷ھ)

الف) ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی (متوفی ۷۴۵ھ) اپنی تفسیر میں کہتے ہیں: "۔۔۔اور سدی نے کہا: یہ آیت عقد متعہ کے بارے میں ہے"۔[2]

ب) طبری محمد بن حسن کے قول سے، وہ احمد بن مفضل سے، وہ اسباط سے اور وہ سدّی سے نقل کرتے ہیں کہ آیہ "۔۔۔فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ۔۔۔" متعہ کے بارے میں ہے۔

۱۔ مستدرکات علم الرجال، ج۶، ص۳۴۹

۲۔ جامع البیان، ج۴، ص۱۸

فصل دوم: متعہ تابعین وفقہاء کی نظر میں

ایک مرد کسی عورت سے معین مدت کے لئے شادی کرتا ہے اور دو گواہ بناتا ہے اور یہ شادی ولی کی اجازت سے انجام پاتی ہے؛ جب مدت تمام ہوتی ہے تو نہ تو عورت پر مرد کا کوئی حق رہتا ہے اور نہ ہی عورت کا مرد سے کوئی تعلق رہ جاتا ہے اور عورت پر لازم ہے کہ عدت رکھ کر اپنے رحم کا استبرا کرے۔ ان دونوں کے درمیان ارث بھی نہیں ہے؛ یعنی وہ دونوں ایک دوسرے سے میراث نہیں پائیں گے۔[1]

کبھی کبھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سدّی کے اس قول سے کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں ہے؛ یہ مطلب نہیں نکلتا کہ وہ متعہ کے قائل تھے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ نسخ آیت کے قائل ہوں۔

جواب میں یہ کہا جائے گا: اولاً مذکورہ باتوں کی مخالفت میں اور نسخ آیت پر سدّی کا کوئی نظریہ نہیں ملا ہے۔

۱۔ جامع البیان، ج ۴، ص ۱۸، شمارہ ۷۱۷۹؛ تفسیر ابی حیان، ج ۳، ص ۲۱۸

ثانیاً: جس نے بھی جواز متعہ کے ماننے والوں کا ذکر کیا ہے، سدی کا نام بھی لیا ہے اور قرینہ کے لئے یہاں اتنا ہی کافی ہے۔

۱۰۔ حَکَم بن عتیبہ (متوفی ۱۲۵ھ)

الف) طبری نے کہا ہے: محمد بن مثنّی، محمد بن جعفر سے اور وہ شعبہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حکم سے پوچھا: آیۂ "وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔۔۔" ۔۔۔ "۔۔۔ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ۔۔۔" نسخ ہو گئی ہے؟

انھوں نے کہا: نہیں۔

ب) حکم کہتا ہے: حضرت علیؑ نے کہا: اگر عمر لوگوں کو متعہ سے منع نہ کرتے تو بدنصیب کے سوا کوئی مرتکب زنا نہ ہوتا۔[1]

۱۔ جامع البیان، ج ۴، ص ۱۸، شمارہ ۷۱۱۵؛ الکشف والبیان، ج ۳، ص ۲۸۶

حکم کون ہے؟

اس کے بارے میں کہا گیا ہے: وہ بزرگ پیشوا، اور عالم اہل کوفہ تھے؛ ابی جحیفہ، ابن ابی لیلیٰ، نخعی، سعید بن جبیر، عکرمہ، طاؤس اور مجاہد وغیرہ سے حدیث نقل کی ہے، اعمش، ابان بن تغلب، اوزاعی اور ابو عوانہ وغیرہ نے بھی ان سے حدیث نقل کی ہے:

اوزاعی کہتا ہے: میں نے ان سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

نیز سفیان بن عیینہ کہتا ہے: کوفہ میں حکم اور حماد کی مانند کوئی نہ تھا۔

عجلی کے خیال کے مطابق، حکم ثقہ، قوی حافظہ کے مالک، دقت رکھنے والے، ابراہیم نخعی کے بزرگ اصحاب میں سے ایک فقیہ اور تابع سنت تھے۔

لیکن ہمارے عقیدہ کے مطابق، وہ مذموم، ضعیف اور بتری ہے؛ چنانچہ علامہ حلی کی خلاصۃ الاقوال، تحریر طاوسی اور دوسروں کی کتابوں میں بھی آیا ہے۔

۱۱۔ ابن ابی ملیکہ (متوی ۱۱۷ھ)

ماوردی عقد متعہ کے باب میں کہتے ہیں: ابن عباس، ابن ابی ملیکہ، ابن جریج اور (شیعہ) امامیہ سے متعہ کا جائز اور حلال ہونا وارد ہوا ہے۔[۱]

ابن ابی ملیکہ کون ہے؟

کہا گیا ہے کہ وہ عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ ہیں، خلافت امام علیؑ کے زمانے میں یا اس سے پہلے پیدا ہوئے اور ام سلمہ، عائشہ، ان کی بہن اسماء، ابن عباس اور عبد اللہ بن جعفر وغیرہ سے روایت نقل کی ہے۔

۱۔ حاوی کبیر، ج۱۱، ص۴۴۹

اسی طرح عطا اور ابن جریج وغیرہ نے ان سے حدیث نقل کی ہے۔ ابوزرعہ اور ابو حاتم نے ان کی توثیق کی ہے، صحاح ستہ میں بھی ان سے حدیث نقل ہوئی ہے۔[1]

ہمارا نظریہ: یہ ہے کہ وہ مجہول ہیں اور قاموس کے علاوہ رجالی کتابوں میں (فحص و جستجو کے بعد بھی) ان کے بارے میں کوئی مطلب نہیں ملا۔ ہاں بعض کتابوں نے انھیں عبد اللہ بن الزبیر کا موذن اور ان کی جانب سے قاضی بتایا ہے۔[2]

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص۸۸؛ طبقات الکبری، ج۵، ص۳۷۴؛ تاریخ کبیر بخاری، ج۵، ص۱۳۷

۲۔ البحر الحدائق، ابن نجیم، ج۳، ص۱۱۵؛ الغدیر، ج۶، ص۳۱۴

۱۲۔ زفر بن اوس بن حدثان مدنی

ابن نجیم نے یہ بات ان کی طرف منسوب کی ہے کہ وہ متعہ کے قائل تھے۔[۱]

زفر کون ہے؟

عسقلانی کہتے ہیں: زفر بن اوس بن حدثان نصری مدنی، مالک کے بھائی تھے اور ابی سنابل سے روایت کی ہے؛ نیز عبد اللہ بن عتبہ نے ان سے روایت کی ہے۔

عسقلانی کے قول کی بناپر: ابن مندہ اور ابو نعیم نے کتاب صحابہ میں انھیں یاد کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ انھوں نے پیغمبرؐ کا زمانہ پایا ہے، لیکن انھوں نے پیغمبرؐ سے کوئی روایت نقل کی ہو، یہ سننے

۱۔ تہذیب الکمال، ج۱۰، ص۳۱۰؛ قاموس الرجال، ج۱۱، ص ۵۸۳

میں نہیں آیا، وہ پیغمبرؐ کے ساتھ بھی نہیں تھے؛ نیز بخاری اور حاتم نے ان کا نام نہیں لیا ہے۔[1]

ہمارے خیال میں، وہ عامی ہیں۔ کلینیؒ ابطال عول[2] کے باب میں ان سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب ابن عباس نے عول کا

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۳، ص۲۸۲، شمارہ ۶۱۱؛ تقریب التہذیب، ج۱، ص۲۶۱، شمارہ ۷ ۴؛ تہذیب الکمال، ج۶، ص۳۰۵؛ میزان الاعتدال، ج۲، ص۷۱

۲۔ مترجم: ''عول'' ایک فقہی اصطلاح ہے جس کا استعمال باب ارث میں ہوتا ہے، جب میت کے ورثہ اس طرح ہوں کہ ترکہ سہام سے کم پڑ جائے؛ مثال کے طور پر میت کے وارث اس کی ایک بیٹی، اس کے باپ، ماں اور شوہر ہوں تو ترکہ تمام سہام کے لئے کافی نہ ہوگا یعنی ۱/۲ (لڑکی کا حصہ)، ۱/۴ (شوہر کا حصہ)، ۱/۶ (باپ کا حصہ) اور ۱/۶ (ماں کا حصہ) جو کل ملا کر ۱۳/۱۲ بنے گا جبکہ کل ۱۲/۱۲ ترکہ ہے۔ نتیجۃً اگر شوہر اور ماں باپ کو پورا پورا سہم دیا جائے تو لڑکی کے سہم پر ایک بٹا بارہ کا نقص وارد ہوگا؛ ایسی صورت میں اہلسنت عول کے قائل ہیں یعنی ان کا کہنا ہے کہ نقص تمام صاحبان سہام پر وارد ہوگا، لیکن شیعوں کی نظر میں یہ صحیح نہیں ہے۔

انکار کیا تو انھوں نے ان (ابن عباس) سے کہا: سب سے پہلے عول کا کس نے انکار کیا؟

کہا: عمر نے، اس وقت انھوں نے ان سے کہا: کس وجہ سے آپ حضرت عمر کے مقابلے میں اپنے نظریہ کا کتمان کر رہے ہیں؟ ابن عباس نے کہا: میں اس سے ڈرتا ہوں۔[1]

نوٹ: زفر بن ہذیل

قابل ذکر ہے کہ زفر بن اوس، زفر بن ہذیل عنبری کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے۔ وہ ابو حنیفہ کا شاگرد (بلکہ اس کا سب سے بڑا شاگرد) تھا۔ سن ایک سو دس میں پیدا ہوا اور سن ایک سو اٹھاون میں دنیا سے گذر گیا؛ اس کے بارے میں ایک اور چیز جو کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک عابد فقیہ ۔۔۔ تھا۔ ابن سعد کہتے ہیں: وہ حدیث میں ضعیف تھا اور اس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں تھی۔[2]

۱۔ کافی، ج ۷، ص ۷۹؛ قاموس الرجال، ج ۴، ص ۴۵۱

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۷۱؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۸، ص ۳۹

فصل دوم: متعہ تابعین وفقہاء کی نظر میں

زفر موصوف، عقد متعہ کے بارے میں خاص نظریہ رکھتا ہے اور اسے لازم جانتا ہے (چنانچہ ابن قدامہ، مرغینانی اور دوسروں نے بھی اس مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے)۔

۱۔ ابن قدامہ کہتے ہیں: زفر نے کہا: یہ شادی صحیح اور اس میں شرط باطل ہے۔[۱]

۲۔ مرغینانی بھی کہتے ہیں: زفر نے کہا: عقد موقت صحیح اور لازم ہے، نکاح کی مانند شروط فاسدہ کے ذریعے باطل نہیں ہوتا۔[۲]

لہٰذا متعہ کے بارے میں جو باتیں اس کی طرف منسوب کی گئیں وہ صحیح نہیں ہیں اور ہماری بعض روایتیں بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔[۳]

۱۔ المغنی، ج۶، ص ۶۴۴

۲ ۔الہدایہ، ج۱، ص ۱۹۰

۳ ۔وسائل الشیعہ، ج۲۱، ص ۱۴، ح۹؛ دیکھیے الہدایۃ فی شرح البدایۃ المبتدی، ج۱، ص ۱۹۰؛ شرح فتح القدیر، ج ۳، ص ۱۵۳؛ المحلی ابن حزم، ج۹، ص ۵۲۰

۱۳۔ طلحہ ابن مصرّف الیامی (متوفی ۱۱۲ھ)

ثعلبی کہتے ہیں: عیسی بن عمر نے طلحہ بن مصرّف سے نقل کیا ہے کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ (الی أجل مسمی)[1]

طلحہ ابن مصرّف کون ہے؟

ذہبی کہتے ہیں: طلحہ بن مصرّف امام، حافظ، قاری، مجوّد (فن تجوید کے ماہر) اور شیخ الاسلام تھے۔

عسقلانی بھی کہتے ہیں: انھیں قاریوں کا سردار کہا جاتا تھا؛ نیز عجلی کہتے ہیں: وہ عثمانی مذہب تھے اور تمام قراء کوفہ سے بہتر تھے۔

نیز ابن سعد کے قول کی بنا پر: وہ ثقہ تھے اور ان کے پاس اچھی اچھی روایتیں تھیں۔

۱۔ الکشف والبیان، ج ۳، ص ۲۸۶

ابن حبّان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔

قابل تذکر بات یہ ہے کہ ارباب صحاح ستہ نے اس کی حدیث نقل کی ہے؛ چنانچہ کہا گیا ہے کہ اسے قاریوں کا سردار اور اہل کوفہ کا سب سے اچھا قاری مانا جاتا تھا۔

اس کے باوجود اس آیت کو (الی أجل مسمی) ابن عباس اور دوسروں کی طرح قرائت کرتا تھا اور وہ بھی متعہ کو جائز ماننے والوں میں سے تھا۔[1]

لیکن ہمارے بعض بزرگوں کا نظریہ اس کے بارے میں منفی ہے۔[2]

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص۱۹۱؛ تہذیب التہذیب، ج۵، ص۲۴

۲۔ قاموس الرجال، ج۵، ص۵۷۷

۱۴۔ اہل مکہ اور یمن

الف) ابو عمرو (صاحب استیعاب) لکھتے ہیں: مکہ اور یمن میں رہنے والے ابن عباس کے اصحاب ابن عباس کی رائے کے مطابق متعہ کو حلال سمجھتے تھے۔[۱]

ب) قرطبیؒ نے لکھاہے: اہالی مکہ بہت متعہ کرتے تھے۔[۲]

۱۵۔ اہل بیت علیہم السلام اور تابعین

ابو حیان جواز متعہ کی حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اہل بیتؑ اور تابعین کی ایک جماعت جواز متعہ کی قائل ہے۔[۳]

۱۔ تفسیر قرطبیؒ، ج۵، ص ۱۳۳؛ فتح الباری، ج۹، ص ۱۷۳

۲۔ الجامع الاحکام القرآن، ج۵، ص۸۷

۳۔ تفسیر بحر المحیط، ج۵، ص۸۷

دوسروں کے ناموں کا ایک صفحہ

علامہ امینیؒ نے صحابہ اور تابعین میں سے ان افراد کے نام ذکر کیے ہیں جو متعہ کے حلال ہونے کے قائل تھے؛ جیسے عبد اللہ بن عمر اور خالد بن مہاجر وغیرہ۔۔۔۔[1]

لیکن خالد بن مہاجر کی نسبت، گویا مسلم کی حدیث (کہ جس کو ہم نے ابن عباس کی فصل میں بیان کیا ہے) کی طرف اشارہ کیا ہے۔

نیز مہاجر، ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان ہوئی حجت تکرار کے واقعہ کو نقل کرنے والا تھا، نہ یہ کہ وہ خود متعہ کا قائل رہا ہو۔ ابن عمر[2] سے بھی جواز متعہ کے خلاف کچھ باتیں ملی ہیں؛ (جیسا کہ چند صفحہ پہلے ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور آخری فصل میں بھی ہم چند باتیں عرض کریں گے)۔

۱۔ الغدیر، ج۶، ص۲۲۲

۲۔ مسند احمد، ج۲، ص۹۵

اسی طرح شیخ مفیدؒ نے اپنی دو کتابوں میں کتاب ''الاقضیہ'' کی نقل کے مطابق منجملہ صفوان اور یعلی اولاد امیہ کے ان لوگوں کا نام ذکر کیا ہے جو متعہ کے جائز ہونے کے قائل تھے۔[1]

رہا ''یعلی بن امیہ'' تو اس کی ماں منیہ تھی، وہ تمیمی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا، قریش کا ہم پیمان، صحابی اور نجران میں حضرت عمر کے کارندوں میں سے تھا۔[2]

اور صفوان، امیہ بن خلف کا بیٹا، ابو وہب جمحی ہے؛ وہ بھی صحابہ میں سے تھا۔[3]

۱۔ المسائل الصاغانیہ، ص۳۶؛ الاعلام، ص۳۶؛ سلسلۃ مولفات شیخ مفید، تاریخ کبیر بخاری، ج۸، ص۴۴، وج۴، ص۳۰۴

۲۔ التاریخ الکبیر، بخاری، ج۸، ص۴۱۴

۳۔ التاریخ الکبیر، بخاری، ج۴، ص۳۰۴

فصل سوم

چند نکات اور چند شبہے

۱. کیا متعہ کے ماننے والے، اس کے نسخ سے آگاہ نہیں تھے؟
۲. کیا متعہ سے منع کرنا ایک حکومتی امر تھا؟
۳. کیا حضرت عمر نے نسخ کا دعویٰ کیا ہے؟
۴. کیا فقہائے اہل سنت کے الفاظ جواز پر دلالت کرتے ہیں؟
۵. کیا متعہ کا حرام ہونا اجماعی ہے؟
۶. روایات تحریم میں آشفتگی
۷. متعارض روایات میں اشکال
۸. جواب سے عاجز رہ جانے والے شخص کا آخری حربہ
۹. متعہ سے متعلق لکھی گئی کتابیں

۱۔ کیا متعہ کے ماننے والے، اس کے نسخ سے آگاہ نہیں تھے؟

بعض نے آنکھ بند کرکے اصحاب کی ایک جماعت کے نظریے کو جو حضرت عمر کے برخلاف متعہ کو جائز مانتے تھے، ان کے نسخ سے مطلع نہ ہونے پر محمول کیا ہے۔

شوکانی کہتے ہیں: جابر کی حدیث کے بارے میں یوں جواب دیا جانا چاہیے کہ: انھیں نسخ کی اطلاع نہیں ہوئی تھی اور دیگر صحابہ کا بھی یہی حال رہا ہے۔۔۔۔

یہ جواب اگرچہ کہ کچھ حجتی سے خالی نہیں ہے، لیکن پھر بھی ہم یہ کہیں گے کہ چونکہ حدیث سبرہ، صحیح اور صریح ہے اور تمام حالات میں ابدی حرمت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

اس لئے، ہم ان تمام باتوں کو جو شارع کی جانب سے ہم تک پہنچی ہیں تعبداً مان لیں گے، اس روایت کی رو سے ہم ابدی حرمت کو تسلیم کرلیں گے اور چند صحابہ کی مخالفت حدیث کی حجیت کا ازالہ

نہیں کر سکتی اور نہ ہی حدیث پر عمل کرنے سے کوئی عذر پیش کر سکتی ہے۔[1]

پہلی بات تو یہ کہ خود شوکانی اعتراف کرتے ہیں کہ یہ جواب زیادتی، کٹھ حجتی اور بے دلیل ہے، اس لئے اس کو نہیں مانا جائے گا۔

یہ بات نہ کہی جائے کہ: بعض صحابہ کے صریح نص سے مخالفت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اپنے اعقیدہ سے دست بردار ہوگئے ہیں۔ اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے: کوئی صریح نص موجود نہیں ہے، بلکہ سب سے اہم نص، حدیث سبرہ ہے، جس کے اشکالات کو ہم آگے بیان کریں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تعجب یہ ہے کہ جابر، ابو سعید، امام علیؑ اور ابن عباس شارع کی جانب سے پہنچنے والی بات کو نہیں مانتے اور شوکانی اس بات کو مانتے ہیں!

۱۔ نیل الاوطار، ج٦، ص١٣٦

تیسری بات یہ ہے کہ شوکانی صراحت کے ساتھ کہتے ہیں:
صحابہ کی ایک جماعت متعہ کے حرام ہونے کے نظریہ کی مخالف ہے اور اسے حلال سمجھتی ہے، لیکن وہ اس کے باوجود ان حدیثوں کا ذکر نہیں کرتے جنھیں وہ خود صحیح سمجھتے ہیں، اگرچہ کہ وہ حدیثیں دوسری حدیثوں اور صحابہ کی ایک جماعت کے اقوال (جو متعہ کے جائز ہونے کو پیغمبرؐ کے قول یا ان کی تقریر کی طرف منسوب کرتے ہیں) کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔

اور پھر یہ کہ: جو شخص ان صحابہ کے احوال کو دقت سے دیکھتا ہے، غور و فکر کرتا ہے اور ان کی علمی و اجتماعی منزلت کو پہچانتا ہے، جب شوکانی کے کلام (جو انھوں نے یہ کہا ہے کہ انھیں نسخ کی اطلاع نہ ہو سکی تھی) کو دیکھتا ہے تو وہ شوکانی اور ان کے مثل عقیدہ رکھنے والوں پر متحیر و متعجب ہوتا ہے اور حیرت سے انگشت بہ دندان ہو جاتا ہے۔

جبکہ صحابہ میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو مدینہ کے مفتی اور شرعی احکام کے مرجع تھے، ان میں سے بعض قرآن کو جمع کرنے

والے اور کاتب وحی بھی تھے، کچھ لوگ کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ سے بہت آگاہ تھے اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو امت کے عالم اور زمانے کے فقیہ تھے اور کسی مسئلے میں اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتے تھے اور اس کو پیغمبرؐ کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے، جب تک کہ تیس صحابہ سے پوچھ نہیں لیتے تھے۔

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے اس مقام و منزلت کے باوجود نسخ سے مطلع نہ ہوئے ہوں اور اپنی عمر کے آخر تک متعہ کو جائز اور حلال ماننے پر اصرار کرتے رہ گئے ہوں؟

چند تابعین بھی ایسے ہیں جن کی عظمت میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کیا جا سکتا، اور وہ اپنی اس عظمت کے باوجود متعہ کے حلال ہونے کا فتوا دیتے تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے؛ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے انسان کو متعہ کے حرام ہونے کے قول کے بارے میں صرف شک ہی نہیں بلکہ یقین ہو جاتا ہے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب کا ذاتی نظریہ اور اجتہاد تھا (آگے ملاحظہ کریں گے)۔

یہاں رازی کے کلام کا نقل کرنا کافی ہو گا جہاں وہ کہتے ہیں:

''تیسری دلیل: وہ روایت ہے کہ حضرت عمر نے فراز منبر پر کہا: پیغمبرؐ خدا کے زمانے میں دو متعے؛ ایک متعہ حج اور ایک متعہ نکاح، مشروع اور حلال تھے؛ تو میں ان دونوں سے نہی کرتا ہوں۔ اس قول سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ متعۂ نکاح پیغمبرؐ کے زمانے میں تھا اور خلیفہ کا قول کہ ''میں ان دونوں سے نہی کر رہا ہوں'' اس بات کی دلیل ہے کہ پیغمبرؐ نے اس سے ممانعت نہیں فرمائی، بلکہ حضرت عمر نے اسے منسوخ کیا ہے۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی تو ہم کہیں گے: یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متعہ عصر پیغمبرؐ میں حلال تھا اور پیغمبرؐ نے اسے منسوخ نہیں کیا ہے بلکہ نسخ عمر کے علاوہ کوئی ناسخ نہیں ہے۔

لہٰذا لازم ہے کہ منسوخ نہ ہو، کیونکہ پیغمبرؐ کے زمانے میں ایسا کچھ ثابت نہیں ہوا، نہ پیغمبرؐ نے اسکو منسوخ کیا، پس حضرت عمر کے ذریعے منسوخ نہ ہوگا۔ یہ وہ استدلال ہے جس کے ذریعے عمران بن حصین نے دلیل پیش کی ہے، وہ کہتے ہیں: خداوند نے متعہ کے بارے میں ایک آیت نازل کی اور اسکو دوسری آیت کے ذریعے

منسوخ نہیں کیا؛ ہمارے پیغمبرؐ نے بھی متعہ کا حکم دیا اور ہمیں اس سے نہی نہیں فرمائی۔ اس شخص نے تو خود اپنی رائے سے وہ بات کہی جو بتائی جا چکی ہے![1]

اس محکم استدلال کا ضعیف جواب دیا گیا، لیکن یہ مضبوط اور مستحکم دلیل ہے جس سے کمزور رد تعارض نہیں کر سکتی۔

اسی طرح رازی نے کہا ہے: اگر ناسخ ہوتا تو یا متواتر احادیث کے ذریعے مشخص و معلوم ہوتا یا خبر واحد کے ذریعے، اگر اخبار متواترہ کے ذریعے مشخص و معلوم ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ، عبد اللہ بن عباس اور عمران بن حصین اس چیز کا انکار کرتے جو دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تواتر کے ساتھ ثابت ہو! یہ قول ان کی تکفیر کا باعث بنتا اس لئے یقینا یہ باطل ہے۔[2]

نتیجہ: جابر بن عبد اللہ، ابو سعید، عبد اللہ بن مسعود، ابن عباس، عمران بن حصین، دیگر سر شناس صحابہ اور وہ لوگ جنھوں نے

۱۔ تفسیر کبیر، ج۱۰، ص۵۳

۲۔ تفسیر کبیر، ج۱۰، ص۵۲

پیغمبرؐ سے بہت سی احادیث نقل کی ہیں، متعہ کے جائز ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور صحابہ کا عمل بھی یہی رہا ہے۔ پس وہ لوگ متعہ اور اس کے جائز ہونے کو تمام صحابہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، نہ کہ بعض کی طرف۔

رہی ''تحریم متعہ'' کی حدیث جسے محققین اہلسنت کی ایک جماعت نے پسند کیا ہے، تو وہ حدیث سبرہ ہے جو فتح مکہ کے دن متعہ کے حرام ہونے کو نقل کر رہی ہے۔

(جواباً) یہ کہا جائے گا کہ اس مجہول شخص (سبرہ) کی اتنے سارے سرشناس راویوں کے سامنے کیا بساط ہے، جس کے بارے میں ایک یا دو حدیث نقل کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملا۔

اسعد وحید فلسطینی کہتے ہیں:

''۔۔۔ لیکن خلیفۂ دوم کے بعض معاصرین اور ان کے بعد چند سادہ لوح محدثین جب عقد متعہ سے خلیفہ کی جانب سے ہونے والی ممانعت کی علت تراشی نہ کر سکے تو انھوں نے یہ بات ماننے سے اجتناب کیا کہ حضرت عمر نے حلال خدا کو حرام کیا ہے اور توجیہ کے

لئے اٹھ کھڑے ہوئے؛ خلیفہ دوم کا دفاع کرنے اور متعہ کے حرام قرار دینے کا طریقہ ڈھونڈنے پر مجبور ہوئے، لیکن ان کے پاس متعہ کے مباح ہونے کے بعد پیغمبرؐ کی جانب سے منسوخ کیے جانے کے دعویٰ کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا، اس طرح وہ اپنی ہی بات میں الجھتے چلے گئے اور ان کے بیانات اسقدر آشفتہ اور مضطرب ہو گئے۔

۲۔ متعہ سے منع کرنا ایک حکومتی امر تھا یا۔۔۔؟

واضح ہے کہ متعہ سے منع کرنا ایک حکومتی امر تھا جو خلیفہ (عمر) کی جانب سے صادر ہوا تھا، ہمارے پاس شواہد موجود ہیں کہ یہ ممانعت پیغمبرؐ کی نہی یا حکم کے منسوخ ہونے کی وجہ سے نہ تھی، بلکہ رسول خدا کی وفات کے بعد بھی متعہ کے جواز کا حکم باقی اور جاری تھا، مسلمان حضرت عمر کی حکومت میں بھی ایک مدت تک اس پر عمل کرتے رہے، پھر خلیفہ نے اپنے نظریہ و اجتہاد کی بنا پر اس سے منع کیا، نہ یہ کی پیغمبرؐ کی طرف سے کوئی نہی صادر ہوئی ہو۔

فصل سوم: چند نکات اور چند شبہے

ہمارے پاس چند دلیلیں موجود ہیں جن کی طرف اب ہم اشارہ کریں گے۔

پہلا شاہد: اپنے والد کے عہد میں ابن عمر کی تاکید:

چند نصوص موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عمر متعہ کے جائز ماننے والوں کو دھمکاتے تھے اور انھیں تذکر دیتے تھے جس کے باعث ان کے والد کے زمانے میں انھیں بولنے اور اس (متعہ کے جائز) کے بارے میں کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ تو اگر (متعہ کا) حرام اور منسوخ ہونا پیغمبرؐ کے زمانے میں رو نما ہوتا تو ابن عمر(اسی وقت تاکید کرتے) اپنے باپ کے زمانے میں تاکید نہ کرتے۔

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبرؐ احکام خداوندی کو جاری کرنے اور افراد سے مواخذہ کرنے میں سنجیدہ نہیں تھے؟!

۱۔ عبد الرزاق، معمر سے، وہ زہری سے اور وہ سالم سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عمر سے کہا گیا: ابن عباس متعۃ النساء کو جائز مانتے

ہیں، تو انھوں نے کہا: مجھے نہیں لگتا کہ ابن عباس کا کوئی ایسا نظریہ ہو، لوگوں نے کہا: خدا کی قسم ایسا ہی ہے۔ انھوں نے کہا: لیکن خدا کی قسم وہ حضرت عمر کے زمانے میں ایسا کہنے کی جرأت نہیں کرتے تھے، اگر حضرت عمر ہوتے تو انھیں کڑی سزا دیتے، میں متعہ کو بے عفتی سمجھتا ہوں۔[۱]

۲۔ نافع کہتے ہیں: ابن عمر سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے جواب دیا: حرام ہے۔ تو لوگوں نے کہا: ابن عباس اس کے حلال ہونے کا فتوا دیتے ہیں۔ کہا: حضرت عمر کے زمانے میں کیوں دم دبا کے بیٹھے تھے؟![۲]

لہٰذا پیغمبرؐ کی جانب سے نہی صادر نہیں ہوئی، بلکہ نہی خلیفہ کی جانب سے تھی ورنہ عہد عمر میں ابن عمر کا اصرار بے معنی تھا۔

البتہ صحابہ حضرت عمر کے تازیانہ کے خوف سے ان کے اجتہاد کے برخلاف اپنے نظریہ کے اظہار کی جرأت نہیں کرتے تھے، جس

۱۔ مصنف عبد الرزاق، ج ۷، ص ۵۰۲

۲۔ مصنّف ابن ابی شیبہ، ج ۳، ص ۳۹۰، ح ۸، نکاح المتعہ

طرح ابوہریرہ اور دوسرے لوگ حضرت عمر کے زمانے میں نقل حدیث سے ڈرتے تھے۔ وہ کہتا ہے: ہم نہیں کہہ سکتے تھے: ''رسول خدا نے فرمایا'' یہاں تک کہ حضرت عمر دنیا سے چلے گئے؛ کیونکہ ہم ان کے تازیانہ سے ڈرتے تھے۔[1]

ایک دوسرے مقام پر کہتا ہے: میں وہ حدیثیں بیان کرتا ہوں جنھیں اگر میں حضرت عمر کے زمانے میں بتاتا تو وہ میرا سر پھوڑ دیتے۔[2]

ذہبی کا حاشیہ:

ذہبی نے ابو ہریرہ کے کلام پر ایک حاشیہ لگایا ہے اور وہاں کہتے ہیں: ہاں، حضرت عمر ایسے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبرؐ سے حدیث کم نقل کرو۔ وہ بہت سے صحابہ کو نقل حدیث سے باز رکھتے تھے، یہ

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۶۰۲؛ تاریخ دمشق، ج ۱۹، ص ۱۱۷

۲۔ حوالہ سابق

حضرت عمر اور دوسروں کا نظریہ تھا۔ خدا کی قسم! حضرت عمر کی حکومت میں نقل حدیث سے ممانعت ہوئی، جبکہ محدثین اور ناقلین حدیث سچے اور عادل تھے، ان کی حدیث بلاواسطہ پیغمبرؐ سے تھی، لیکن پھر بھی انھیں باز رکھا جاتا۔[1]

لہٰذا، قابل غور بات یہ ہے کہ متعہ سے منع کرنا، حضرت عمر بن خطاب کا نظریہ اور اجتہاد تھا، جس طرح سے حدیث سے منع کرنا بھی انہی سے مختص روش تھی، نہ کہ پیغمبرؐ اور شرع انور کی روش۔ کیونکہ خلیفہ اس شخص کو بھی منع کرتے جو سچا اور عادل ہو، یہاں تک کہ بلاواسطہ پیغمبرؐ سے حدیث سنی ہو۔ پس عقد متعہ سے منع کرنا (اگر اس کی نسبت دینا خلیفہ کی جانب صحیح ہو تو یہ) خلیفہ دوم کا خاص عقیدہ تھا۔

۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ٦٠٢

دوسرا شاہد: جابرؓ کی تصریح:

جابر بن عبد اللہ انصاری تصریح کرتے ہیں کہ عصر پیغمبرؐ و ابوبکر میں متعہ سے ممانعت نہیں تھی، بلکہ ایسا حکم حضرت عمر کے زمانے میں حضرت عمر کے ذریعے صادر ہوا۔ جابر کہتے ہیں: ہم پیغمبرؐ اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں متعہ کرتے تھے، لیکن جب حضرت عمر کی خلافت کا وقت آیا تو انھوں نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا: یہ خدا کے فرستادہ پیغمبرؐ ہیں اور یہ قرآن ہے۔ پیغمبرؐ کے زمانے میں دو متعہ تھے، میں ان دونوں سے نہی کرتا ہوں، تو جو کوئی اس کا مرتکب ہوگا میں اسے سزا دوں گا؛ ایک ''متعۃ النساء'' ہے، پس اگر مجھے کوئی ایسا شخص ملا جس نے معین مدت کے لئے شادی کی ہو، تو اسکو سنگسار کردوں گا اور دوسرا ''متعہ حج'' ہے جو حج و

عمرہ کے درمیان فاصلہ ڈالتا ہے، اس صورت میں تمھارا حج و عمرہ تمام اور کامل ہوگا۔[1]

مسلم نے اپنی صحیح میں ایک دوسری شکل میں ہمام سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

یہ عبارت کہ ''میں سنگسار کروں گا'' اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمر متعہ کرنے والے شخص پر زنا کی حد جاری کریں گے، جبکہ کسی بھی اہلسنت (عالم) نے ایسا فتوا نہیں دیا ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ

۱۔السنن الکبری، ج۷، ص۳۳۵؛ احکام القرآن جصاص،، ج۲، ص۱۵۲؛ المغنی، ج۷، ص۵۷۱؛ الشرح الکبیر، ج۷،، ص۵۳۷؛ الدرّ المنصور، ج۲، ص۱۴۰؛ المحاضرات، ج۲، ص۹۴؛ تاریخ المدینہ، ج۲، ص۷۲۰؛ مسند احمد، ج۱، ص۵۲، منتخب کنز العمال، ج۶، ص۴۰۴

جو بات کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس کی تادیب کی جائے گی، نہ یہ کہ اس پر زنا کی حد[1] جاری ہو گی۔

جزیری کہتے ہیں: متعہ انجام دینے والے کو سزا دی جائے گی، لیکن اس پر (زنا کی) حد جاری نہیں کی جائے؛ کیونکہ متعہ کے جواز کا احتمال پایا جاتا ہے۔[2]

تیسرا شاہد: عمران بن سوادہ کا قول:

طبری نے اپنی سند سے عمران بن سوادہ سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے کہا: ہم نے صبح کی نماز عمر کے ساتھ پڑھی اور عمر نے سورہ اسراء اور اس کے ساتھ ایک دوسرا سورہ پڑھا، پھر منصرف

۱۔ مترجم: حد زنا وہ سزا ہے جو شریعت نے زنا کرنے والے کے لئے مقرر کی ہے اور غیر زانی یا اس شخص کو یہ سزا دینا حرام ہے جس کا جرمِ زنا شریعت کی رو سے ثابت نہ ہو۔

۲۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ج ۴، ص ۹۲؛ شرح زرقانی، ج ۳، ص ۱۵۵

ہوا میں اس کے ساتھ اٹھا۔ اس نے میری طرف رخ کرکے کہا: کیا مجھ سے کوئی کام ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: پس میرے ساتھ آؤ۔ جب گھر میں داخل ہوا، تخت پر اس حال میں چڑھا کہ اس پر کچھ نہ تھا۔ میں نے کہا: میں ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں، اس نے کہا: صبح و شام نصیحت کرنے والے (خیر خواہ) کا خیر مقدم ہے، میں نے کہا: تم پر امت چار طرح کا اعتراض کرتی ہے۔

عمر نے اپنا تازیانہ اٹھا کر اس کا ایک سرا اپنی ٹھڈی پر اور دوسرا سرا اپنی ران پر رکھا اور کہا: آگے کہو!

میں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ تم نے:

حج کے مہینوں میں عمرہ کو حرام کر رکھا ہے جبکہ پیغمبرؐ اور ابو بکر نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے، بلکہ یہ کام تو حلال ہے۔۔۔

تم نے متعۃ النساء کو حرام گردانا، جبکہ خداوند نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ ہم ایک مشت (کھجور وغیرہ) کے ذریعے متعہ کرتے تھے اور تین مشت (کھجور وغیرہ) کے ذریعے جدا ہو جاتے تھے۔

فصل سوم: چند نکات اور چند شبہے

عمر نے کہا: رسول خداؐ نے ضرورت و اضطرار کے وقت میں اسے حلال سمجھا، لیکن اب لوگ آسایش و استطاعت کی منزل تک پہنچ چکے ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ اب کوئی ایسا مسلمان ہوگا جو اس پر عمل کرتا ہو اور متعہ کی طرف لوٹ گیا ہو۔ اب ہر شخص ایک مشت (کھجور وغیرہ) کے ذریعے نکاح (دائم) کر سکتا ہے اور تین مشت کے ذریعے اسے طلاق بھی دے سکتا ہے (اور اب ہر مسلمان متعہ سے دست بردار ہو گیا ہے)۔[1]

۱۔ تاریخ طبری، ج۲، ص۵۷۹؛ حوادث سال ۲۳ ھ۔ (دار الکتب العلمیہ بیروت)، شرح ابن ابی الحدید، ج۱۲، ص۱۲۱؛ قاموس الرجال، ج۸، ص۲۴۴، شمارہ ۵۶۸۰، قوشجی اشعری (متوفی ۸۷۹ھ) شرح تجرید مبحث امامت میں کہتے ہیں: عمر نے منبر سے کہا: رسول خداؐ کے زمانے میں تین چیزیں تھیں، میں ان سے نہی کرتا ہوں، حرام سمجھتا ہوں اور ان (کے مرتکبین) کو سزا دوں گا؛ ایک متعۃ النساء ہے، دوسرے متعہ حج (حج تمتع) اور تیسرے "حی علی خیر العمل" کا کہنا ہے۔

یہ نص صراحت رکھتی ہے کہ یہ ممانعت حضرت عمر کے نظریہ اور اجتہاد کی بنا پر تھی، لوگ متعہ سے نہی کے سنت پیغمبرؐ کے مخالف ہونے کی وجہ سے، اس پر اعتراض کرتے تھے لیکن تازیانہ اور شکنجہ کے خوف کے باعث اس کا مقابلہ نہیں کر پاتے تھے۔

خلیفہ کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں اس بات کا اقرار ہے کہ پیغمبرؐ کے زمانے میں نسخ صادر نہیں ہوا ہے، بلکہ انھوں نے اجتہاد کیا ہے اور متعہ کو اپنے نظریہ اور اجتہاد کی بنا پر، اس استدلال کے ساتھ کہ متعہ معیشت میں لوگوں کی تنگدستی، فقر اور مالی ناتوانی کے سبب تھا، لیکن اب لوگ مالی وسعت اور فراخی کی حالت میں

پھر (قوشجی نے) ان (عمر) کا اس طرح دفاع کیا؛ عمر کی یہ بات عیب و شماتت کا باعث نہیں ہے، کیونکہ اجتہادی مسائل میں مجتہد کا اوروں سے مخالفت کرنا بدعت نہیں ہے۔ (حضرت عمر کا پیغمبرؐ کی مخالفت کرنا اجتہاد ہے، نہ کہ بدعت!
(مترجم: اگر اجتہاد یہی ہے تو ایسا اجتہاد اسلام اور مسلمانوں کے کس کام کا؟)
شرح تجرید، ص ۴۸۴، ہاں! پڑھیے، ہنسیے اور قوشجی ہے اس حاشیہ پر گریہ کیجیے!

ہیں اور اب اس (متعہ) پر اقدام نہیں کرتے، اس لئے (متعہ کو) حرام کر دیا۔

گویا خلیفہ کو لوگوں کی مالی وسعت و توانائی کے باوجود (عصر رسول خداؐ میں) متعہ کے وجود کا علم نہ تھا۔[1]

کتنی حیرت کی بات ہے کہ ہمیں یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جو بھی متعہ کرتا اسے چاہیے تھا کہ وہ خلیفہ کو اس سے آگاہ کرتا (تاکہ خلیفہ کی لاعلمی برطرف ہوتی) خاص کر ان کی خلافت سے قبل۔ اور کیا خلیفہ کی لاعلمی متعہ کی حرمت کی دلیل ہے؟

چوتھا شاہد: امام علیؑ کی تصریح:

ابن جریج کہتے ہیں: میں جس شخص کی تصدیق کرتا ہوں، اس نے مجھے خبر دی کہ حضرت علیؑ نے کوفہ میں کہا: اگر عمر لوگوں

۱۔ مترجم: لہٰذا اپنی لاعلمی کی بنا پر اجتہاد میں خطا کی ہے۔

کو ایسی رائے اور نظریہ نہ بتاتے اور میں بھی انھیں متعہ کا حکم دیتا تو سوائے بد بخت و شقی انسان کے کوئی زنا کا مرتکب نہ ہوتا۔[1]

پانچواں شاہد: مولفین اور بزرگوں کی تصریح:

۱۔ راغب کہتے ہیں: ایک شخص نے متعہ کیا، اس سے کہا گیا: کس نے کہا کہ حلال ہے اور اس کی اجازت (کس نے) دی ہے؟ جواب دیا: حضرت عمر نے۔ لوگوں نے کہا: ایسا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ خود حضرت عمر نے اس سے منع کیا ہے اور اس کے انجام دینے والے کو سزا بھی دیتے ہیں؟!

اس نے کہا: کیونکہ حضرت عمر نے کہا ہے: پیغمبرؐ کے زمانے میں دو متعہ حلال تھے؛ متعۂ حج اور متعۃ النساء اور میں نے ان دونوں کو حرام کیا ہے، تو جو بھی انجام دے گا اسے سزا دوں گا، لہٰذا میں متعہ

۱۔ مصنّف عبد الرزاق، ج۷، ص۵۰۰، ح۱۴۰۲۹؛ اسی کی مانند ایک حدیث ابن عباس سے وارد ہوئی ہے، تاریخ المدینہ، ج۲، ص۷۲۰

کی مشروعیت اور اس کے جائز ہونے پر حضرت عمر کی روایت کو مانتا ہوں اور متعہ سے ممانعت خود ان کی جانب سے تھی لہٰذا اسے نہیں مانتا۔[1]

ب۔ قلقشندی کہتے ہیں: وہ (عمر بن خطاب) پہلے شخص ہیں جنھوں نے متعۃ النساء کو حرام سمجھا اور متعہ یہ ہے کہ کسی عورت کے ساتھ معین وقت تک کے لئے معین مال کے ذریعے شادی کی جائے؛ یہ ان (عمر) سے پہلے مباح تھا۔[2]

۱۔ محاضرات الادباء، ج۲، ص۲۱۴، اور دوسری روایت کے مطابق: یحییٰ بن اکثم نے بصرہ میں ایک شخص سے کہا: متعہ کے جواز اور نکاح موقت کے بارے میں کس کی پیروی کرتے ہو؟ اس نے کہا: حضرت عمر کی۔ محاضرات الادباء، ج۲، ص۹۴

۲۔ مآثر الاناقة فی معالم الخلافة، ج۳، ص۳۳۸، مع تحقیق عبد الستار احمد فراج، (مؤسسہ زیر نظر وزارت ارشاد کویت) شمارہ ۱۳، (۱۹۶۴م)

لیکن شبلی کہتے ہیں: سب سے پہلے جس نے متعہ سے ممانعت کی وہ معاویہ تھے، ابن عباس سے، ابن شیبہ اور ابو عروہ سے یہ مطلب نقل کرتے ہیں (رسول

۳۔ سیوطی نے عسکری (ابوحلال) کے حوالے سے ذکر کیا ہے: حضرت عمر بن خطاب وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے متعہ کو حرام گردانا۔[۱]

خدا[۲]، ابوبکر، عمر، عثمان اور علیؑ متعہ کرتے تھے اور معاویہ نے پہلی بار اس سے نہی کی) محاسن الوسائل فی معرفۃ الاوائل، ۲۸۸، شبلی دمشقی، مع تحقیق ڈاکٹر محمد تونجی، دار النفائس طباعت اولیٰ، ۱۴۱۲ھ۔/۱۹۹۲م۔

مولف: ہو سکتا ہے سہو القلم ہو یا طباعت کی غلطی ہو، کیونکہ معاویہ متعہ کو جائز مانتا تھا (جیسا کہ ابن حزم نے محلّی میں اور دوسروں نے بھی تصریح کی ہے)۔ محلّی، ج۹، ۵۱۹، شرح زرقانی، ج۳، ص ۱۵۴

۱۔تاریخ الخلفاء، اور عسکری سے مراد عبد اللہ ابن سہل (ابوہلال بغوی) کتاب ''الاوائل'' کے مصنف ہیں جس کو ۳۹۵ھ میں لکھا۔ کشف الظنون، ج۱، ص۱۹۹

اسعد وحید قاسم فلسطینی کہتے ہیں:

نصوص میں پائی جانے والی تمام صراحت کے باوجود جو متعہ کی مشروعیت کو ثابت کرتی ہے اور دوسری جانب یہ کہ پیغمبرؐ کی طرف سے کوئی نہی بھی وارد نہیں ہوئی؛ خلیفہ کی نہی تک اس (متعہ) کے جواز پر یقین کو مد نظر رکھتے ہوئے اس گرہ کو کھولنے کا کوئی چارہ نہیں، سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ خلیفہ نے اپنی رائے سے کسی مصلحت کی بنا پر جو انھیں سمجھ میں آ رہی تھی حکم مدنی کے عنوان سے متعہ سے منع کیا ہے، نہ کہ حکم دینی کے عنوان سے۔۔۔

پس یہ کہا جائے گا کہ ان کا مقصود منع زمانی اور حرمت مدنی رہا ہوگا نہ کہ (حرمت و منع) دینی۔[1]

۱۔ حقیقۃ الشیعۃ الاثنی عشریہ، ص ۱۳۰، طباعت اولیٰ، ۱۴۱۲ھ

مولف: بعض روایات سے سمجھ میں آتا ہے کہ خلیفہ نے متعہ کو حرام نہیں کیا ہے، بلکہ اس سے منع اور نہی کی ہے جیسا کہ فضل کہتے ہیں: میں نے امام

۳۔ کیا حضرت عمر نے نسخ کا دعویٰ کیا ہے؟

الف: حضرت عمر بن خطاب نے حکم کے منسوخ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے، کیونکہ وہ کہتے ہیں: میں ان دونوں (متعہ) سے نہی کر رہا ہوں، بلکہ ان کا یہ کہنا صراحت رکھتا ہے کہ وہ متعہ سے نہی کو پیغمبرؐ سے منسوب نہیں کر رہے ہیں۔ پس اگر نسخ ہوتا تو مناسب تھا کہ اس کو پیغمبرؐ سے منسوب کرتے۔

ب۔ صحابہ نے بھی خلیفہ کی نہی کو "نسخ" کے طور پر نہیں مانا ہے جس پر شاہد حضرت علیؑ کی حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا: اگر عمر متعہ سے نہی نہ کرتے تو شقی و بدبخت کے سوا کوئی زنا نہ کرتا۔[1]

صادقؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: عمر کو خبر ملی کہ عراق کے لوگ سوچتے ہیں کہ عمر نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے تو کسی کو بھیجا اور کہا: ان سے کہو میں نے (متعہ کو) حرام نہیں کیا ہے؛ عمر حلال خدا کو حرام نہیں کر سکتا بلکہ عمر نے اس سے نہی کیا ہے۔

۱۔ جامع البیان طبری، ج۵، ص ۱۳

اور دوسرا شاہد، عمران بن حصین کا قول ہے جس میں کہتے ہیں: خداوند نے متعہ کے بارے میں ایک آیت نازل کی اور اس کو دوسری آیت سے منسوخ نہیں کیا اور پیغمبرؐ نے بھی ہمیں متعہ کا حکم دیا اور ہمیں اس سے منع نہیں کیا، یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنی رائے سے ایسا کہا۔[1]

لہٰذا خلیفہ نے اپنی رائے سے نص صریح کے مقابلے میں اجتہاد کیا ہے اور یہ (اجتہاد) مردود ہے۔

ج: بالفرض اگر ہم حضرت عمر کے قول کو ایک روایت مان لیں تو ایسی صورت میں (جواز متعہ کے منسوخ نہ ہونے سے متعلق) صحابہ سے منقول احادیث کے ساتھ اس کا تعارض ہوگا اور نتیجۃً تساقط ہوگا۔ ایسی حالت میں اصل اولی (جوکہ اباحہ ہے) کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

۱۔ تفسیر کبیر، ج ۳، بخاری، ج ۳، ص ۱۰۴

د: خبر واحد کے ذریعے نسخ ثابت نہیں ہوتا (جیسا کہ بعض علمائے اہل سنت نے بھی اس کی تصریح کی ہے)، اور حضرت عمر کا پیغمبرؐ کی جانب سے صدور نسخ کا مدعی ہونا خبر واحد سے بڑھ کر نہیں ہے۔

خلاف کہتے ہیں: قرآن و سنت متواتر کی نص، سنت غیر متواتر یا قیاس سے منسوخ نہیں ہوتی؛ کیونکہ قوی ضعیف کے ذریعے منسوخ نہیں ہوتا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قرآن یا سنت میں موجود کوئی بھی شرعی حکم پیغمبرؐ کی وفات کے بعد منسوخ نہیں ہوگا، کیونکہ پیغمبر کی وفات کے بعد نص وارد ہونے کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور احکام مستقر ہو چکے ہیں۔ پس ممکن نہیں ہے کہ نص، قیاس و اجتہاد کے ذریعے منسوخ ہو۔[1]

۱۔اصول الفقہ، ص۲۲۸، عبد الوہاب خلاف، حاشیہ بنانی بر متن جمع الجوامع، ص۸۷

ہ۔ اگر متعہ کا حکم منسوخ ہو گیا تھا تو حضرت عمر بن خطاب کے علاوہ صحابہ میں سے کسی اور کو اس کی اطلاع کیوں نہیں ہوئی، جبکہ یہ مسئلہ اہمیت رکھتا ہے اور نکاح و زنا کی سرحد مقرر کرتا ہے۔

۴۔ فقہائے اہل سنت اور ان کے مفسرین کے الفاظ

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ صحابہ اور تابعین (جو مذاہب کے پیشوا اور شیوخِ اصحاب ہیں اور انھیں میں سے صاحبان صحاح و سنن بھی ہیں) کی ایک جماعت متعہ کو جائز مانتی تھی، اس کا فتوا دیتی اور اس پر عمل بھی کرتی تھی۔

ا۔ قرطبیؒ کہتے ہیں: متعہ کو عمران بن حصین، بعض صحابہ اور اہلبیتؑ کی ایک جماعت کے علاوہ کوئی جائز نہیں سمجھتا۔

ابو عمر کہتا ہے: اصحاب ابن عباس، مکہ اور یمن کے لوگ، یہ سب کے سب ابن عباس کی طرح متعہ کو حلال جانتے تھے۔[1]

ا۔ تفسیر قرطبیؒ، ج۵، ص ۱۳۳

۲۔ماوردی نے کہا ہے: ابن عباس، ابن ابی ملیکہ، ابن جریج اور امامیہ سے منقول ہے کہ وہ متعہ کو جائز سمجھتے ہیں۔[۱]

۳۔ ہاشمی بغدادی کہتے ہیں: اصحاب پیغمبرؐ میں سے جو لوگ جواز متعہ کا عقیدہ رکھتے تھے، وہ یہ ہیں:

(الف): خالد بن عبد اللہ انصاری، (ب): زید بن ثابت انصاری، ج: سلمۃ بن اکوع اسلمی، د: عمران بن حصین خزاعی، (ہ): عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب۔[۲]

ایک اور نسخہ جس سے شیخ مفید نے نقل کیا ہے، اس میں ان چار صحابہ کے علاوہ دو اور افراد کا نام بھی آیا ہے: انس بن مالک اور حضرت علی بن ابیطالب علیہما السلام۔

۴۔ ابن حزم کہتے ہیں: اصحاب سلف کی ایک جماعت رسول خداؐ کے بعد متعہ کی حلیت پر باقی رہی (یعنی متعہ کو حلال مانتے رہی)؛ وہ منجملہ اسماء بنت ابی بکر، جابر بن عبد اللہ، ابن مسعود، ابن عباس،

۱۔الحاوی الکبیر، ج۱۱، ص۴۴۹

۲۔المحبر، ۲۸۹، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، رکن عام ۱۳۶۱

فصل سوم: چند نکات اور چند شبہے

معاویہ بن ابی سفیان، عمرو بن حریث، ابوسعید خدری اور امیہ بن خلف کے بیٹے معبد و سلمہ ہیں۔

جابر بن عبد اللہ نے عصر رسول خداؐ کے صحابیوں، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (ان کی خلافت کے آخر تک) سے نقل کیا ہے کہ وہ لوگ متعہ کو جائز سمجھتے تھے۔

اسی طرح منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب فقط اس وقت حرام سمجھتے تھے جب دو عادل گواہی کے لئے موجود نہ ہوتے تھے اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں متعہ کو مباح سمجھتے تھے۔

تابعین میں سے طاؤس، عطا، سعید بن جبیر اور مکہ کے تمام فقہاء تھے۔ ہم نے ان آثار (مذکورہ افراد) کو تفحص کے بعد اپنی کتاب ''ایصال''[۱] میں ذکر کیا ہے۔[۲]

۱۔ المحلی، ج۹، ص۵۱۹

۲۔ کتاب ''الخصال الجامعہ'' کی شرح جس کو ابن حزم نے ''الایصال الی فہم کتاب الخصال'' کا نام دیا ہے اور اس میں صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والے

بہتر ہوگا کہ ان تصریحات کے بعد آپ احمد امین کے قول کو دیکھیں کہ وہ کہتے ہیں:

"۔۔۔اور حضرت عمر اپنی سمجھ سے صحیح نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ متعہ اور زنا کے درمیان کوئی زیادہ فرق نہیں ہے"[1]

آپ نے ملاحظہ کیا کہ وہ صحابہ و تابعین پر کیسی تہمت لگا رہے ہیں اور بدترین لحن میں انھیں گالی دے رہے ہیں؟!

۵۔ کیا متعہ کا حرام ہونا اجماعی ہے؟

اصحاب کے ایک گروہ کی مخالفت اور ان کا متعہ کو جائز ماننا، اس بات کی بہترین دلیل ہے کہ متعہ کے حرام ہونے پر کوئی اجماع

طبقات کے فقہ اور اس کی ادلہ کے متعلق، اقوال تحریر کیے ہیں۔ کشف الظنون، ج۱، ص۷۰۴؛ معجم المولفین، ج۷، ص۱۶

۱۔ ضحیٰ الاسلام، ج۳، ص۲۵۸

منعقد نہیں ہوا ہے۔ اہل سنت کے فقہاء جیسے زرقانی، ماوردی اور کتاب المنتقی میں مرغینانی وغیرہ اس بات کی تصریح کرتے ہیں۔

الف: ابو الولید باجی المنتقی میں لکھتے ہیں: بچے کا باپ سے ملحق کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ متعہ کے حرام ہونے پر اجماع محقق نہیں ہوا ہے۔ واضح ہے کہ اگر متعہ کے حرام ہونے پر کوئی اجماع ہوتا، تو بچہ باپ سے ملحق نہ کیا جاتا۔[1]

ب: زرقانی بھی کہتے ہیں: صحابہ کی ایک جماعت جواز متعہ کی قائل تھی؛ جیسے جابر، ابن مسعود، ابی سعید، معاویہ، اسماء بنت ابی بکر، ابن عباس، عمرو بن حویرث، سلمہ اور کچھ تابعین بھی ایسے تھے۔

بعض نے اس بات کا جواب اس طرح دیا ہے کہ بالکل صدر اسلام میں خلافت عمر کے آخر تک اختلاف تھا، لیکن اس کے بعد متعہ کے حرام ہونے پر اجماع ہو گیا ہے۔۔۔

۱۔ المنتقی، ج۴، ص۳۳۵؛ نیل الاوطار، ج۶، ص۱۳۶، اور شوکانی کہتے ہیں: روایات بکثرت ہیں اور اختلاف بھی بڑا ہے۔ الدراری المضیئۃ، ج۲، ص۵۶

اصولیین کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا بعد کا اجماع، گذشتہ اختلاف کو مرتفع کرتا ہے یا نہیں؟ اختلاف اپنے حال پر اب بھی باقی ہے اور اختلاف یہاں سے پیدا ہوا کہ آیا جو بھی متعہ کرتا ہے اس پر حد جاری ہوگی یا نہیں؟ جبکہ یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ (واقعاً) عقد انجام پایا ہو (تو ایسی صورت میں زنا کی حد کیسے جاری ہو سکتی ہے)۔[۱]

ج: ماوردی نے لکھا ہے: اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ابن عباس نے ان لوگوں کی (جو متعہ کو حرام جانتے ہیں) مخالفت کی ہے اور ان کی مخالفت کے ہوتے ہوئے اجماع منعقد نہیں ہوگا، تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا: ابن عباس اباحہ (کے قول) سے پھر گئے ہیں۔[۲]

اس بارے میں یہ کہا جائے گا: اولاً: ابن عباس کا پھر جانا (جیسا کہ بعض نے گمان کیا ہے) ثابت نہیں ہوا ہے، بلکہ تاریخ گواہی دیتی ہے کہ ابن عباس اپنی عمر کے آخر تک جواز (متعہ) پر باقی تھے۔

۱۔ شرح زرقانی، ج ۳، ص ۱۵۴

۲۔ الحاوی الکبیر، ج ۱۱، ص ۴۵۳

ثانیاً: صرف ابن عباس ہی مخالف نہیں تھے، بلکہ صحابہ میں سے دسیوں افراد (جیسا کہ ان کا نام پیچھے ذکر ہو چکا ہے) نے اس کے حرام ہونے کی مخالفت کی ہے۔

لہٰذا، صحابہ کی جانب سے حرمت (متعہ) پر کوئی اجماع وجود میں نہیں آیا ہے اور نہ ہی اختلاف کے بعد اجماع کا کوئی فائدہ ہے (جیسا کہ بعض اصولیین ایسا کہتے ہیں) اور زرقانی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔[1]

د: شیخ مفیدؒ کہتے ہیں: امامیہ متعہ کے مباح ہونے کے قائل ہیں، جس طرح عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، جابر بن عبد اللہ، سلمہ بن اکوع، یعلی بن امیہ، صفوان بن امیہ اور معاویہ بن ابو سفیان کا نظریہ بھی یہی تھا۔

تابعین کی ایک جماعت؛ جیسے عطا، طاؤس، سعید بن جبیر، جابر بن زید اور عمرو بن دینار بھی متعہ کے جواز کے قائل تھے۔

۱۔ شرح زرقانی، ج ۳، ص ۱۵۴

ابو علی[1] حسین بن علی بن یزید نے بھی اپنی معروف کتاب "الاقضیہ" میں جواز متعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ اہل سنت کے پیشواؤں میں سے ایک ہیں؛ وہ ان کے نزدیک فقیہ، ثقہ اور سچے ہیں۔

ابو جعفر محمد بن حبیب بھی المحبر کتاب میں لکھتے ہیں: صحابہ کی ایک جماعت (جن کا نام پہلے ذکر ہوا ہے اور ان کے علاوہ چند لوگ) جیسے انس بن مالک، زید بن ثابت اور عمران بن حصین بھی

۱۔ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ علامہ، فقیہ بغداد اور صاحب کتاب تھے، انھوں نے شافعی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ۲۴۸ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: بخاری کرابیسی کی ہمراہی کرتے تھے۔ بغدادی بھی کہتے ہیں: وہ فہیم، عالم اور فقیہ تھے اور فقہ واصول میں کثیر کتابوں کے مالک تھے جو ان کی اچھی فہم اور کثرت عمل کی دلیل ہے۔
سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۸۱، تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۳۱۱؛ تہذیب الکمال، ج ۴، ص ۳۷

متعہ کے قائل تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ صحیح روایت کے مطابق، حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام بھی متعہ کے جواز کے قائل تھے۔[1]

٦۔ روایات تحریم میں آشفتگی

تحریم کی روایات میں بشدت آشفتگی اور اضطراب پایا جاتا ہے؛ ان میں سے بعض، بعض روایات کی مخالف ہیں؛ کیونکہ ان میں سے کچھ (روایات) کہتی ہیں کہ پیغمبرؐ نے متعہ کو (جنگ) خیبر والے سال میں حرام قرار دیا ہے اور کچھ (روایتوں) میں آیا ہے کہ فتح مکہ والے سال میں حرام قرار پایا اور چند روایات میں یہ ہے کہ غزوہ تبوک میں حرام قرار دیا گیا اور کچھ روایات نے یہ مانا ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے اس کو حجۃ الوداع میں حرام کیا۔

١۔ الاعلام، ص ٧ ٣، ضمن سلسلہ تالیفات شیخ مفید، ج ٩

قابل ذکر یہ ہے کہ ان تمام زمانوں میں بہت زیادہ فاصلہ ہے، البتہ اس بات کا انھوں نے چند جواب بھی دیا ہے (جن کا ضعیف اور بے بنیاد ہونا واضح و آشکار ہے)۔

کبھی یہ کہا گیا کہ متعہ حلال تھا، لیکن (جنگ) خیبر والے سال میں حرام ہوا، کچھ مصلحت کی وجہ سے اس کے بعد رسول خداؐ نے حلال قرار دیا، پھر حجۃالوداع میں حرام گردانا، کبھی یہ بھی کہا گیا کہ یہ روایات متعہ کے حرام ہونے کی تاکید کرتی ہیں۔

اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ آپ کے دونوں جوابات میں تناقض ہے؛ کیونکہ پہلے جواب کے مطابق، پیغمبرؐ نے کئی بار متعہ کے حرام ہونے کے بعد، اسے حلال قرار دیا ہے جبکہ دوسرے جواب میں یہ ہے کہ حرام ہونے کے بعد پیغمبرؐ نے کبھی حلال نہیں قرار دیا (بلکہ بار بار حرام ہونے کی تاکید کرتے رہے)۔

شہید ثانی پیغمبرؐ سے منقول روایات کہ آپ نے (جنگ) خیبر کے زمانے میں متعہ سے نہی فرمائی، پھر اکوع کی روایت جو یہ کہتی ہے: پیغمبرؐ نے (جنگ) اوطاس والے سال میں تین دن کے

لئے اجازت دی اور پھر نہی کر دی اور جہنی کی روایت جس میں ہے کہ پیغمبرؐ نے فتح مکہ والے سال میں اجازت دی اور پھر نہی فرمائی اور احمد وابی داود کی روایت جس میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اس سے ممانعت فرمائی وغیرہ احادیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس عظیم اختلاف میں غور کیجیے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پیغمبرؐ نے خیبر میں نہی کی ہو اور اوطاس میں اجازت دیدی ہو پھر تین دن بعد دوبارہ نہی کی ہو! جبکہ اول اسلام میں جائز تھا (اور وہ حدیث جو جواز متعہ کے استمرار کا تقاضا کرتی ہے) پھر فتح مکہ میں جو تمام سابقہ روایات کے بعد میں ہے، اجازت دے دی ہو اور اسی وقت نہی بھی کر دی ہو اور اس کے بعد حجۃ الوداع میں جو ان تمام کے بعد میں ہے۔[1]

لہٰذا، یہ لازم آتا ہے کہ (حکم متعہ) بار بار حلال اور منسوخ ہو۔

۱۔ مسالک الافہام، ج ۷، ص ۴۲۸؛ التفسیر الکبیر، ج ۱۰، ص ۵۳؛ سورۂ نساء کے ذیل میں۔

۷۔ متعارض روایات میں اشکال

ابن عباس اور دیگر صحابہ سے منقول روایات سے متعارض احادیث جو ذکر ہوئی ہیں، ان کی سند ضعیف ہے اور متن کے اعتبار سے بھی تحریف شدہ ہیں۔

ان میں سے بعض میں اس طرح آیا ہے:

ا۔ حدیث ترمذی

ترمذی موسی بن عبیدہ سے، وہ محمد بن کعب سے اور وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: متعہ صدر اسلام میں انجام پاتا تھا؛ اس طریقے سے کہ جب کوئی مرد کسی شہر میں وارد ہوتا اور وہاں کسی کو نہ پہچانتا تو اپنے قیام کی مدت تک کے لئے کسی عورت سے شادی کر لیتا اور وہ عورت اس شخص کے اموال کی حفاظت کرتی اور اس کے امور کو سنوارتی، یہاں تک کہ یہ آیت ”إِلَّا

عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ۔۔۔"[1] (بیویوں اور کنیزوں کے علاوہ۔۔۔) نازل ہوئی۔

ابن عباس کہتے ہیں: ان دو کے علاوہ ہر دامن حرام ہے۔[2]

سند حدیث کی تحقیق:

حدیث کی سند میں موسی بن عبیدہ آیا ہے:

احمد بن حنبل کہتے ہیں: وہ حدیث کا منکر ہے اور اس کی روایات صحیح نہیں ہیں۔[3]

اور احمد بھی (موسیٰ بن عبیدہ کی حدیث سے متعلق جس کو اس نے محمد بن کعب اور ابن عباس کے حوالے سے نقل کیا ہے) اس حال میں کہ وہ اس حدیث کی رد کی علامت کے طور پر اپنا منھ

۱۔ سورۂ مومنون، آیت ۶ و معارج، آیت ۳۰

۲۔ الجامع الصحیح، ج ۳، ص ۴۳۰، ح ۱۱۲۲؛ السنن الکبری، ج ۷، ص ۲۰۶

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۳۱۹

ٹیرھا کیے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے پر مار رہے تھے اور کہتے تھے: یہ موسیٰ کی پونجی ہے۔۔۔

اسی طرح وہ کہتے ہیں: وہ حدیث کو نہ تو یاد کرتا تھا اور نہ ہی لکھتا تھا۔ ابن معین کہتے ہیں کہ اس کی حدیث دلیل نہیں بن سکتی۔

علی بن مدینی کہتے ہیں: موسی بن عبیدہ حدیث میں ضعیف ہے اور منکر و مجہول روایات نقل کرتا ہے اور ترمذی کہتے ہیں: وہ تضعیف شدہ ہے، نیز نسائی کہتے ہیں: وہ ضعیف ہے اور پھر کہا: ثقہ نہیں ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں: میں نے جو روایات موسی سے نقل کی ہیں، وہ سب محفوظ نہیں ہیں اور اس کی روایات کا ضعیف ہونا واضح ہے۔[۱]

ابن قانع نے کہا ہے: اس میں ضعف ہے۔ ابن حبان نے بھی کہا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔[۲]

۱۔ الکامل، ج۶، ص ۳۳۷، شمارہ ۱۹۳/ ۱۸۱۴

۲۔ تہذیب التہذیب، ج۱۰، ص ۳۲۰

نتیجۃً، اس (حرمت والی) متعارض روایت کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اس لئے کہ وہ بنیاد سے ہی ساقط ہے، یہی وجہ ہے کہ ترمذی کے علاوہ صحاح ستہ میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو ذکر نہیں کیا ہے، جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے۔

۲۔ سعید بن جبیر کی حدیث

سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے ابن عباس سے کہا: کیا تمھیں پتہ ہے تم نے کیا کیا ہے اور کس چیز کا فتوا دیا ہے (حلیت متعہ کا)؟ تمھارا فتوا مشرق و مغرب تک لے جایا گیا ہے۔

انھوں نے جواب دیا: "۔۔۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۔۔۔"! خدا کی قسم، میں نے فتوا نہیں دیا ہے اور نہ ہی میں نے متعہ

کو حلال قرار دیا ہے، مگر یہ کہ ایسے ہی جیسے خداوند نے مردار کا گوشت، خون اور سور کا گوشت حلال کیا ہو۔[۱]

ابن قدامہ نے اضافہ کیا ہے: پس ابن عباس اٹھے اور کہا: متعہ مردار، خون اور سور کے گوشت جیسا ہے اور (متعہ کے بارے میں) پیغمبرؐ کی اجازت منسوخ ہو گئی ہے۔[۲]

جواب میں یہ کہا جانا چاہیے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ سعید اس روایت میں وہ شخص ہے جس نے خود مکہ میں متعہ کیا ہے۔ لہٰذا اس کا ایسی حدیث نقل کرنا بے معنی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مکہ و یمن میں ابن عباس کے اصحاب سب کے سب ابن عباس کے نظریہ کے مطابق متعہ کو حلال سمجھتے تھے، پس اگر ابن عباس اپنے فتوا سے پھر گئے تھے تو انھیں بھی متعہ سے دست بردار ہونا چاہیے تھا۔[۳]

۱۔ السنن الکبری، ج۷، ص۲۰۵

۲۔ المغنی، ج۷، ص۵۷۳

۳۔ تفسیر القرطبی، ج۵، ص۱۳۳؛ فتح الباری، ج۹، ص۷۸

تیسری بات یہ ہے کہ (طبرانی کی نقل کے مطابق) اس روایت کی سند میں حجاج بن ارطاۃ موجود ہے اور وہ مدلّس ہے (جیسا کہ ہیثمی نے بھی صراحت کے ساتھ کہا ہے)۔[1]

اور یعقوب ابن ابی شیبہ بھی کہتے ہیں: وہ حدیث میں بے اعتنائی کرنے والا ہے اور اس کی روایات میں بہت اضطراب پایا جاتا ہے۔[2]

لیکن بیہقی کے طریق میں منہال بن عمر ایک راوی ہے جس سے شعبہ روایت نقل نہیں کرتا، کیونکہ اس کے گھر سے عیاشی اور لہو و لعب کے آلات کی آواز سنی گئی ہے۔ ابن حزم بھی کہتے ہیں: وہ قوی نہیں ہے۔[3]

۱۔ المغنی ابن قدامہ، ج۷، ص۱۷۵

۲۔ مجمع الزوائد، ج۴، ص۲۶۵

۳۔ سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص۱۸۴؛ المغنی فی الضعفاء، ج۲، ص۶۸۹؛ الضعفاء و المتروکین، ج۳، ص۱۴۲

اسی طرح اس روایت کی سند میں احمد بن سعید بن بشر ہمدانی ہے، وہ بھی قوی نہیں ہے (نسائی نے بھی یہی کہا ہے)۔[1]

اس روایت کے سلسلۂ سند میں ابن وہب بھی آیا ہے اور وہ عبد اللہ بن محمد دینوری ہے جو حدیث جعل کرتا تھا (جیسا کہ دار قطنی نے بھی اشارہ کیا ہے) اور عمر بن سہل اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔[2]

اس کی دوسری سند میں بھی مجہول افراد موجود ہیں، نہیں پتہ اس کے باوجود بعض لوگ ان روایات سے کیسے استدلال کرتے ہیں؟!

۱۔ تہذیب الکمال، ج۱، ص۱۴۰؛ اخبار مکہ فاکہی، ج۳، ص۱۲ و ۱۳

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج۴، ص۴۰۰

۳۔ زہری کی حدیث

گویا یہ روایت سب سے اہم روایت ہے جس کے ذریعے ابن عباس کے اپنے فتوا سے پھر جانے پر استدلال کیا گیا ہے اور اس حدیث میں آیا ہے:

ابن شہاب زہری، محمد بن علی کے بیٹے عبد اللہ اور حسن سے اور ان کے والد کے حوالے سے نقل کرتا ہے کہ اس نے حضرت علیؑ سے سنا ہے کہ وہ ابن عباس سے کہتے ہیں: تم خود پسند اور متکبر شخص ہو! پیغمبرؐ نے جنگ خیبر میں اس سے اور گدھے کا گوشت کھانے سے نہی فرمائی ہے۔

نووی نے اس روایت سے متعہ کی حلیت کے باطل ہونے پر استدلال کیا ہے[۱]، نیز دوسری ادلہ کو بھی بطور دلیل پیش کیا ہے جو کہ نص کے مقابلے میں اجتہاد ہے۔

۱۔ المجموع، ج۱۶، ص۲۴۹

۵۔ چند اعتراضات:

ا۔ غزوہ خیبر میں متعۃالنساء انجام نہیں پایا، بلکہ یہ کام تاریخی واقعہ سے بھی مطابقت نہیں کرتا۔اس بارے میں ابن قیم کہتا ہے:

الف: خیبر کے ماجرا میں صحابہ یہودی (عورتوں) سے متعہ نہیں کر رہے تھے، نہ ہی پیغمبرؐ نے اس کی اجازت دی تھی، کسی نے بھی اس جنگ میں متعہ نہیں کیا اوراس وقت اس کے حرام ہونے یا انجام دینے کا کوئی ذکر ہی نہیں ہوا ہے۔[1]

ایک دوسرے مقام پر کہتا ہے: خیبر میں مسلمان عورتیں نہیں تھیں، بلکہ سب یہودی تھیں اور یہودی عورتوں کا (مسلمانوں کے لئے) مباح ہونا ثابت نہیں ہوا تھا، اس کے بعد سورۂ نساء میں مباح ہو گئیں جہاں فرماتا ہے: ''اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ''[2] آج تم پر حلال ہو

۱۔زاد المعاد، ج۲، ص۱۵۸، وج۳، ص۳۴۳

۲۔مائدہ، آیت ۵

گیا" پس اہل کتاب عورتوں کا مباح ہونا (بعد میں) خیبر میں ثابت ہوا۔[1]

ب: ابن حجر نے کہا ہے: خیبر میں متعۃ النساء کا کوئی چانس نہیں تھا، اسی لئے جنگ خیبر میں متعہ نہیں ہوا۔[2]

پس (خیبر کے دن) نہی، اہل کتاب کے گھروں میں بغیر اجازت داخل ہونے، ان کی عورتوں کو مارنے اور ان کے پھلوں کے کھانے کی وجہ سے تھی اور ایسا بھی اس کے بعد ہوا جب خیبر کا مالک، پیغمبرؐ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے محمدؐ! کیا ہمارے جانوروں کا سر کاٹنا، ہمارے پھلوں کا کھانا اور ہماری عورتوں کو مارنا جائز ہے؟! پیغمبرؐ افسردہ خاطر ہوئے اور فرمایا: ابن عوف! گھوڑے پر سوار ہو جاؤ (اور جاؤ)، پھر چلائیے: نماز کے لئے اکٹھا ہو جاؤ۔ اٹھے اور فرمایا: جب تک اہل کتاب تمھارے مقابلے میں قیام نہیں کرتے خداوند عزّ و جلّ نے تمھارے لئے حلال نہیں کیا ہے کہ اجازت کے

۱۔ زاد المعاد، ج۲، ص۲۰۴

۲۔ فتح الباری، ج۹، ص۲۲

بغیر تم ان کے گھروں میں داخل ہو جاؤ، ان کی عورتوں کو مارو اور ان کے پھل کھاؤ۔[1]

کیا آپ ملاحظہ کر رہے ہیں کہ پیغمبرؐ کے خطبے میں (خیبر کے دن) متعہ سے ممانعت نہیں ہوئی، لیکن ان امانتداروں نے اس روایت پر ایک روایت اضافہ کردی یا گڑھ دی، (جیسا کہ ان کی عادت یہی ہے) اور اس کی نسبت محمد حنفیہؒ کے بیٹوں کی طرف دی کہ انھوں نے اپنے والد کے حوالے سے امام علیؑ سے نقل کیا ہے، شاید اس لئے کہ وہ اوقع فی النفوس (یعنی دلوں میں اچھی طرح بیٹھتے) ہیں۔ شاید انھوں نے امام علیؑ کی حدیث کو جس میں آپ نے فرمایا: اگر عمر متعہ سے نہی نہ کرتے تو بدبخت کے سوا کوئی زنا نہ کرتا[2] اور متعہ کو حرام کرنے کی وجہ سے عمر کی مذمت کو بھلا دیا ہو!

۱۔ سنن ابی داؤد، ج ۳، ص ۱۷۰، ح ۳۰۵۰

۲۔ التفسیر الکبیر، ج ۱۰، ص ۵۰؛ تفسیر طبری، ج ۵، ص ۹؛ الدر المنثور، ج ۲، ص ۱۴۰

دوسری بات: یہ کہ مسلمان فتح مکہ کے دن متعہ کے حلال ہونے پر متفق ہیں۔[۱]

پھر کیسے ممکن ہے کہ ناسخ کا زمانہ منسوخ پر مقدم ہو! اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خیبر کا دن متعہ کی حلیت کے منسوخ ہونے کا دن ہو جبکہ فتح مکہ کے دن (متعہ) حلال رہا ہو؟!

تیسری بات: یہ کہ اگر ابن عباس (جنھیں ایک شخص گمراہ کہتا ہے) کی رد میں کوئی ایسی روایت ہوتی، تو سزاوار تھا کہ ابن عباس اپنے نظریہ سے پھر جاتے، لیکن انھوں نے اپنے فتوا سے عدول نہیں کیا اور یہیں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ حضرت علیؑ نے تحریم متعہ کے بارے میں کوئی ایسی روایت پیغمبرؐ سے نقل نہیں کی ہے۔

ذہبی کہتے ہیں: ابن عباس سے حکایت ہوئی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے یہ بات (کہ تم ایک متکبر شخص ہو!) ان سے کہی، تو وہ حلیت متعہ کے نظریہ سے پھر گئے، لیکن ہم ثابت کر چکے ہیں کہ

۱۔ الکشاف، ج۱، ص۴۹۸

ابن عباس کبھی اپنے نظریہ سے نہیں پھرے؛ کیونکہ ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان جو واقعہ پیش آیا، وہ عبد اللہ بن زبیر کی خلافت کے زمانے میں حضرت علیؑ کی وفات (شہادت) کے بعد تھا۔[1]

نتیجۃً خطّابی کے کلام کا ضعیف ہونا آشکار ہوگیا، انھوں نے اپنی کتاب میں کہا ہے: متعہ کا حرام ہونا اجماعی مسئلہ ہے، سوائے بعض شیعوں کے (جنھوں نے مخالفت کی ہے) اور یہ مخالفت صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ ان کے قاعدے کے مطابق اختلاف کے مقامات پر حضرت علیؑ اور ان کے آل بیتؑ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

حضرت علیؑ سے ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ متعہ منسوخ ہوگیا ہے۔[2]

لیکن ہم کہیں گے کہ حضرت علیؑ سے منقول صحیح حدیث کہاں ہے جو متعۃ النساء کی تحریم پر دلالت کرے؟ ہمیں بھی دکھایئے!

۱۔ مسلم، ج۱، ص۶۲۶، (حاشیہ)

۲۔ فتح الباری، ج۹، ص۷۸

۴۔ سبرہ کی حدیث

ذیل کی حدیث کو مسلم، سبرۂ جہنی سے متعدد طریقوں سے نقل کرتے ہیں جو یہ ہیں:

صحیح طریق: قتیبہ بن سعید لیث سے، وہ ربیع بن سبرہ سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتا ہے کہ پیغمبرؐ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: "جو کوئی متعہ والی عورت رکھتا ہے، اسے چھوڑ دے"۔[1]

اس حدیث کا معنی (جس کو خدا بہتر جانتا ہے) اس طرح بتایا جاسکتا ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا: اپنی متعہ والی بیویوں سے جدا ہو جاؤ تا کہ مکہ کوچ کرسکو، لیکن افسوس کہ خلیفہ کے عذر تراشوں نے لفظ "فليخل سبيلها" کو تحریف کردیا، اور کہا: متعہ آج سے قیامت تک کے لئے حرام ہے!

۱۔ مسلم، باب نکاح المتعہ، ج۱، ص ۶۲۴؛ السنن الکبری، ج۷، ص۳۲۹؛ مجمع الزوائد، ج۴، ص ۲۶۴؛ مقدمہ مرآۃ العقول، ج۱، ص ۲۰۴

دوسرا طریق: مسلم نے ایک اور طریق سے عمارۃ بن غزیہ سے، اس نے ربیع بن سبرہ سے اور اس نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

تیسرا طریق: عبد العزیز بن عمر نے ربیع بن سمرہ سے روایت کی ہے۔

عبد العزیز بن عمر کے بارے میں اختلاف ہے؛ خطابی احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: وہ اہل حفظ و استحکام نہیں تھا۔ میمون بن اصبغ، ابی مسہر سے نقل کرتے ہیں کہ: اس کی حدیث ضعیف ہے۔[1]

چوتھا طریق: مسلم اپنی سند سے عبد الملک بن ربیع بن سبرۂ جہنی سے، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا نقل کرتا ہے۔

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۶، ص ۳۱۲

ابو خیثمہ کہتا ہے: یحییٰ بن معین سے ''عبد الملک بن ربیع کی احادیث جو اس نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے جد سے نقل کیا ہے'' کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب میں کہا: ضعیف ہے۔

ابن جوزی، ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: عبد الملک ضعیف ہے۔ ابو الحسن قطان نے کہا ہے: اس کی عدالت ثابت نہیں ہے، اگرچہ کہ مسلم نے اس سے حدیث نقل کی ہے۔ پس اس کی حدیثوں کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

مسلم نے بھی متعہ کے بارے میں صرف ایک حدیث اس کی پیروی میں نقل کی ہے جیسا کہ اس کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔[۱]

ربیع بن سبرہ کے بارے میں بھی یہ کہا جائے گا کہ وہ ایسی حدیث کی سند میں واقع ہوا ہے جس کو بخاری نے رد کیا ہے۔[۲]

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۶، ص۳۵۰؛ تہذیب الکمال، ج۱۲، ص۳۶

۲۔ تہذیب التہذیب، ج۳، ص۲۱۲؛ ابن حبان نے ربیع کے والد سبرۃ بن معبد جہنی اور سبرۃ بن عوسجہ ابی الربیع کے مابین فرق قرار دیا ہے۔ وہ ذی المروۃ کا رہنے والا ہے اور وہ اسے اس طرح تعبیر کرتے ہیں ''لہ صحبۃ'' یعنی اس

سبرہ[1] جو اس حدیث کا راوی ہے اور مذکورہ بالا روایت اس تک منتہی ہوتی ہے، گرچہ کہ لوگوں نے کہا ہے کہ وہ صحابہ میں سے تھا، لیکن کسی نے بھی اس کی شرح حال نہیں لکھی اور رجالی کتابوں میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں آیا ہے۔ پس وہ مجہول اور غیر معروف ہے، اس کے بارے میں ایک دو حدیث کے علاوہ کچھ بھی نہیں معلوم، وہ صرف اسی روایت کے ذریعے پہچانا گیا ہے، لوگ کیسے کہتے ہیں کہ وہ مشہور و معروف صحابی ہے! کیا وہ ابی سعید، جابر بن عبد اللہ، ابن عباس اور عمران بن حصین جیسا ہے؟!

کچھ لوگ لاپرواہی سے ان صحابہ کے اقوال کو ترک کرکے سبرہ جیسے کسی مجہول فرد کی روایت پر بھروسہ کیوں کرتے ہیں؟

نے تھوڑا (زمانۂ) پیغمبرؐ کو پایا، البتہ یہ بات جہنی کی نسبت میں شک و تردید کا باعث بنتی ہے، اس کے علاوہ اس بات کی توثیق بھی نہیں ہوئی ہے، جیسا کہ بعض نے دعویٰ کیا ہے۔ کتاب الثقات، ج ۳، ص ۱۷۶؛ المتعۃ المشروعہ، ص ۵، علامہ فانی اصفہانی۔

۱۔ تہذیب الکمال، ج ۷، ص ۵۰

فصل سوم: چند نکات اور چند شبہے

اس کے علاوہ اس روایت کے نقل کرنے میں اختلاف کا پایا جانا پتہ دیتا ہے کہ خلیفہ حضرت عمر بن خطاب کی منزلت کو ثابت کرنے کے لئے اس (روایت) میں تحریف کی گئی ہے۔

ان سب کے باوجود ہم یہ کہیں گے کہ طرق حدیث میں ہم مناقشہ نہیں کرنا چاہتے؛ کیونکہ اگر اس بارے میں زیادہ غور و فکر سے کام لیا جائے تو پہلا طریق بھی محل تامّل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لیث پر حدیث سننے اور ہر روایت کو اخذ کرنے میں لاپرواہی کی تہمت لگائی گئی ہے؛ جیسا کہ احمد بن حنبل، ابن معین اور ازدی نے کہا ہے۔[1]

دوسرے طریق میں بھی عمارۃ بن غزیہ آیا ہے جس کو عقیلی نے ضعفا کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ ابن حزم اور متأخرین نے بھی (جیسا کہ عبدالحق کہتے ہیں) اسے ضعیف مانا ہے۔[2]

۱۔ تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۲۱۲؛ تہذیب الکمال، ج ۶، ص ۱۳۸

۲۔ تہذیب الکمال، ج ۷، ص ۵۰؛ الاصابہ، ج ۲، ص ۱۴

۵۔ ایاس کی حدیث

ایاس بن عامر نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ پیغمبرؐ نے متعہ سے نہی فرمائی اور فرمایا: متعہ فقیر اور تنگدست لوگوں کے لئے تھا اور جب نکاح، طلاق، عدت اور میاں بیوی کے درمیان میراث نازل ہوئی، تو (متعہ) منسوخ ہو گیا۔[1]

اس کی سند میں موسیٰ بن ایوب آیا ہے اور عقیلی نے اس کو ضعیف شمار کیا ہے۔[2]

یحییٰ بن معین اور ساجی نے کہا ہے: اس کی حدیث مجہول ہے۔[3]

اس کے علاوہ اس روایت کی سند میں سفیان بن عیینہ ہے جو مدلّس (گڑھنے والا) تھا اور روایات میں تبدیلی کرتا تھا۔

۱۔ السنن الکبری، ج۷، ص۳۳۸

۲۔ الضعفاء الکبیر، ج۴، ص۱۵۴، شمارہ ۱۷۳۳

۳۔ تہذیب التہذیب، ج۱۰، ص۲۹۹، شمارہ ۵۸۹

فصل سوم: چند نکات اور چند شبہے

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ سن ایک سو ستتر (۱۷۷) میں سفیان بن عیینہ کی عقل زائل ہو گئی تھی۔ پس جس نے بھی اس دوران اس سے جو بھی سنا ہے، وہ معتبر نہیں ہے۔[1]

اس حدیث کی دلالت بھی زیر غور ہے؛ کیونکہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ نکاح و طلاق، عدت و میراث کا حکم متعہ سے پہلے نہیں تھا اور جب خدا کی جانب سے نکاح آیا تو متعہ کی جگہ قرار پایا اور متعہ منسوخ ہو گیا، حالانکہ ان لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ متعہ بارہا حلال ہوا تھا؛ منجملہ فتح مکہ میں تین دن۔

کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس وقت تک نکاح کا حکم نہیں آیا تھا؟!

۱۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۷۰

٦۔ ابوہریرہ کی حدیث

ابوہریرہ کہتا ہے: ہم غزوہ تبوک کے لئے پیغمبرؐ کے ساتھ نکلے اور ثنیّۃ الوداع تک پہنچے۔ پیغمبرؐ نے کچھ عورتوں کو دیکھا جو رو رہی تھیں۔ ان سے پوچھا گیا: کیا ہوا ہے! انھوں نے کہا: کچھ لوگوں نے ان کے ساتھ متعہ کرکے چھوڑ دیا ہے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا: نکاح و طلاق اور عدت و میراث نے متعہ کو حرام اور نابود کردیا ہے۔[1]

اس حدیث کی سند میں مؤمل بن اسمٰعیل؛ یعنی ابو عبد الرحمٰن العدوی ہے۔

بخاری کہتے ہیں: اس کی احادیث مجہول ہیں اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ اس کی کتابیں دفن کی جا چکی ہیں اور اس بات کا اضافہ کیا ہے: وہ حدیث بیان کرتا تھا اور بہت غلطی کرتا تھا۔[2]

۱۔ السنن الکبری، ج۷، ص۳۳۷

۲۔ تہذیب التہذیب، ج۱۰، ص۳۳۹

باقی متعارض روایات بھی ایسی ہی ہیں؛ یعنی یا تو سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں یا متن اور دلالت کے لحاظ سے خدشہ دار ہیں، لیکن اختصار کی رعایت کرتے ہوئے ان سے چشم پوشی کی جارہی ہے۔

جواب سے عاجز رہ جانے والے اور نص وادلّہ کی رد میں کمزور پڑ جانے والے ہر شخص کی مثال ڈوبتے ہوئے تیراکی باز کی سی ہے جو ہاتھ پیر مارتا ہے لیکن منطق و برہان اور استدلال بھول جاتا ہے۔

یہاں بھی (ایسا شخص) متعہ کے جائز ماننے والوں کو خطاب کرتا ہے اور کہتا ہے: کیا تم چاہتے ہو کہ تمھاری عورتوں کے ساتھ متعہ انجام دیا جائے؟!

پس یہ (اس کے گمان سے) انتہائی چیز ہے جس کے جواب سے انسان عاجز و ناتواں ہو جاتا ہے اور وہ گویا اس کو منھ توڑ جواب سمجھتا ہے جس سے بڑھ کر کوئی جواب نہیں ہو سکتا، ایسا لگتا ہے کہ اسے کوئی بڑی کامیابی نصیب ہو گئی ہے اور مد مقابل کو اس بات کے ذریعے جواب دینے سے عاجز کر دیا ہے! اور اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

جواز متعہ کے کچھ مخالفین نے اپنی باتوں میں اس حربہ کا استعمال کیا ہے؛ جیسے عبد اللہ بن معمر (عمر) لیثی اور ابو حنیفہ جن کی گفتگو کچھ اس طرح ہے:

۱۔ امام باقرؑ اور لیثی کے درمیان گفتگو

آبی کہتے ہیں: روایت ہوئی ہے کہ عبد اللہ بن معمر لیثی نے امام باقرؑ سے عرض کیا: مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ متعہ (کی حلیت) کا فتوا دیتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: خداوند نے اسے اپنی کتاب میں حلال شمار کیا ہے، پیغمبرؐ نے بھی اسے اپنی سنت قرار دیا ہے اور اصحاب نے بھی اس پر عمل کیا ہے۔

عبد اللہ نے کہا: لیکن حضرت عمر نے اس سے نہی کی ہے۔

امام باقرؑ نے فرمایا: پس تم اپنے صاحب کے نظریے پر عمل کرو! اور میں بھی رسول خدا کے فرمان پر عمل کروں گا۔

عبد اللہ نے کہا: کیا آپ راضی ہوں گے اگر آپ کی بیٹیوں کے ساتھ متعہ انجام پائے؟

امام نے فرمایا: اے بیوقوف! بیٹیوں کا نام کیوں لے رہے ہو؟ جس نے اپنی کتاب میں متعہ کو حلال قرار دیا ہے اور اپنے بندوں کے لئے مباح قرار دیا ہے تجھ سے اور اس سے زیادہ غیرت مند ہے جس نے بلا دلیل متعہ سے منع کیا ہے اور دوسری بات یہ کہ کیا تم پسند کروگے کہ کی تمھاری بیٹیاں حائک سے بیاہی جائیں؟

کہا: نہیں۔

فرمایا: کیوں حلال خدا کو حرام سمجھتے ہو؟

کہا: نہیں! میں حرام نہیں سمجھتا، لیکن وہ شخص بھی میرے لائق نہیں۔

حضرت نے فرمایا: خداوند نے بھی اس کے انجام دینے کو پسند کیا ہے اور اس کی طرف تشویق وترغیب دلائی ہے، اس کے انجام دینے والے کی، وہ (خدا) جنت کی حور سے شادی کرائے گا۔ کیا تم اس چیز سے دوری اختیار کروگے جسے خداوند پسند کرتا ہے؟ اور اس چیز سے تکبر و تجاوز کروگے جس کی ہم مرتبہ جنت کی حور ہے؟

عبد اللہ نے ہنستے ہوئے کہا: آپ (اہلبیتؑ) کا سینہ علم کے درختوں کی جڑ ہے جن کا پھل آپ کے لئے ہے اور اس کی پتیاں لوگوں کے لئے۔[1]

قابل ذکر ہے کہ کلینیؒ نے یہ روایت کی ہے اور مجلسی نے بھی اس کی سند کو صحیح سمجھا ہے اور جب اس جملے کے بعد جہاں اس نے کہا کہ کیا آپ راضی ہوں گے۔۔۔ جب امام باقرؑ نے اس کی عورتوں اور بیٹیوں کی بات چھیڑی تو اس نے رخ پھیر لیا۔[2]

---

۱ ۔نثر الدرر، ج۱، ص۳۴۴؛ الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، کشف الغمہ، ص۳۶۲؛ بحار الانوار، ج۴۶، ص۳۵۶

۲ ۔کافی، ج۵، ص۴۴۵، ح۴، اور وہاں آیا ہے: عبد اللہ بن عمر لیثی، تہذیب الاخبار، ج۷، ص۲۵۰، ح۶، وسائل الشیعہ، ج۲۱، ص۶، باب۱، ح۴؛ بحار الانوار، ج۱۰۰، ص۲۱۷؛ مستدرک الوسائل، ج۱۴، ص۴۴۹، باب۱، ح۱۱؛ مرآۃ العقول، ج۲۰، ص۲۲۹

۲۔ ابو حنیفہ اور مومن طاق کے درمیان گفتگو

مرحوم کلینیؒ کہتے ہیں: علی بن ابراہیم نے کہا ہے: ابو حنیفہ نے ابو جعفر محمد بن نعمان صاحب طاق سے پوچھا: اے ابو جعفر متعہ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم اسے حلال سمجھتے ہو؟ کہا: ہاں۔

اس نے کہا: تو کیوں اپنی عورتوں کو متعہ اور کمائی کرنے سے باز رکھتے ہو؟

ابو جعفر نے جواب دیا: ایسا نہیں کہ ہے کہ ہر شخص کو ہر کام میں شوق اور رجحان ہو، اگرچہ کہ وہ کام حلالوں کی فہرست میں ہو۔ لوگوں کے اپنے اپنے مرتبے اور مقامات ہیں جن کی وہ حفاظت کرتے ہیں، لیکن اے ابو حنیفہ، تم نبیذ (شراب) کے بارے میں کیا کہتے ہو، آیا حلال ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔

انھوں نے کہا: تو اپنی عورتوں کو شراب کی دکانوں پہ کیوں نہیں لگاتے تاکہ تمھارے لئے کمائی کریں؟

ابو حنیفہ نے کہا: جیسے کو تیسا، لیکن تمھارا جواب ٹھوس ہے۔

اس وقت اس نے کہا: اے ابو جعفر! جو آیت ''سأل سائلٌ'' (سورہ معارج[1]) میں آئی ہے وہ متعہ کے حرام ہونے کا حکم دیتی ہے اور آیت (متعہ) کے منسوخ ہونے پر پیغمبرؐ سے روایت بھی وارد ہوئی ہے۔

ابو جعفر نے جواب دیا: سورۂ ''سأل سائلٌ'' مکی ہے اور آیۂ متعہ مدنی ہے۔[2] اور تمھاری روایت بھی شاذ و نادر ہے۔

اس وقت ابو حنیفہ نے کہا: آیۂ میراث بھی نسخ متعہ پر دلالت کرتی ہے۔

ابو جعفر نے کہا: یہ نکاح (متعہ) بغیر ارث کا ہے۔[3]

۱۔ معارج، آیت ۳۰

۲۔ پس مکی سورہ (جو مدنی سوروں سے پہلے نازل ہوئی) مدنی سورہ کو منسوخ نہیں کر سکتی۔

۳۔ یعنی متعہ آیۂ ارث کے عموم سے نصوص (مخصوص) کے ذریعے خارج ہوا ہے، جس طرح اہل کتاب کو بھی خارج کیا گیا ہے۔

ابو حنیفہ نے کہا: ایسا کیسے ممکن ہے؟ (کہ نکاح ارث کے بغیر ہو؟)

ابو جعفر نے جواب دیا: اگر کوئی مسلمان مرد کسی اہل کتاب عورت سے شادی کرے اور پھر وہ مرد مر جائے تو اس عورت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

کہا: وہ اہل کتاب عورت مسلمان مرد سے میراث نہیں پائے گی۔

انھوں نے کہا: پس میراث کے بغیر بھی نکاح ہے۔

پھر وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔۔۔

مذہب اہل سنت اور تمام اسلامی مذاہب کے درمیان اختلافی مسائل کے ایک بہت ہی اہم موضوع پر تحقیق و تفحص کا یہ خلاصہ تھا (جو تمام ہوا)۔

نسألُ اللہَ حسن العاقبةِ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
نجم الدین طبسی۔ قم
۳۰ ربیع الثانی ۱۴۲۱

کتابنامہ

شیعہ فقہاء اور مصنفین نے گذشتہ زمانے سے لیکر اب تک ''متعہ'' یا ''نکاح موقت'' کے بارے میں بہت سی کتب اور مقالے لکھے ہیں اور اسکی مشروعیت وجواز پر دلیل قائم کی ہے۔

یہاں پہ قارئین کی معلومات کے لئے چند تحریروں کی فہرست درج کی جارہی ہے:

١. کتاب المتعۃ لابن اسحاق النہاوندی، ۲۶۹ھ۔
٢. رسالۃ فی المتعۃ، للشیخ ابراہیم قفطان، ۱۲۶۴ھ۔
٣. کتاب المتعۃ، لابی یحییٰ الجرجانی، المستبصر فی الامامۃ، حکاہ الطوسی فی الفہرست۔
٤. کتاب المتعۃ، لاحمد بن یحییٰ القمی، ۳۵۰ھ۔
٥. کتاب المتعۃ، لابی جعفر القمی، ذکرہ النجاشی۔
٦. رسالۃ فی المتعۃ للعلامۃ المجلسی ت ۱۱۱۱ھ۔ طبعت فی مجموعۃ من رسائلہ۔
٧. کتاب المتعۃ، لبندار بن عبد اللہ الامامی کما وصفہ النجاشی۔

٨. کتاب المتعۃ، للمحامی توفیق الفکیکی، و فیہ الرد علی موسی جار الله، طبع عام ١٣٥٦ھ۔ مع تقریظ العلامۃ کاشف الغطاء

٩. کتاب المتعۃ، للسید الشریف المذری العلوی، ذکرہ النجاشی۔

١٠. کتاب المتعۃ، للحسن بن خرّزاد القمی، ذکرہ النجاشی۔

١١. کتاب المتعۃ، للحسن بن علی بن اَبی حمزۃ البطائنی، ذکرہ النجاشی۔

١٢. کتاب المتعۃ، لاَبی محمد الحسن بن علی بن فضّال الکوفی، ذکرہ النجاشی۔

١٣. کتاب المتعۃ، لاَبی عبد الله السعدی القمی، ذکرہ النجاشی۔

١٤. کتاب المتعۃ، لاَبی القاسم الاَشعری، ٢٩٩ھ۔

١٥. کتاب المتعۃ، للشیخ نظام الدین الصھرشتی، بین القرن الرابع والخامس۔

١٦. کتاب المتعۃ، لاَبی الفضل الورّاق، ذکرہ النجاشی۔

١٧. کتاب المتعۃ، للسید عبد الحسین شرف الدین العاملی۔

۱۸. لعلی بن اسماعیل بن شعیب بن میثم التمار الکوفی، معاصر ہشام بن الحکم۔

۱۹. کتاب المتعۃ، لأبی الحسن المھلّبی الأزدی، ذکرہ النجاشی۔

۲۰. کتاب المتعۃ، لأبی الحسن علی بن الحسین الفطحی، ذکرہ النجاشی۔

۲۱. کتاب المتعۃ، لعلی بن الحسن الطائی الطاطری، ذکرہ النجاشی۔

۲۲. رسالۃ فی المتعۃ، للسید علی بن السید النصیر آبادی، ۱۲۵۹ھ۔

۲۳. رسالۃ فی المتعۃ، للشیخ علی بن عبد اللہ البحرانی، ت ۱۳۱۸

۲۴. رسالۃ فی المتعۃ، للسید النقوی الجایسی، ت ۱۳۲۹ھ۔

۲۵. رسالۃ فی المتعۃ، لأبی احمد الأزدی البغدادی، ت ۲۱۷، ذکرہ النجاشی۔

۲۶. کتاب المتعۃ، لأبی الفضل الصابونی الجعفی، ساکن مصر، ذکرہ النجاشی۔

۲۷. کتاب المتعۃ، للصفوانی، تلمیذ الکلینی، ذکرہ الشیخ الطوسی فی الفہرست۔

۲۸. کتاب المتعۃ، لأبی الحسن الرہنی الشیبانی۔

۲۹. کتاب المتعۃ، للشیخ الصدوق، ت ۳۸۱

۳۰. کتاب المتعۃ، للشیخ المفید، ت ۴۱۳ھ۔ و ہو احد کتبہ الثلاثۃ فی المتعۃ، ولہ: الموجز فی المتعۃ ایضا مختصر المتعۃ۔

۳۱. کتاب المتعۃ، للشیخ مرتضی الأنصاری، ت ۱۲۱۸ھ۔

۳۲. کتاب المتعۃ، لأبی الحسن الترماشیری، ذکرہ النجاشی۔

۳۳. کتاب المتعۃ، لیونس بن عبد الرحمٰن، و ہو غیر کتابہ فی علل النکاح و تحلیل المتعۃ۔

۳۴. کتاب المتعتین: متعۃ النساء و متعۃ الحج، لأبی اسحاق الثقفی ت ۲۸۳ھ۔

۳۵. کتاب المتعتین، للفضل بن شاذان النیسابوری[1]

۳۶. کتاب الزواج الموقت فی مسائل المتعۃ و فوائدہا للمجتمع البشری و اصلاح حال الانسان، للسید ہبۃ الدین الشہرستانی۔[2]

۱۔ الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ، ج ۱۹، ص ۶۳۔۶۷

۲۔ الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ، ج ۱۲، ص ۶۰

۳۷. کتاب عدّۃ المتمتع بہا، لمحمد تقی الداودی۔[1]
۳۸. کتاب المتعۃ بین الشریعۃ والبدعۃ لمرتضی الموسوی الأردبیلی۔
۳۹. کتاب المتعۃ ومشروعیتھا فی الاسلام لمجموعۃ من العلماء۔
۴۰. کتاب المتعۃ للسید جعفر مرتضی۔
۴۱. کتاب المتعۃ، للسید محمد تقی الحکیم۔
۴۲. کتاب نکاح المتعۃ لنصر بن ابراہیم المقدسی۔
۴۳. کتاب المتعۃ للشفائی۔
۴۴. کتاب الزواج الموقت لاسماعیل ہادی۔
۴۵. حقیقۃ زواج المسیار ومشروعیۃ المتعۃ، سید محمد علی بقاعی۔
۴۶. زواج المتعۃ جلال الوردانی۔

جو قارئین محترم اس بارے میں مزید معلومات کے خواہاں ہیں، وہ اس بارے میں تحریر کی گئی تفصیلی کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

۱۔ مرآۃ التحقیق، العدد الرابع، ص ۹۲

منابع وماخذ

۱. القرآن الکریم
۲. الأستیعاب، لابن عبد البر القرطبّی، ت ۴۶۳ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۳. الأصابۃ، لابن حجر العسقلانی، ت ۸۵۲ق۔ دار الکتاب، بیروت
۴. الأعلام، للشیخ المفید، محمد بن محمد بن النعمان، ت ۴۱۳ق۔ دار المفید، بیروت
۵. الأمالی، لمحمد بن علی بن الحسین المعروف بالصدوق، ۳۸۱ق۔ دار الاعلمی، بیروت
۶. الام، لمحمد بن ادریس الشافعی، ت ۲۰۴ق۔ دار المعرفۃ، بیروت
۷. الأنساب، لعبد الکریم التمیمی السمعانی، ت ۵۶۲ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

منابع وماخذ

٨. الأیام المکیۃ، لنجم الدین الطبسی، مرکز الدراسات الاسلامیۃ، قم المقدسۃ

٩. احکام القرآن، للجصاص، ت ٣٧٠ق۔ دار الکتاب العربی، بیروت۔

١٠. احکام القرآن، لأبی بکر ابن العربی، ت ٥٤٣ق۔ طبع عیسی الحلبی، قاہرۃ

١١. اخبار مکۃ، لأبی عبد اللہ الفاکہی، کان حیاً، ٢٤٠ق۔ دراسۃ و تحقیق دہیش

١٢. اختیار معرفۃ الرجال المعروف ب (رجال الکشی)، ابو عمرو الکشی، ت ٣٨٥ق۔ نشر جامعۃ مشہد المقدس

١٣. ارشاد الساری، للقسطلانی، ت ٩٢٣ق۔ دار التراث العربی، بیروت

١٤. أسد الغابۃ، لأبن الأثیر الشیبانی، ٦٣٠ق۔ المکتبۃ الاسلامیۃ، طہران

١٥. اصول الفقہ، محمد الحضری بک، الاتحاد العربی، مصر ١٣٨٩ق۔

١٦. انساب الاشراف، لاحمد بن یحییٰ البلاذری، ت٢٧٩ق۔ دار الفکر، بیروت

١٧. بحار الانوار، محمد باقر المجلسی، شیخ الاسلام، ت١١١١، دار الوفاء، بیروت

١٨. البحر رائق، زین العابدین بن نجیم، ت٩٧٠ق۔ دار المعرفۃ، بیروت

١٩. بدایۃ المجتھد، ابن رشد القرطبّی، ت٥٩٥ق، دار المعرفۃ، بیروت

٢٠. البدایۃ والنہایۃ، اسماعیل بن عمر بن کثیر، ت٧٧۴ق۔ دار الفکر، بیروت

٢١. تاریخ الامم و الملوک، ابو جعفر الطبری، ت٣١٠ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

٢٢. تاریخ الاسلام، شمس الدین الذہبی، ت٧۴٨ق۔ دار الکتاب العربی، بیروت

۲۳. تاریخ بغداد، للخطیب ابی بکر البغدادی، ت ۴۶۳ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۲۴. تاریخ خلیفۃ بن خیاط، ابو عمر العصفری، ت۲۴۰ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۲۵. تاریخ دمشق، لابن عساکر، ت۵۷۱ق۔ دار الفکر، بیروت
۲۶. التاریخ الکبیر، لاسماعیل بن ابراہیم البخاری، ت۲۵۶ق۔ دار الفکر، بیروت
۲۷. التحریر الطاووسی، للشیخ حسن بن الشہید الثانی، ت۱۰۱۱ق۔ الاعلمی، بیروت
۲۸. التذکرۃ، محمد بن محمد بن النعمان۔ المفید، ت ۴۱۳ق۔ دار المفید، بیروت
۲۹. تذکرۃ الحفاظ، شمس الدین الذہبی، ت۷۴۸ق۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت
۳۰. ترتیب مسند الشافعی، للشیخ عابد السندی، ت ۲۰۴ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۳۱. تفسیر البحر المحیط، لابی حیان الاندلسی، ت۷۴۹ق۔ دار الفکر، بیروت
۳۲. تفسیر القرآن العظیم، لاسماعیل بن کثیر الدمشقی، ت ۷۷۴ق۔ دار المعرفة، بیروت
۳۳. التفسیر الکبیر، للفخر الرازی، ت۶۰۶ق۔ مطبعة البهیة المصریة
۳۴. تقریب التہذیب، لابن حجر العسقلانی، ت۸۵۲ق۔ دار المعرفة، بیروت
۳۵. تنقیح المقال، للشیخ عبد اللہ المامقانی، ت۱۳۱۵ق۔ المطبعة المرتضویة، النجف الأشرف
۳۶. تہذیب التہذیب، ابن حجر العسقلانی، ت۸۵۲ق۔ دار الفکر، بیروت
۳۷. تہذیب الکمال، لابی الحجاج المزّی، ت ۷۴۲ق۔ دار الفکر، البیروت
۳۸. الجامع لاحکام القرآن، ابو عبد اللہ القرطبّی، ت۶۷۱ق۔ دار الکاتب العربی، القاہرہ

۳۹. جامع البیان، لابن جریر الطبری، ت۳۱۰ق۔ مکتبۃ نزار مصطفیٰ، الریاض
۴۰. الجامع الصحیح، محمد بن عیسیٰ الترمذی، ت۲۹۷ق۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت
۴۱. جمہرۃ انساب العرب، ابن حزم الظاہری، ت۴۵۶ق۔ دار المعارف، مصر، تحقیق عبد السلام ہارون
۴۲. الجرح و التعدیل، عبد الرحمٰن التمیمی الرازی، ت۳۲۷ق۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت
۴۳. الحاوی الکبیر، لابی الحسن الماوردی، ت۴۵۰ق۔ دار الفکر، بیروت
۴۴. حقیقۃ الشیعۃ الاثنی عشریہ، اسعد وحید الفلسطینی، معاصر
۴۵. حلیۃ الأولیاء، لابی نعیم الاصبہانی، ت۴۳۰ق۔ دار الفکر، بیروت
۴۶. حلیۃ العلماء لابی بکر الشاشی، ت۵۰۷ق۔ مکتبۃ الرسالۃ الحدیثۃ، الاُردن

۴۷. خلاصة الاقوال، الحسن بن یوسف بن علی بن المطهر الحلی، ت۷۲۶ق۔ منشورات الرضی، قم المقدسة
۴۸. الدراری المضیئة، للشوکانی، ت۱۲۵۵ق۔ دار المعرفة، بیروت
۴۹. الدر المنثور۔ تفسیر۔ جلال الدین السیوطی، ت۹۱۱ق۔ محمد امین دمج، بیروت
۵۰. الذریعة الی تصانیف الشیعة، للشیخ آقا بزرگ الطهرانی، ت۱۳۸۹ق۔
۵۱. زاد المعاد، ابن قیم الجوزیة، ت۷۵۱ق۔ عبد الرؤف طه، طبع مصطفیٰ الحلبی، مصر، ۱۳۹۰ق۔
۵۲. سنن ابی داؤد، سلیمان بن الاشعب السجستانی، ت۲۷۵ق۔ دار احیاء السنة النبویة، بیروت
۵۳. سنن الطیالسی، لابی داود الطیالسی، ت ۲۰۴ق۔ دار المعرفة، بیروت

۵۴. السنن الکبری، ابو بکر البیہقی، ت۴۵۸ق۔ دار المعرفۃ، بیروت
۵۵. سیر اعلام النبلاء، شمس الدین الذہبی، ت۷۴۸ق۔ الرسالۃ، بیروت
۵۶. شذرات الذہب، ابو الفلاح، ابن عماد، ت۱۰۸۹ق۔ المکتب التجاری، بیروت
۵۷. شرائع الاسلام، للمحقق الحلی، ت۶۷۶ق۔ مطبعۃ الاداب، النجف الاشرف
۵۸. شرح الزرقانی، عبد الباقی الزرقانی، ت۱۰۹۹ق۔ طبع عیسی الحلبی، مصر
۵۹. شرح فتح القدیر، محمد المعروف بابن الہمام، ت۶۸۱ق۔ طبع مصطفیٰ الحلبی، مصر، ۱۳۸۹ق۔
۶۰. الشرح الکبیر، لاحمد الدردیر، ت۱۲۰۱ق۔ طبع عیسی الحلبی، مصر

٦١. شرح نہج البلاغۃ، ابن ابی الحدید المعتزلی، ت٦٥٦ق۔ دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت
٦٢. صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، ت٢٥٦ق۔ دار المعرفۃ، بیروت
٦٣. صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، ت٢٦١ق۔ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، طبع ١٣٧٧
٦٤. الضعفاء الکبیر، محمد بن عمر العقیلی، ت ٣٢٢ق۔ الدار العلمیۃ، بیروت
٦٥. طبقات الحفاظ، للسیوطی، ت٩١١ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
٦٦. الطبقات، لخلیفۃ بن خیاط، ت٢٤٠ق۔ تحقیق سہیل زکار، مطابع وزارۃ الثقافۃ، دمشق
٦٧. طبقات الفقہاء، لابی اسحاق الشیرازی الشافعی، ت٤٧٦ق۔ دار الرائد العربی، بیروت

٦٨. الطبقات الکبریٰ، محمد بن سعد بن منیع البصری، ت ۲۳۰ق۔ دار صادر، بیروت
٦٩. العبر فی خبر من غبر، شمس الدین الذہبی، ت ۷۴۸ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۷۰. العقد الفرید، ابن عبد ربۃ الاندلسی، ت ۳۲۷ق۔ دار الکتاب العربی، بیروت
۷۱. عمدۃ القاری، بدر الدین العینی، ت ۸۵۵ق۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت
۷۲. الغدیر، للشیخ عبد الحسین الامینی، ت ۱۳۹۰ق۔ مرکز الغدیر للدراسات الاسلامیۃ، قم المقدسۃ
۷۳. الفتاوی الکبریٰ، ابن تیمیۃ، ت ۷۲۸ق۔ دار المعرفۃ، بیروت
۷۴. فتح الباری بشرح البخاری، ابن حجر العسقلانی، ت ۸۵۲ق۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت

۷۵. الفروع، محمد بن مفلح المقدسی، ت ۷۶۳ق۔ عالم الکتب، بیروت
۷۶. الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، عبد الرحمٰن الجزیری، ت ۱۳۶۰ق۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت
۷۷. الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، للشوکانی، ت ۱۲۵۰ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۷۸. قاموس الرجال، للشیخ محمد تقی التستری، ت ۱۴۱۵ق۔ جماعۃ المدرسین، قم المقدسۃ
۷۹. القاموس المحیط، للفیروز آبادی، ت ۸۱۷ق۔ دار الجبل، بیروت
۸۰. الکافی، محمد بن یعقوب الرازی الکلینی، ت ۳۲۸ق۔ المطبعۃ الاسلامیۃ، طہران
۸۱. الکامل فی الضعفاء، عبد اللہ بن عدی الجرجانی، ت ۳۶۵ق۔ دار الفکر، بیروت

۸۲. کشف الظنون، مصطفیٰ بن عبد اللہ الشیرب (الحاج خلیفۃ)، ت۱۰٦۷ق۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت
۸۳. کشف القناع، منصور بن یونس البہوتی، ت۱۰۵۱ق۔ عالم الکتب، بیروت
۸۴. الکشاف۔ فی تفسیر القرآن، محمود بن عمر الزمخشری، ت۵۳۸ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۸۵. کنز العمال، المتقی الہندی، ت۹۷۵ق۔ موسسۃ الرسالۃ، بیروت
۸٦. اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، للسیوطی، ت۹۱۱ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۸۷. مآثر الاناقۃ فی معالم الخلافۃ، احمد بن عبد اللہ القلقشندی، ت۸۲۱ق۔ تحقیق عبد الستار احمد، وزارۃ الارشاد الکویت، ۱۹٦۴ق۔
۸۸. المبسوط، شمس الدین السرخسی، ت۴۹۰ق۔ دار الفکر، بیروت

۸۹. المتعۃ بین الشریعۃ والبدعۃ، مرتضی الموسی الاردبیلی۔ معاصر

۹۰. مجلۃ تراثنا، اصدار موسسۃ آل البیت علیھم السلام، قم المقدسۃ

۹۱. مجلۃ مرآۃ التحقیق، اصدار مکتب الاعلام الاسلامی، قم المقدسۃ

۹۲. مجمع البحرین، فخر الدین الطریحی، ت ۱۰۸۵ق۔ المکتبۃ المرتضویۃ، طھران

۹۳. مجمع الزوائد، علی بن ابی بکر الھیثمی، ت ۸۰۷ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۹۴. المجموع، محی الدین بن شرف النووی، ت ۶۷۶ق۔ دار الفکر، بیروت

۹۵. المحاضرات، للراغب، ابو القاسم بن محمد الاصبہانی، ت ۵۶۵ق۔

۹۶. المحبر، ابو جعفر محمد بن حبیب الہاشمی، ت ۲۴۵ق۔ دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت

۹۷. المحلی، ابن حزم الاندلسی، ت ۴۵۶ق۔ دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت

۹۸. مرآۃ العقول، محمد باقر المجلسی، ت۱۱۱۱ق۔ دار الکتب الاسلامیۃ، طہران

۹۹. مسالک الافہام، زین الدین الجبعی (الشہید الثانی)، ت۹٦۵ق۔ مؤسسۃ المعارف الاسلامیۃ، قم المقدسہ

۱۰۰. المسائل الصاغانیۃ، محمد بن محمد بن النعمان، الملقب۔ بالمفید، ت ۴۱۳۔ دار المفید، بیروت

۱۰۱. مستدرکات علم الرجال، الشیخ علی النمازی الشاہرودی، ت۱۴۰۵ق۔ المطبعۃ الحیدریۃ، طہران

۱۰۲. مسند احمد، احمد بن حنبل، ت۲۴۱ق۔ دار الفکر، بیروت

۱۰۳. مسند الطیالسی، سلیمان بن داود الفارسی۔ الشہیر بابی داود الطیالسی، ت ۲۰۴ق۔ دار الباز، مکۃ المکرمۃ

۱۰۴. مسند الشافعی، لمحمد بن ادریس، ت ۲۰۴ق۔ رتّبہ سنجر بن عبد اللہ، ت ۷۴۵ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۱۰۵. المصنّف، عبد الرزاق الصنعانی، ت۲۱۱ق۔ المکتب الاسلامی، بیروت

١٠٦. المصنف، ابن ابی شیبة العبسی، ت٢٣٥ق۔ دار الفکر، بیروت

١٠٧. المعارف، لابن قتیبة الدینوری، ت٢٧٦ق۔ نشر الشریف الرضی، قم المقدسہ

١٠٨. المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد الطبرانی، ت٣٦٠ق۔ وزارة الاوقاف العراقیة

١٠٩. المعجم المفھرس لالفاظ احادیث بحار الانوار، مکتب الاعلام الاسلامی، قم المقدسة

١١٠. معجم المؤلّفین، عمر رضا کحالة، دار احیاء التراث العربی، بیروت

١١١. معجم رجال الحدیث، السید ابو القاسم الخوئی، ت١٤١٣ق۔ دار الزہراء، بیروت

١١٢. المغنی، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامة، ت٥٤١ق۔ عالم الکتب، بیروت

۱۱۳. المغنی فی الضعفاء، ابو عبد اللہ الذہبی، ت۷۴۸ق۔ دار المعارف، حلب

۱۱۴. مفتاح کنوز السنۃ، ای فنسک، دار الباز، مکۃ المکرمۃ

۱۱۵. مقدمۃ مرآۃ العقول، للسید مرتضی العسکری، دار الکتب الاسلامیۃ، طہران

۱۱۶. المنتقیٰ، ابو الولید الباجی، ت۴۹۴ق۔ طبع السعادۃ، مصر، عام ۱۳۳۲ق۔

۱۱۷. منجد الطلاب، للاب لویس معلوف الیسوعی، دار المشرق، بیروت

۱۱۸. المہذب، لابن البراج الطرابلسی، ت۴۸۱ق۔ جماعۃ المدرسین، قم المقدسۃ

۱۱۹. المہذب، ابو اسحٰق الشیرازی، ت۴۷۶ق۔ عیسیٰ البابی، مصر

۱۲۰. موارد السجن، نجم الدین الطبسی، مرکز الاعلام الاسلامی، قم المقدسۃ

۱۲۱. الموطّا، مالک بن انس، ت ۱۹۰اق۔ بروایۃ یحیٰی الاندلسی، دار احیاء التراث العربی، بیروت

۱۲۲. الموضوعات لابن الجوزی، ت ۵۹۷ق۔ دار الفکر، بیروت

۱۲۳. میزان الاعتدال، شمس الدین الذہبی، ت ۷۴۸ق۔ دار المعرفۃ، بیروت

۱۲۴. النجوم الزاہرۃ، یوسف بن تغری الاتابکی، ت ۸۷۴ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۱۲۵. نساء مبشّرات بالجنتہ، احمد خلیل جمعۃ، دار ابن کثیر، دمشق

۱۲۶. النفی و التغریب، نجم الدین الطبسی، مجمع الفکر الاسلامی، قم المقدسہ

۱۲۷. النہایۃ فی غریب الحدیث، ابن الاثیر الجزری، ت ۶۰۶ق۔ مؤسسۃ اسماعیلیان، قم المقدسۃ

۱۲۸. نیل الاوطار، محمد بن علی الشوکانی، ت ۱۲۵۵ق۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۱۲۹.	الوافی بالوفیات، صلاح الدین الصفدی، ت ۷۶۴ق، جمعیة المستشرقین الالمانیة
۱۳۰.	وسائل الشیعة، محمد بن الحسن الحر العاملی، ت ۱۱۰۴ق۔ مؤسسة آل البیت علیهم السلام، قم المقدسة
۱۳۱.	وفیات الاعیان، احمد بن محمد بن خلکان، ت۶۸۱ق۔ دار الثقافة، بیروت
۱۳۲.	الهدایة فی شرح البدایة، برهان الدین المرغینانی الحنفی، ت ۵۹۳ق۔